کنزالریحان
فی فتاوی ابی النعمان

المعروف

فتاوی مشاہدی

جلد اول

مصنف
حضرت علامہ ومولانا مفتی ابو النعمان عطا محمد مشاہدی صاحب قبلہ
مدظلہ العالی صدر شعبۂ افتاء دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی الہند

مرتب
حضرت علامہ ومولانا محمد عقیل احمد قادری حنفی
احمد اباد گجرات (وطن: بنگال)

کتاب پڑھنے کی دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ عَلَیۡنَا حِکۡمَتَکَ وَانۡشُرۡ عَلَیۡنَا رَحۡمَتَکَ یَاذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامۡ

کلمات التقدیم

عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی محمد ھاشم رضا صاحب مصباحی, قاضئ شیموگہ کرناٹکا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ○

اس آیت کریمہ کا مفہوم ومعنی یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایسا طبقہ ہونا ضروری ہے جو دین میں سمجھ اور فقاہت پیدا کرنے کے لیے اپنا وقت صرف کر کے جہاں یہ نعمت مل سکے وہاں جائے اور دین کی سمجھ حاصل کرنے کے بعد قوم کو برے اعمال وافعال سے خوب اچھی طرح آگاہ کرے تاکہ قوم کے افراد بدعقیدگی وبے دینی اور حرام کے ارتکاب سے بچیں۔

سرور کائنات فخر موجودات رحمت دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی کے لیے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین میں سمجھ اور فقاہت جیسی عظیم دولت عطا فرما دیتا ہے چنانچہ جو لوگ دین میں سمجھ حاصل کر کے شرعی قوانین قرآن وحدیث اجماع صحابہ واجتہاد کے ذریعہ دین کی نشر واشاعت میں لگ جاتے ہیں وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ومقرب ہو کر منصب خاص حاصل کر لیتے ہیں۔

فتوی کیا ہے؟ کسی پیش آمدہ مسئلہ کے متعلق ادلۂ شرعیہ کو سامنے رکھتے ہوئے حکم شرع بیان کرنا "فتوی" کہلاتا ہے اسکی اہمیت و افادیت کا ذکر قرآن و احادیث میں موجود ہے۔افتاء و استفتاء کا سلسلہ دور نبوت سے چلا آرہا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا دور حاضر کے بالغ نظر صاحب فکر ونظر حضرت مفتی ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی صاحب کے فتاوی کا مجموعہ بنام۔ کنزالریحان فی فتاوی ابی النعمان المعروف فتاوی مشاہدی۔

جو موصوف کی علمی، فقہی اور خداداد بصیرت کی بے مثال شاہ کار ہے جنکی مجموعی ضخامت تین سوصفحات سے زائد ہے اس میں عقائد سے لیکر فرائض تک ہر فتاوی شامل ہیں اس مجموعہ میں کئی خوبیاں ہیں مگر سب سے اچھی خوبی یہ ہے کہ جدید مسائل دلائل و براہین اور حوالہ جات کے ساتھ حل کیا گیا ہے تاکہ مستفیدین کو کسی بھی قسم کا کوئی خلجان یا تشنگی باقی نہیں رہے گی۔

اللہ تعالی نے موصوف کو بڑی خوبیوں سے نوازا ہے اخلاص وللہیت میں اپنی مثال آپ ہیں فقہی جزئیات پر وسعت نظری کا کوئی جواب نہیں ہے دور حاضر کے جدید مسائل کو حل کرنے کا کامل جذبہ وہنر رکھتے ہیں اسلاف اور اکابرین کے علوم کے محافظ ہی نہیں بلکہ امین ہیں۔

گرامی قدر محب گرامی مفتی ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی صاحب میرے بہت ہی قریبی دوست ہیں تقریبا پانچ سال قبل سوشل میڈیا کے ذریعے دوستی ہوئی اوراب تک دوستی قائم ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالی موصوف کو اللھم زد فزد کی برکتوں سے نوازے اورانکی عمر اورعلم وفہم میں اضافہ عطا فرمائے اورانکے فتاوی سے عوام وخواص کومستفید فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد ہاشم رضا مصباحی

خادم ادارہ شرعیہ وافتاء دارالعلوم

جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان شیموگہ کرناٹکا

بتاریخ 12 / شوال المکرم 1439 ھجری

بمطابق 27 / جون 2018

ہدیہ تشکر

(1) ہم شکر گزار ہیں اپنے ان علمائے کرام ومفتیان عظام دام ظلہم العالی کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے تاثرات تحریر فرما کر ذرہ نوازی فرمائی، اور خصوصیت کے ساتھ عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم رضا مصباحی صاحب قبلہ کا جنہوں نے اس کتاب پر وقیع تقدیم لکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

(سنن ترمذی)

یعنی جس نے انسان کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکریہ ادا نہ کیا۔

خدائے پاک ان علمائے کرام ومفتیان عظام کا سایۂ کرم تادیر صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔ آمین آمین یارب العلمین۔

(2) محب ومکرم حضرت علامہ ومولانا عقیل احمد قادری حنفی احمد آباد گجرات نے اس کتاب کی نشر واشاعت میں کافی جدو جہد فرمائی اور فتاوی کو جمع کرنے میں مدد فرمائی ہم انکے اس دینی مدد کے لیے صمیم قلب سے مشکور ہیں۔

(3) ادیب شہیر، خطیب بے نظیر متنبئ دوراں ڈاکٹر خورشید عالم المعروف ہمدم صاحب گونڈوی جنہوں نے اس مجموعۂ فتاوی کے نام کی تعین فرمائی جسکی

ہمارے محبین ومخلصین نےتعریف وتحسین کی ہم ان کے بھی شکرگزار ہیں۔

حفظہ اللہ تعالی فی الدارین

(4) کرم فرمابندہ عالی جناب ڈاکٹرساحل ملک صاحب قبلہ احمدآباد گجرات دین کادرد رکھنے والے ایک علم دوست ہیں، اس مجموعہ فتاوی کی ترتیب وتبویب وتزئین وتشہیرانہیں کیےتعاون سےہورہی ہے کثیرمصروفیات کے باوجود بھی قبلہ محترم نےاس نیک کام کوبحسن وخوبی انجام دیاہے ہم اسکے لیے انکے بے حدممنون ومشکور ہیں اللہ عزوجل انکےکسب میں برکات کثیرہ وافرہ عطافرحوادث سےمحفوظ رکھےاور ان سےاپنی رضا کا کام لے اورہمیں اورانہیں اورسارےسنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کواپنےرضوان وغفران سےنوازے۔

آمین بجاہ حبیبہ خاتم النبیین علیہ وعلی آلہ وازواجہ افضل الصلاۃ والتسلیم

فقیرابوالنعمان **عطامحمد مشاہدی** عفی عنہ

حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

نوٹ

الانسان مرکب من الخطاء والنسیان،
خطاء کا واقع ہونا انسان سے بعید نہیں بلکہ غلطیاں انسان ہی سے سرزد ہوتی ہیں لہٰذا ارباب علم و دانش کی بارگاہ میں فقیر عرض گذار ہے کہ اگر کہیں کوئی شرعی خامی یا کتابت میں غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع کریں تاکہ جلد از جلد اسکی اصلاح کر دی جائے۔

رابطہ:
sahilmalek1995@gmail.com
7052702164
فقیر ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ
حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

فہرست مضامین

تاثرات علمائے اہل سنت

استاذالعلماء فقیه دوراں حضرت علامه مفتی شرف الدین صاحب قبله مدظله العالی ,رئیس الاساتذہ دار العلوم قادریه فیل خانه ہوڑہ کلکته

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسوله الکریم

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ حضرت علامہ مفتی ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی سلمہ ربہ کے فتوؤں کے مجموعہ کی ترتیب کا اہتمام کیا گیا ہے جو کنزالریحان فی فتاوی ابی النعمان المعروف فتاوی مشاہدی کے نام سے منظر عام پر جلد ہی آنے والا ہے۔

موصوف ایک متبحر عالم، صاحب فکرونظر محقق ہیں، فراغت علمی کے بعد اپنے مرشد کامل شہزادہ شیر بیشہ اہلسنت حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے لگائے ہوئے گلشن علم (دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف متصل مزار مشاہد ملت) میں درس وتدریس کے فرائض انجام دینے کے ساتھ مسند افتاء کو بھی رونق بخشے ہوئے ہیں اور وہ اپنا قیمتی وقت قریب وبعید نیز شوشل میڈیا پر ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے مسائل کے شرعی جواب دینے

یں صرف کرنے کے خوگر ہیں اور فتاوی کا یہ مجموعہ انٹرنیٹ وشوشل میڈیا پر
آئے ہوئے سوالات کے جوابات کا مجموعہ ہے جسکے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ
موصوف سلمہ کی نظر فقہی جزئیات پر وسیع بھی اور گہری بھی ہے اور فتاوی، کتاب
وسنتا اور اقوال ائمہ وفقہاء سے مدلل ہیں اور اپنے فتاوی کی تحقیقات میں فقہ
حنفی کے اصل ماخذ ومصادر سے کامل استفادہ کرتے ہیں بالخصوص فتاوی
رضویہ شریف سے استفادہ نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ فتاوی مشاہدی سے عوام وخواص حتی المقدور نور وحرارت
ایمانی حاصل کرینگے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کو صحت وتوانائی عطا فرمائے، انکی
عمر کو دراز فرمائے، انکے علم وعمل میں مزید اضافہ عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ الطاھرین
واصحابہ اجمعین۔

شرف الدین رضوی غفرلہ
دارالعلوم قادریہ فیل خانہ ہوڑہ کلکتہ

فضیلۃ الاستاذ حضرت علامہ مفتی عطاء اللّٰہ نعیمی صاحب (کراچی، پاکستان)

(مدظلہ النورانی)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افتاء فقہ اسلامی کا ایک شعبہ ہے اور لغت میں جس کے معنی مطلق جواب دینا یا کسی مشکل حکم کا جواب دینا ہے جیسا کہ "مفرداتِ امام راغب" میں ہے، اصطلاحِ شرع میں افتاء کا معنی حکم شرع اور فیصلہ سنانا ہے چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: "الافتاء: فإنه إفادة الحكم الشرعي" یعنی فتوی دینا حکم شرعی سے آگاہ کرنا ہے۔

اور امام اہل سنت امام احمد رضان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:

إنما الافتاء أن تعتمد على شئ و تبين لسائلك أن هذا حكم شرعي۔ (فتاوی رضویہ) یعنی فتوی یہ ہے کہ تو کسی شے پر اعتماد کرے اور تو اپنے سائل کو بتادے کہ یہ حکم شرعی ہے

فتاوی اور کتب فتاوی کی تاریخ بہت طویل ہے اور یہ مختصر تحریر اس کی متحمل نہیں ہے۔ بہر حال انہیں کتب فتاوی میں سے ایک "فتاوی مشاہدی" بھی ہے جو حضرت قبلہ مفتی ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی دامت برکاتہم العالیہ کے فتاوی کا مجموعہ ہے۔ حضرت ایک عظیم مفتی و محقق ہیں، حضرت سے میری شناسائی کو جتنا عرصہ گزرا ہے میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالی کے فضل سے حضرت کو ان

کے ہم عصر مفتیان کرام میں ایک بڑا درجہ و مرتبہ حاصل ہے۔حضرت کے جو فتاوی وقتاًفوقتاً میری نظر سے گزرے ہیں میں نے انہیں جامع و مانع پایا ہے اورآپ کے فتاوی اس دور میں لکھے جانے والے عام فتاوی سے مختلف ہیں۔ حضرت فتوی تحریر کرتے وقت صرف اردو کتب فقہ وفتاوی پر ہی اکتفاء نہیں کرتے بلکہ آپ کے فتاوی قرآن وسنت،فقہ حنفی کے متون وشروح اورکتب فتاوی کی عبارت سے مزین ہوتے ہیں۔آپ کے فتاوی نہ بہت مختصر ہوتے ہیں اور نہ ہی بہت طویل، ہرفتوی محقق اورواضح ہے۔بعض فتاوی بہت ہی معرکۃ الآراہیں۔فروعی مسائل میں آپ بڑے شرح وبسط سے کام لیتے ہیں، تمام گوشوں کا احاطہ فرماتے ہیں،مسئلہ کو اس کے مالہ وماعلیہ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں اور دلائل وبراہین کے انبارلگادیتے ہیں۔فتوی میں مذکورکتب فقہ کی عربی عبارات سے علما کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اورمسئلہ کا شرعی حکم آسان اورعام فہم الفاظ میں مذکور ہوتا ہے جس سے عوام المسلمین اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں اور یہ وہ خصوصیات ہیں جو ہر مفتی کے فتوی میں نہیں پائی جاتیں۔

حضرت کا مجموعہ فتاوی مجھے ملا، میں نے اس کی فہرست کوتفصیلاً دیکھا اورمتعدد مقامات سے فتاوی کو پڑھا،الحمد اللہ عوام وخواص کے بہت مفید پایا اور"فتاوی مشاہدی"کتب فتاوی میں ایک اچھا اضافہ ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کو جس قدر علمی وسعت،فکری جلالت،فقہی بصیرت سے نوازا ہے اس کا اندازہ تو صرف آپ

کے تحریر فتاوی کے مطالعہ سے ہی ہوسکتا ہے، جن میں حضرت نے فقہ حنفی کے کثیر کلیات و جزئیات کو کتب معتبرہ مرجحہ سے نقل فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو طول عمر کے ساتھ صحت و عافیت عطا فرمائے اور ان کے قلم میں مزید برکتیں دے اور اسے خطا سے محفوظ رکھے اور ان علمی کاوشوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے اور انہیں اپنے دین کے لیے قبول فرمالے اور ان کی دنیا سے انہیں کافی ہوجائے اور حضرت کی اس کاوش کو عوام و خواص کے لیے مفید بنائے۔

آمین بجاہ حبیبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دارالحدیث والافتاء

بجامعۃ النور، جمعیت اشعتِ اہلسنت (پاکستان) کراچی

۱۱ رمضان المبارک ھ ۱۴۳۹

جامع معقول و منقول حاوئی فروع و اصول حضرت علامہ مفتی انور نظامی مصباحی (ھزاری باغ ,جھار کھنڈ)

(مدظلہ النورانی)

لک الحمد یااللہ والصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) امابعد

اللہ تعالیٰ نے سب کو برابر پیدا نہیں فرمایا۔بلکہ مختلف اوصاف واحوال سے انہیں نوازا۔

عقل وشعور،فہم وفراست اورعلم وفضل میں اعلی،اوسط اورادنی مراتب تخلیق فرما کرحکم دیا کہ”جن کے پاس علم نہیں وہ علم والوں سے پوچھیں۔“

فاسألوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون(القران)

عہدنبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگ بارگاہ رسالت میں اپنے سوالات پیش کر کے ہدایت حاصل کرتے۔بعد کے ادوار میں صحابہ، تابعین، ائمۂ مجتہدین اورعلمائے کاملین نے اس اہم فریضہ کو انجام دیااورامت مسلمہ اپنی دینی علمی پیاس بجھانے کے لیےان کی بارگاہوں میں زانوئے ادب تہ کرتے رہے اور یہ اہل علم وفضل ان کی رہنمائی کافریضہ انجام دیتے رہے۔لاکھوں صفحات پر مشتمل اسلامی کتابیں اس کی شاہدعدل ہیں۔

یہ وہ طبقہ ہے جس کو امت کی رہنمائی کے لیےمن جانب اللہ منتخب کرلیا

جاتا ہے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

من یرد اللہ بہ خیرآ یفقھہ فی الدین

اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔

انٹرنیٹ کے زمانے میں معلومات حاصل کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔جس جواب کے لیے مہینوں انتظار کرنا پڑتا تھا وہ اب منٹوں میں حاصل ہو رہا ہے۔سوشل میڈیا نے تبلیغ دین کی آسان راہیں ہموار کر دی ہیں۔بس اس کے صحیح استعمال کی ضروت ہے۔

ہمارے وہ اہل علم قابل مبارک باد اور قابل تقلید ہیں جو یہ فریضہ انجام دینے میں لگے ہوئے ہیں۔حضرت علامہ مفتی عطا محمد مشاہدی کا زیر نظر مجموعہ شوشل میڈیا پر آئے سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔موصوف نے فقہی ذخائر سے شرعی احکام کے آبدار موتی کو جمع کر دیا ہے۔

مولی تعالیٰ اسے عامۃ المسلمین کے لیے ہدایت اور مفتی صاحب کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین

محمد انور نظامی مصباحی

ادارہ شرعیہ جھارکھنڈ

12 رمضان المبارک 1439ھ

فاضل جلیل فقیہ العصر حضرت علامہ و مولانا مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی ,برطانیہ

(مدظلہ النورانی)

حامدًا و مصلیًا اما بعد

حضرت قبلہ مفتی ابو نعمان عطا محمد مشاہدی (متعنا اللہ بطول حیاتہ) سے برقی مواصلات اور سماجی ذرائع ابلاغ اور بالخصوص ''الحلقۃ العلمیۃ'' کے توسط سے رابطہ ہوا ماشاء اللہ موصوف بہت ہی محنتی، متقی، اور قابل مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت اچھے اور معتمد مفتی بھی ہیں، بلاشبہ فتوی نویسی کافی پیچیدہ اور مشکل ترین عمل ہے مقصد سوال تک رسائی، اس کے متعدد گوشوں پر نظر پھر پیش منظر اور پس منظر کا لحاظ اور مستفتی کے داؤ پیچ کی فہم مزید براں لیکن بفضل اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب فقہ حنفی کی کتب اور فتاوی جات پر گہری نظر رکھتے ہیں بالخصوص فتاوی رضویہ قدیم کو پڑھنے، سمجھنے اور اس کے جزئیات و عبارات کو آسان فہم میں قارئین تک منتقل کرنے میں اپنی مثال آپ ہیں، الحمد للہ فقیر نے بھی اس معاملہ میں ان سے اکتساب فیض کیا، بلکہ بہت سارے جزئیات جن سے عموماً ایک مفتی کو واسطہ پڑتا ہے ان کو ایسے ازبر ہیں جیسے کتاب کا صفحہ نظر کے سامنے موجود ہو، یہ واقعی عطائے محمدی کا مشاہدہ و جھلک ہے جنھوں نے فقہ نعمانی کی حشمت کو مزید جلا بخشی۔ قبلہ مفتی صاحب ك ا مجموع ٭ فتاو ٭ بنام فتاو ٭ مشا ٭ د ٭ نظر سے گزرا بلاشبہ یہ فتاوی امت مسلمہ

بالخصوص باشندگانِ سرزمین خواجہ و رضا (انڈیا) کے مسلمانوں کے لیے بہت ہی قیمتی تحفہ ہے بلکہ مسلم معاشرے کے بحر فسق و فجور میں سفینہ نجات ہے قبلہ مفتی صاحب نے بہت محنت کے ساتھ وہاں کے مسلمانوں کو درپیش مسائل کو بہت خوبصورت، آسان، علمی اور فقہی انداز اختیار کرتے ہوئے فقہ حنفی کی روشنی میں حل فرمایا، اور انداز جواب سے قارئین پر بخوبی آشکار ہو گا کہ موصوف نے اپنے فتاوی جات میں رضویت اور مسلک اعلی حضرت کو فروغ دینے میں اپنا حق ادا کیا ہے، اور کئی جدید مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے، اگرچہ ان جدید مسائل میں کسی کو اختلاف ہوسکتا ہے مگر فتاوی کو پڑھنے کے بعد کوئی بھی مفتی یہ نہیں کہہ سکتا کہ موصوف نے فقہ، اصول فقہ اور رسم الافتاء پر نظر کیے بغیر کچھ تحریر فرمایا ہے اور نہ ہی جدید مسائل میں اپنا موقف بلا دلیل بیان فرمایا بلکہ تقریباً ہر فتوی کو کئی کئی جزئیات سے مزین فرمایا جو کہ ان کے کثیر مطالعہ اور کتب فقہ پر گہری نظر کی دلیل ہے۔

خالق کائنات مصنف کے علم، عمل، عمر اور فیض میں مزید برکتیں اور وسعتیں عطا فرمائے اور دنیائے اسلام میں اس کتاب کو مقبول بنائے اور مسلمانو ں کو ان سے اکتساب فیض کا معمول اور اصلاح کا بہترین ذریعہ بنائے۔آمین

خیر اندیش: ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی (UK)

الشہادۃ العالمیۃ، المتخصص فی الفقہ الاسلامی

صدر مدرس اقرأ ایجوکشن ٹرسٹ پریشور روڈ برمنگھم، انگلینڈ

ماہر کلیات و جزئیات حضرت علامہ مفتی عثمان غنی صاحب مصباحی (دربھنگہ، بہار) (مدظلہ النورانی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم !

ہرزمانے میں اللہ تبارک وتعالی نے امت دعوت واجابت کی اصلاح اورشجراسلام کی آبیاری کیلیے اپنے مخصوص بندے کومبعوث فرمایا کبھی انبیائے کرام کی جماعت تو کبھی صحابہ وتابعین عظام کی جماعت، کبھی بزرگان دین کی جماعت تو کبھی فقہاوعلمائے اسلام کی جماعت الغرض ہر دور میں خدائے پاک کے مخصوص بندوں نے خدمت خلق کو طاقت بشریہ کے مطابق انجام دیاہےاوردیتے رہیں گے نیز جوں جوں وقت نے ترقی کیاتوں توں خدمت خلق کے طریقہ کاربھی بدلتے رہےاللہ تعالی تمامی علمائے کرام وفقہائے اسلام کوعمر خضرعطافرمائے (آمین) کہ ان کی جماعت نے بڑی تیزی سے الیکٹرانک میڈیااور پرنٹ میڈیادونوں کاتعاقب کیانیزانٹرنیٹ کی دنیامیں واٹس ایپ اورفیس بک،ٹویٹروغیرہ سےجس قدرعوام الناس تک دینی معلومات فراہم کی جارہی ہیں اورتبلیغی مشن میں اضافہ ہواہےوہ ارباب عقل ودانش پرمخفی نہیں !

بہرکیف ہردورمیں مقدس فقہائے کرام وعلمائے عظام کی جماعت نےفقہ وافتاکی خدمت کافریضہ بحسن وخوبی انجام دیتی رہی ہےاوردیتی رہے گی انہیں جماعت کی ایک منفردوعبقری شخصیت حضرت علامہ مفتی عطامحمدمشاہدی صاحب قبلہ کی ہےجوبیک وقت کئی صفات کےحامل ہیں وہ

ایک طرف ماہر درس وتدریس بھی ہیں تو دوسری طرف ماہر فقہ وافتا بھی ہیں اور حسن اخلاق واخلاص کے پیکر بھی عمر قلیل ہے مگر تحقیق وتفتیش طویل۔

زیر نظر فتاوی کا مجموعہ بنام (کنز الریحان فی فتاوی ابی النعمان) المعروف فتاوی مشاہدی اسی تحقیق کی ایک کڑی ہے وہ عربی متون وشروح پر بھی پکڑ رکھتے ہیں درمیان فتوی نویسی وقت استدلال فتاوی قاضی خاں، ہندیہ، درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر، ہدایہ وغیرہ سے بھی استدلال کرتے ہیں خصوصا امام اہل سنت شیخ الاسلام والمسلمین اعلی حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف "فتاوی رضویہ شریف" کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں کبھی کبھی صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ کی پر بہار تصنیف "بہار شریعت" سے بھی استدلال فرماتے ہیں انداز بیان عمدہ ہے ملاقات نہیں مگر تحریر تقریر کا آئینہ ہوتی ہے ازیں قبل تقریبا ۴۴۸ صفحات پر مشتمل فتاوی کا مجموعہ بنام "فتاوی شرعیہ" جو بشمول چند مقتدر علما ومفتیان عظام مثلا علامہ مفتی ہاشم صاحب مصباحی، شرف ملت علامہ مفتی شرف الدین صاحب قبلہ وعلامہ مفتی شہروز صاحب قبلہ اور حقیر راقم الحروف بھی، منظر عام پر آچکا ہے کہ جن میں اکثر فتاوے علامہ مفتی عطا محمد مشاہدی صاحب قبلہ کے ہیں۔

مولا تعالی مفتی صاحب کی اس کاوش کو قبول خواص وعوام بنائے آمین

دعاگو العبد الحقیر محمد عثمان غنی رضوی مصباحی

خادم التدریس والافتا دار العلوم فدائیہ خانقاہ سمرقندیہ دربھنگہ بہار

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۱ جون ۲۰۱۸ء

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اونی سوئٹرنیچے سے گھڑنے کا حکم

سوال: اونی سوئٹر جرسی جو سردی میں استعمال ہوتی ہیں انکے نیچے بوڈر بیلٹ نما ہوتا ہے اسکو اکثر لوگ موڑ لیتے ہیں حالتِ نماز میں تو کیا حکم ہے؟

سائل محمد فہیم رضوی نوری

الجواب بعون الملک الوھاب: اونی سوئٹر یا جرسی وغیرہ جو نیچے سے موڑتے ہیں یہ کف ثوب نہیں کیونکہ یہ معتاد طریقہ سے ہے اس لیے نماز میں کوئی حرج نہیں۔

جیسا کہ امام اہلسنت سیدی سرکار اعلی حضرت قدس سرہ معتاد و غیر معتاد کی وضاحت فرماتے ہیں: کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے جیسے انگرکھا پہننا اور گھنڈی یا باہر کے بند نہ لگانا یا ایسا کرتا جسکے بٹن سینے پر ہیں پہننا اور بوتام اتنے لگانا کہ سینہ یا شانہ کھلا رہے جبکہ اوپر سے انگرکھا نہ پہنے ہو یہ بھی مکروہ ہے اور اگر اوپر سے انگرکھا ہے یا اتنے بوتام لگالیے کہ سینہ یا شانہ ڈھک گئے اگرچہ اوپر کا بوتام نہ لگانے سے گلے کے پاس کا خفیف حصہ کھلا رہا یا شانوں پر کے چاک بہت چھوٹے چھوٹے ہیں کہ بوتام نہ لگائیں جب بھی کرتا نیچے ڈھلکے گا شانے ڈھکے رہیں گے تو حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم ص 447 رضا اکیڈمی ممبئی)

اور حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لنگوٹ میں اگرچہ کپڑا موڑا جاتا ہے اور گھڑ لیا جاتا ہے، مگر کف ثوب نہیں کف ثوب غیر معتاد طریقے پر کپڑے کے گھڑنے اور موڑنے کو کہتے ہیں.. (حاشیہ فتاوی امجدیہ جلد اول ص 193)

درمختار میں ہے "کرہ تحریما سدل ثوبہ ای ارسالہ بلا لبس معتاد و کذا القباء بکم الی وراء ذکرہ الحلبی"

ردالمحتار میں ہے "اذا اخرج المصلی یدہ من الخرق وارسل الکم الی وراء مثلا فانہ یکرہ ایضا لصدق السدل علیہ،لانہ ارخاء من غیر لبس،لان لبس الکم یکون بادخال الید فیہ۔ (در مختار مع ردالمحتار جلد دوم ص. 405 زکریا بکڈپو)

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کپڑا خلاف عادت پہن کر نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہے جیسے کوٹ یا اچکن کہ ہاتھ کو آستین میں نہ ڈالے بلکہ چاک کی طرف سے نکال لے تو یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ کوٹ یا اچکن کی آستین میں ہاتھ ڈال کر پہنا جاتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مال کی جو تعریف کتب فقہ میں مذکور ہے وہ کیا ہے

سوال: سلام-علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کہ مال کی جو تعریف کتب فقہ میں مذکور ہے وہ کیا ہے اور آج کے دور میں اُس تعریف کے تحت کیا کیا اشیاء آئینگی۔مدلل جواب عنایت فرمائیں-سائل: احمد رضا مدنیہ

الجواب بعون الملک الوهاب: مال وہ ہے کہ جسکی طرف طبیعت میل کرے اور اس قابل ہو کہ اس میں خود تصرف کرسکے اور دوسرے کو تصرف سے منع کرسکے- درمختار میں ہے "المال مایمیل الیہ الطبع ویجری فیہ البذل والمنع" (درمختار باب بیع الفاسد)

ردالمحتار و بحرالرائق وغیرھما میں ہے "المال مایمیل الیہ الطبع ویمکن ادخارہ للحاجۃ" یعنی مال وہ ہے جسکی طرف طبیعت میل کرے اور حاجت کے لیے اٹھار کھنے کے قابل ہو۔

نیز علامہ شامی نے تلویح سے نقل کیا "المال من شانہ ان یدخر للانتفاع وقت الحاجۃ والتقویم یستلزم المالیۃ" یعنی مال وہ چیز ہے جسکی شان یہ ہو کہ وقت حاجت اس سے نفع لینے کے لیے اٹھار کھا جائے اور قیمت والا ہونا مال ہونے کو مستلزم ہے-اور صاحب بحر نے الحاوی القدسی سے نقل کیا "المال اسم لغیر الآدمی خلق

لمصالح الآدمی وامکن احرازہ والتصرف فیه علی وجه الاختیار" یعنی مال آدمی کے سوا ہر شئ کا نام ہے جو آدمی کی مصلحتوں کے لیے پیدا کی گئی اور اس قابل ہو کہ اسے محفوظ رکھیں اور بااختیار خود اس میں تصرف کریں۔

مذکورہ عبارات کو امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدی اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے فتاوی میں جمع فرمایا ہے (فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص. 128- رضا اکیڈمی ممبئی)

سطور بالا سے واضح ہے کہ کیا کیا اشیاء تحت مال ہونگی مثلا زمین، مکان، پانی، کپڑا، موبائل، موٹر، کتاب، سونا، چاندی، روپیہ پیسہ وغیرہا۔

تنبیه: رہا شراب اور خنزیر تو شریعت مطہرہ میں مسلمان کے لیے اس میں تصرف کرنے سے نہی وارد ہوئی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جن گن من ترانہ کا حکم

سوال: جن گن من جو راشٹری گیت ہے اسے گانا جائز ہے؟

سائل: ساحل ملک گجرات

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں مذکورہ ترانہ کا پڑھنا جائز نہیں اس لیے کہ اس میں لفظ جے ہے جو کہ طریقہ کفار ہے- جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جے بولنا طریقہ کفار ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد درماتے ہیں "من تشبہ بقوم فھو منھم" جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے (فتاوی رضویہ جلد ششم قدیم ص. 149 رضا اکیڈمی ممبئی)

اوراس ترانہ میں ہے بھارت بھاگ ودھاتا جس کا ظاہری معنی ہے کہ بھارت قسمت کو بانٹنے والا ہے اور اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالی کے علاوہ بھی کوئی قاسم قسمت ہے تو یہ صریح کفر ہے کما لا یخفی-

لیکن کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ وہ یونہی پڑھتا ہے اور اللہ جل مجدہ ہی کو قاسم قسمت جانتا اور مانتا ہے لیکن اس جملہ سے ایک معنئ محال کا وہم ضرور ہوتا ہے اس لیے اسکا پڑھنا منع ہے-

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "ان مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع عن التلفظ بھذا الکلام وان احتمل معنا صحیحا" یعنی ایسے لفظ کا بولنا جس سے صرف معنئ محال

کا وہم ہو ممانعت کے لیے کافی ہے اگرچہ وہ معنیٔ صحیح کا بھی متحمل ہو۔
(ردالمحتار جلد نہم کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع 56 ص)

پس صورت مسئولہ میں ایسے ترانہ کو پڑھنا منع ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

غیر مسلم کو آب زمزم دینا کیسا

سوال: السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ.. کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مسلم کو آب زمزم دینا کیسا ہے؟ غلام حسین نظامی مجیبی

الجواب بعون الملک الوھاب: اولا غیر مسلم سے دوستی منع ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَه یعنی تم نہ پاؤ گے ان کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ اور اسکے رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے دوستی کریں گے۔

و قال تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ یعنی اے ایمان والو تم میرے اور اپنے دشمنوں

کو دوست نہ بناؤ۔

حدیث پاک میں ہے: لاتصاحب الامؤمنا یعنی مومن ہی کو دوست بناؤ (حوالہ ترمذی شریف)

ثانیا: غیر مسلم کو زم زم کا پانی دینا جائز ہے شرعا منع نہیں جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے قوم مشرک کے سردار جسکو سانپ نے ڈس لیا تھا سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ شفاء پا گیا۔

(حوالہ: بخاری ومسلم)

اور ظاہر ہے کہ حرمت قرآن آب زم زم سے زیادہ اہم واعظم ہے۔

الموسوعۃ الفقھیۃ (13 / 34) میں ہے: لَا خِلَافَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ فِي جَوَازِ رُقْيَةِ الْمُسْلِمِ لِلْكَافِرِ یعنی مسلم کا کافر کے جھاڑ کے جواز میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں۔

البتہ نہ دینا بہتر ہے کہ آب زم زم میں شفاء ہے۔

اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انکا مبتلائے بلا رہنا ہی بہتر ہے۔ حوالہ؛ (فتاوی رضویہ شریف جلد نہم قدیم ملخصا)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

لاولد میت کی میراث کا حکم

سوال: لاولد میت کی بیوہ صرف وارثہ ہوگی یا بھائی بہن بھتیجے بھی جبکہ والدین بھی انتقال کر چکے اور اگر وصیت کرے کہ بیوہ کے بعد متبنی وارث ہوگا جبکہ متبنیٰ موصی کے ہم زلف کا نواسہ ہے تو کیا وہ بھائی بہن یتیم بھتیجے کو محروم کر کے گنہگار ہوگا؟ رہنمائی فرمائیں

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم.. صورت مسئولہ میں میت کی بیوہ اور بھائی بہن بھی وارث ہونگے اور میت نے جو متبنی کے لیے وصیت کی ہے وہ وصیت بھی تہائی مال میں جاری ہوگی۔

1) بعد تقدیم ما تقدم و انحصار ورثہ بیوہ کو مال کا چوتھائی حصہ ملے گا۔

" کما قال اللہ تعالی ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد" (سورہ نساء) یعنی عورتوں کے لیے تمہارے ترکہ میں چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔

2) اور میت کے بھائی کو بہن کا ڈبل ملے گا۔

کما قال اللہ تعالی: ان امرء ھلك لیس له ولدوله اخت فلھانصف ماترك وھویرثھاان لم یکن لھاولدفان کانتا اثنتین فلھماالثلثن مماترك وان کانو اخوۃًرجالا ونساء فللذ کر مثل حظ الانثیین ۔ (سورہ نساء)

اگرکوئی ایسامردفوت ہوجائے جوبےاولادہواوراسکی ایک بہن ہوتوترکہ میں اسکی بہن کا آدھاہےاورمرداپنی بہن کاوارث ہوگااگربہن کی اولاد نہ ہوپھراگردوبہنیں ہوں توان دونوں کودوتہائی ملےگااس سےجواس نےچھوڑااوراگرہوں بھائی بہن، مردبھی اورعورتیں بھی تومردکاحصہ دوعورتوں کےحصہ کےبرابرہے-

اورالاقرب فالاقرب کےتحت بھتیجےمحروم ہونگے۔

عالمگیری میں ہے: اقرب العصبات الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ملخصا-)فتاوی عالمگیری جلدششم کتاب الفرائض۔ص451)

متبنی کےلیےوصیت کانفاذایک تہائی مال میں ہوگااورایک تہائی سےزیادہ میں بغیربالغ ورثہ کی اجازت کےوصیت نافذنہ ہوگی -جیساکہ عالمگیری میں ہے:لایجوز بمازادعلی الثلث الاان یجیزہ الورثة بعدموته وهم کبار ملخصا- (عالمگیری جلدششم کتاب الوصایا)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم:ابوالنعمان عطامحمدمشاہدی عفی عنه,دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

مرد و عورت کا اپنے سر کے بال پیچھے سے نکال کر آگے لگانا کیسا

سوال: السلام علیکم مفتی صاحب پلیز رہنمائی فرمائیں: کیا عورت یا مرد اپنے ہی سر کے بال پیچھے سے نکلوا کر آپریشن کے ذریعہ آگے لگوا سکتے ہیں مع حوالہ بتائیں.. سائلہ ثنا فاطمہ اڑیسہ

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم. وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ. صورت مسئولہ میں ایسا کرنا جائز نہیں کہ یہ جزء انسانی سے فائدہ حاصل کرنا ہے اور اجزائے انسانی سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں کہ یہ احترام انسانیت کے خلاف ہے۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے: الانتفاع باجزاء الآدمی لم یجز قیل للنجاسة وقیل للکرامة هوالصحیح کذافی جواهر الاخلاطی (عالمگیری ج5 ص354 زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا) اسی میں دوسری جگہ ہے: وصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرها او شعر غیرها کذا فی الاختیار شرح المختار

یعنی آدمیوں کے بال سے بال جوڑنا حرام ہے خواہ وہ بال اسی عورت کے ہوں یا دوسری عورت کے (ایضا ص358)

واللہ اعلم بالصواب ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

صابن یا کیمکل سے دھلے جانے والے کپڑے کو نچوڑنے کا حکم

سوال: السلام علیکم .صابن یا کیمکل سے دھلے جانے والے کپڑے جس میں نجاست غیر مرئیہ لگی ہو اس میں اعصار کا حکم دیا جائے گا یا نہیں۔

المستفتی: شاہین خلیل ایڈرس رحیم یار خان پنجاب پاکستان

الجواب بعون الملک الوهاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ .نجاست غیر مرئیہ اگر نچوڑنے والی شئ میں لگ جائے تو اسکی طہارت اورزوال نجاست کے لیے فقہاء نے اعصار یعنی نچوڑنے کا حکم دیا ہے لہذا صرف صابن اور کیمل سے دھلنے میں طہارت حاصل نہ ہوگی اورغاسل کی دو قسمیں ہیں ایک موسوس اور ایک غیر موسوس ترتیب وار دونوں کا حکم ملاحظہ فرمائیں۔

اگر غاسل یعنی دھونے والا شخص صاحب وسوسہ ہے تو تین بار دھوئے اور ہر بار اپنی قوت کے اعتبار سے نچوڑے اسطرح کی پھر نچوڑے تو قطرہ نہ ٹپکے۔ جیسا کہ تنویر الابصار اور در مختار میں ہے: **وقدر (ذلك لموسوس) بغسل وعصر ثلاثا فيما ينعصر مبالغا بحيث لا يقطر.** (در مع شامی ج1 ص540 زکریا بکڈ پو یو پی انڈیا)

اورعالمگیری میں ہے: **ان كانت غير مرئيه يغسلها ثلاثا مرات كذا فى المحيط ويشترط العصر فى كل مرة فيما ينعصر**

ویبالغ فی المرۃ الثالثۃ حتی لوعصربعدہ لایسیل منہ الماء۔ (فتاوی عالمگیری ج1 ص.42)

دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نجاست اگر غیر مرئیہ ہے اور جس میں نجاست لگی ہے وہ نچوڑنے کے قابل ہے تو موسوس یعنی صاحب وسوسہ کے لیے شرط ہے کہ تین بار دھوئے اور ہر بار نچوڑے اسطرح کہ پھر نچوڑنے میں اس سے پانی نہ ٹپکے اور آخری بار نچوڑنے میں مبالغہ کرے۔

2) اور اگر غاسل صاحب وسوسہ نہیں اور ایک ہی بار دھونے اور نچوڑنے سے پاکی کا ظن غالب حاصل ہو جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔

جیسا کہ درمختار میں ہے: یطھر محل (غیرھا) ای غیرمرئیۃ (بغلبۃ ظن غاسل) لو مکلفا والا فمستعمل (طھارۃ محلھا) بلا عدد، بہ یفتی۔

اسی کے تحت شامی میں ہے: ظاھرہ انہ لوغلب علی ظنہ زوالھا بمرۃ اجزاہ وبہ صرح الامام الکرخی فی مختصرہ، واعتبار غلبۃ الظن مختار العراقین، والتقدیر بالثلاث مختار البخاریین، والظاھر الاول ان لم یکن موسوسا، وان کان موسوسا فالثانی۔

مذکورہ عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہاء کرام نے صاحب وسوسہ کے لیے کپڑے میں لگے نجاست غیر مرئیہ کی طہارت کے لیے تین بار دھونے اور

نچوڑنے کی شرط رکھی ہے اور جو صاحب وسوسہ نہ ہو اسکے لیے دھونے اور نچوڑنے کی تعداد کی شرط نہیں بلکہ اگر ایک ہی بار دھونے اور نچوڑنے سے پاکی کا ظن غالب ہو جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا لیکن تین بار دھونا اور نچوڑنا زیادہ بہتر ہے کہ یہ احوط ہے - جیسا کہ عالمگیری میں ہے : یکتفی بالعصر مرۃ وھوارفق کذافی الکافی. وفی النوازل وعلیه الفتوی کذافی التاتارخانیه .والاول احوط ھکذافی المحیط.. (فتاوی عالمگیری ج1 ص42 زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مال حرام پاک کرنے کا طریقه

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ اگر کسی کا ناجائز کاروبار تھا اور ناجائز کاروبار سے مال اکٹھا ہوا اب وہ اس مال کو حلال کرنا چاہتا ہے تو کس طرح سے مال یعنی روپئے حلال ہوگا قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ..مال حرام کا حکم یہ ہے کہ جس سے لیا اسے واپس

دے وہ نہ ہوں تو ورثہ کو دے وہ بھی نہ ہوں تو فقیروں پر تصدق کرے اب اگر فقراء پھر اسی کو ہبہ کردیں تو اسکے لیے مال حلال وطیب ہو جائے گا۔

جیسا کہ امام اہلسنت سیدی سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مال حرام جو اسکے پاس ہے اس پر لازم کہ سب تصدق کردے اس میں سے کوئی پیسہ اپنے کھانے پہننے یا کسی اور مصرف میں اٹھانا حرام ہے وہ اگر اسے پاک کرنا چاہے تو اسکا طریقہ صرف یہ ہے کہ کسی محتاج کو اگرچہ اسکا کیسا ہی عزیز،قریب ہو اپنا وہ کل مال ایک ایک پیسہ ایک ایک تار بہ نیت تصدق دے دے اس میں سے کچھ اپنے پاس نہ رکھے اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ چند محتاجوں پر اس حساب سے تصدق کرے کہ ہر ایک کو چھپن روپئے سے کم کا مال پہنچے پھر جن کو اس نے بطور تصدق دیا ہے وہ اپنی خوشی سے اپنی طرف سے تھوڑا یا بہت جتنا اسے ہبہ کریں وہ اسکے لیے حلال طیب ہو جائیگا اگرچہ کل دے دیں۔(فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص. 77 رضا اکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

غیر مسلم نے گود لیا نابالغ بچہ کی نماز جنازہ

سوال: حضرت! مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسلم نابالغ بچہ لڑکا یا لڑکی کسی غیر مسلم نے گود لیا وہ نابالغ بچہ اس غیر مسلم کے پاس ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ سال تک رہا اور نابالغی میں اسی غیر مسلم کے پاس اس بچے کا انتقال ہو گیا تو کیا اس بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی کہ نہیں مسئلہ عنایت فرمائیں بحوالہ
.بہت ضروری ہے جلدی اس کا جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی آج ہی۔
سائل: محمد داؤد علیمی

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم.صورت مسئولہ میں اس نابالغ بچہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کہ وہ مسلم کا بچہ ہے اور نابالغ بچہ اپنے والدین کے تابع ہوتا ہے اور یہ تبعیت تاوقت بلوغ رہتی ہے ہاں اگر بعد بلوغ وہ جو عقیدہ رکھتا اسکا وہی حکم ہوتا۔

جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری قدس سرہ فرماتے ہیں: ولا تزول التبعیة الی البلوغ، نعم تزول التبعیة اذا اعتقد دینا غیر دین ابویه اذا عقل الادیان فحینئذ صار مستقلا تبعیت بلوغ تک ختم نہیں ہوتی، ہاں اس وقت تبعیت ختم ہو جاتی ہے جب ادیان کی سمجھ رکھ کر اپنے ماں باپ کے دین کے علاوہ کسی دین کا معتقد ہو جائے اب وہ (تابع نہ رہا) خود مستقل ہو گیا۔ (بحر الرائق کتاب الجنائز فصل السلطان احق

بصلوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ / ۱۹۰)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

حضرت حلیمه سعدیه رضی الله تعالی عنها کا اسلام وصحابیت

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ. کیا حضرت حلیمہ سعدیہ صحابیہ ہیں برائے کرم اس کا جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا. سائل: غلام جیلانی جیبی

الجواب بعون الملک الوهاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم. بلاشبہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالی عنہا شرف اسلام وصحابیت سے مشرف ہوئیں- جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت ونیک طالع ہے، شرف اسلام وصحابیت سے مشرف ہوئیں- كما بينه الامام مغلطائی فی جزء حافل سماه التحفة "الجسمية فی اثبات اسلام حليمة-

جیسا کہ امام مغلطائی نے اسکو ایک بڑی جزء میں بیان فرمایا ہے جس کا نام انہوں نے التحفة الجسمية فی اثبات اسلام حليمة رکھا ہے۔

جب روز حنین حاضر بارگاہ ہوئیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نےان کے لیےقیام فرمایا اوراپنی چادر انور بچھا کر بٹھایا کما فی الاستیعاب عن عطاء بن یسار۔

امام ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں : لم ترضعه مرضعة الا اسلمت۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں، ذکرہ فی کتابہ سراج المریدین

(فتاوی رضویہ جلد 11 قدیم ص.165-166 رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

دل میں طلاق دینے کا حکم ودفع وسوسہ کی دعاء

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نکاح کے بعد وہ اپنے دل میں صرف یہ کہتا ہے کہ میری بیوی کو طلاق یا میں تجھے طلاق دے دیا ہوں خالی دل میں بولتا ہے تو کیااس صورت میں طلاق واقع ہوگی کہ نہیں حوالہ کے ساتھ

جواب عطا کریں۔

2) کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ زید جو دل میں خالی طلاق طلاق کہتا ہے وہ وسوسہ اس سے دور ہو جائے۔

المستفتی: محمد وسیم اختر قادری غفرلہ

خادم التدریس المدینہ اسلامک سینٹر کیرلا انڈیا

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم. فقط دل میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک کہ اسکا تلفظ اسقدر نہ ہو کہ خود سن سکے، یا جب تک بلا اکراہ شرعی متبین تحریر سے طلاق نہ دے۔

حدیث شریف میں ہے: عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان اللہ تجاوزعن امتی ماوسوت بہ صدرھامالم تعمل بہ اوتتکلم یعنی اللہ تعالی نے میری امت سے دلی خطرات کو معاف کردیا ہے جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کرے یا تکلم نہ کرلے. (مشکوۃ شریف ص. 18)

اور درمختار مع شامی میں ہے: ورکنہ لفظ مخصوص) وھو ماجعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح أو کنایۃ.... وأراد اللفظ ولو حکماً لیدخل الکتابۃ المستبینۃ۔

(الدر مع الرد: ج4 ص431، زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)

یعنی طلاق کارکن ایک لفظ مخصوص ہے جو معنیٔ طلاق پر دلالت کرے لفظ صریح ہو یا کنایہ. اور لفظ فرمایا تا کہ حکما اس میں ممتاز تحریر داخل ہو جائے۔

اور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر فقط دل میں طلاق دی تھی یوں کہ زبان سے کچھ کہا ہی نہ تھا یا کہا مگر فقط زبان کو حرکت تھی اتنی آواز نہ تھی کہ اپنے کان تک آنے کے قابل ہو جب تو طلاق ہوئی ہی نہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف قدیم ج 5 ص. 621 رضا اکیڈمی ممبئی)

امام محمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص وسوسہ میں مبتلا ہو تو، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، پڑھے اور وسوسہ سے باز رہے۔

(یعنی کسی کام میں مشغول ہو کر دل سے وسوسہ نکالنے کی کوشش کرے)

(بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی)، (حصن حصین ص. 175 مترجم)

یا دفع وسوسہ کیلیے لاحول الخ کی کثرت کریں، یا معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق، اور قل اعوذ برب الناس، کاورد ہر فرض نماز کے بعد کریں ان شاء اللہ تعالی وسوسہ سے نجات ملے گی۔ (نور العرفان، خزائن العرفان)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

قسم توڑنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.میرا سوال یہ ہے کہ کسی شخص نے یہ کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تم سے بات نہیں کرونگا اور اس نے بات کیا تو اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ انور رضا ممبئی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم صورت مسئولہ میں شخص مذکور کا قسم ٹوٹ گیا اس پر کفارہ لازم ہے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر آئندہ کے لیے قسم کھائی مثلاً خدا کی قسم میں یہ کام کروں گا یا نہ کروں گا تو اسکو منعقدہ کہتے ہیں، اور منعقدہ میں اگر قسم توڑے گا کفارہ دینا پڑے گا، (بہار شریعت حصہ نہم ص.16 قادری کتاب گھر بریلی شریف)

اور قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے، (ایضاص.23)

اگر غلام آزاد کرنے یا دس مسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادر نہ ہو تو پے درپے تین روزے رکھے۔ (ایضاص.25)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

غیر مطلقہ عورت سے نکاح

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیان عِظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی بیوی کے ورثاء نے پولیس کے ذریعے طلاق طلب کیا زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق بذریعہ پولیس کے کورٹ میں دے دی زید کی مطلقہ بیوی نے دو بارہ نکاح کرنے کے لے پیغام دیا علماء کے فتوے کے تحت حلالہ کے بعد گاؤں کے چند اشخاص نے مل کر اور امام دھیہ نے شوہر اول کے ساتھ دوبارہ نکاح کروادیا اس کے بعد عورت شوہر اول کے نکاح میں اور اسکے گھر میں بسنے لگی یہاں تک کہ چار سال چھ ماہ گزر گئے بعدہ کسی غرض سے اپنے والدین کے گھر گئی عورت کے والدین نے چند او باشوں کے ہمراہ مل کر اس عورت کا نکاح ثانی کر دیا بغیر شوہر اول کے طلاق کے اس بارات میں کچھ سنجیدہ حضرات نے بھی شرکت کی جو اس مسئلہ سے واقف بھی تھے اس کے باوجود ان حضرات نے کھانے پینے میں شرکت کی کیا ایسے اشخاص پر تجدید نکاح کا حکم صادر ہو گا کہ نہیں اور یہ بھی واضح فرمایا جائے ایسا نکاح درست ہے کہ نہیں ایسے نکاح خواں کے بارے میں قرآن وسنت کا کیا حکم ہے۔ قرآن پاک وحدیث پاک کی روشنی میں حکم صادر فرمایا جائے۔۔

السائلیں محمد یوسف ولد فضل گاؤں سلانی جموں وکشمیر الھند

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں اس عورت سے نکاح کرنا حرام بدانجام ہے قال اللہ تعالی فی القرآن المجید والمحصنت من النساء یعنی تم پرحرام ہیں شوہر دارعورتیں- اور دیدہ ودانستہ جولوگ اس نکاح میں شریک ہوئے وہ سب گنہگار ہیں ان پرتوبہ ہے-قال اللہ تعالی تعاونوا علی البروالتقوی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اورنکاح خواں پرلازم ہے کہ وہ اس نکاح کے باطل ہونے کااعلان کرے اوراگرپیسہ لیاہے تواسکو واپس کرے-

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ,دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

نیوزنشرکرنااورتمباکووغیرہ کی خریدوفروخت اورکھڑےھوکرپیشاب کرنے کاحکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ زید ایک سوشل نیوز چینل کا ایڈمن ہےاور اسے اپنے چینل کےممبرز کو اپڈیٹ رکھنے کےلیے ہرقسم کی نیوز اکٹھی کرنی

پڑتی ہے۔ اس صورت حال میں غیر شرعی مقامات پر پہنچ کر نیوز حاصل کرنا اور اسے نشر یا شائع کرنا شرعا کیسا ہے؟ سگریٹ؛ بیڑی؛ حقہ؛ تمباکو اور دیگر منشیات کا کاروبار کرنا شرعا کیسا ہے؟ جہاں پر مشرقی بیت الخلاء نہ ہو بلکہ صرف مغربی بیت الخلاء ہو تو وہاں پر مغربی بیت الخلاء (کموڈ سسٹم) میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کیسا ہے؟ حلقے میں موجود ذی وقار مفتیان کرام کی بارگاہ میں عریضہ پیش ہے کہ مذکورہ بالا سوالات کے جوابات قرآن وسنت اور اجماع امت کے حوالے سے عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں؛ نوازش ہوگی..المستفتی احقر العباد غزالی صدیقی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ دینی اورملی نیوز کانشر کرنا جائز ہے لیکن ایسے نیوز کو نشر کرنے کے لیے ایسی جگہ جانا جائز نہیں جہاں خلاف شرع امور ہوتے ہوں۔

جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کسی خلاف شرع مجلس میں شرکت جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم قدیم نصف آخرص۔128)

وہ منشیات جو کہ عندالشرع جائز ہیں انکی خرید وفروخت جائز مثلا حقہ، بیڑی، سگریٹ، تمباکو۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بیڑی پینے میں حرج نہیں اور حقہ جیسا کہ عام طور پر رائج ہے مباح اور ترک اولی ہے (ایضاص۔126) دوسری جگہ افیون کے متعلق فرماتے ہیں: جب

وہ معصیت کے لیے متعین نہیں تو اسکے بیچنے میں حرج نہیں مگر اسکے ہاتھ جسکی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے۔

اور درمختار میں قاعدہ الاصل الاباحۃ کے تحت ہے (فیفھم منه حکم النبات) وھوالاباحۃ علی المختار۔ یعنی اس سے تمباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ جائز ہے مذہب مختار میں (ج10 ص44)

البتہ مسکر جامدات یعنی نشہ والی سوکھی چیزیں اتنی مقدار میں کھانا جس سے عقل میں فتور پیدا ہو یا مضر صحت ہو جائز نہیں تاہم تمباکو نوشی فی نفسہ مباح ہے ھکذاقال الامام الطحطاوی اور تمباکو کی خرید وفروخت جائز ہے (شرح صحیح مسلم جلد ششم ص.218)

اور دیگر منشیات جو عندالشرع حرام ہیں جیسے شراب وغیرہ تو اسکا کاروبار نا جائز ہے ۔ مسلم شریف کی حدیث ہے : ان الذی حرم شربھا حرم بیعھا یعنی جس کا پینا حرام اسکا بیچنا حرام۔ (درمع شامی ج 10 ص.29 زکریا بکڈ پو یو پی انڈیا)

اور کھڑے کھڑے استنجا کرنا کراہت تنزیہی وخلاف ادب ہے لیکن اگر عذر ہے تو حرج نہیں۔ جیسا کہ شامی میں ہے: وان یبول قائما) یکرہ الالعذر، وھی کراھۃ تنزیھیۃ لاتحریم، یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے مگر عذر کی وجہ سے کراہت بھی نہیں۔

(شامی ج1 ص557 زکریا بکڈ پو یو پی انڈیا)

اور یہ اس وقت ہے جبکہ قبلہ کی جانب منھ یا پیٹھ نہ ہو ورنہ مکروہ تحریمی وگناہ ہے جیسا کہ تنویر الابصار و در میں ہے کرہ تحریما استقبال القبلة واستدبارها لبول او غائط ولو فی بنیان (ایضاص. 554)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سنی کا دیوبندیہ سے شادی کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلۂ ذیل کے بارے کہ زید نے دیوبندی لڑکی سے نکاح کیا اور نکاح پڑھانے والا بھی دیوبندی ہے پھر اسی دن ایک سنی عالم نے نکاح پڑھایا کیا یہ نکاح قرآن وحدیث کی روشنی میں درست ہے اور پڑھانے والے پر کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں؛ سائل: ڈاکٹر شاہنواز بالو گنج بلرامپور؛ نوٹ: نکاح خواں کا یہ قول ہے کہ اگر نہ پڑھاتا تو زنا پر زنا ہوتا انکا یہ قول کہاں تک درست ہے۔

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر وہ لڑکی واقعی میں دیوبندیہ تھی کہ اشرف علی تھانوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہما دیوبندی وہابی مولویان کو مسلمان جانتی تھی یا انہیں کافر سمجھنے والوں کو مشرک سمجھتی تھی جیسے اس

زمانہ کاہر وہابی دیوبندی کم ازکم ہر سنی کو مشرک اعتقاد کرتا ہے تو اسکا نکاح محض باطل ہے۔

عالمگیری میں ہے : وکذالك لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذافی المبسوط اور یونہی مرتدہ عورت کا کسی بھی شخص سے نکاح جائز نہیں ۔جیسا کہ مبسوط میں ہے ۔(عالمگیری القسم السابع المحرمات بالشرک کتاب النکاح جلداول ص 282) لہذاایسی صورت میں نکاح درست نہیں بلکہ باطل وعاطل ہے کہ فقط نکاح پڑھا دینے سے دیوبندیہ مسلمہ نہیں ہوجائے گی،، زید کااس سے تعلقات زوجیت قائم رکھنا ناجائز وحرام ہے جب تک کہ وہ سنیہ صحیح العقیدہ نہ ہوجائے ؛ اوراگرمذکورہ لڑکی کادیوبندیہ ہوناثابت نہ ہوبلکہ صرف اسکے والدین کے دیوبندیہ ہونے کے باعث اسے دیوبندیہ سمجھا گیاہوتو وہ نکاح صحیح ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه,دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

لڑکی کی شادی کے لیے کتنی عمرھوناچاھیے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ؛ لڑکی کی عمر شادی کے لیے عندالشرع کتنی

ہونی چاہیے ; سائل: محمد عارف قادری نعیمی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: جوازنکاح کے لیے عندالشرع عمر کی کوئی تعیین نہیں حتی کہ نومود کا نکاح اگر اسکا ولی کردے تو نکاح ہوجائے گا؛ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: سوال! لڑکی کی کتنی عمر تک نکاح ناجائز ہوتا ہے اور کتنی عمر ہو تو جائز ہوتا ہے ؟ الجواب: نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں، اگر اسی وقت کے پیدا ہوئے بچے کا نکاح اس کا ولی کردے گا نکاح ہوجائے گا، ہاں پیٹ کے بچے کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

اذلا ولایة علی الجنین لاحد کمافی غمز العیون۔ کیونکہ پیٹ میں بچے پر کسی کو ولایت نہیں، جیسا کہ غمزالعیون میں..

(فتاوی رضویہ۔ج5ص175 مطوبعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

لیکن اگر نابالغی میں نکاح کر دیا گیا تو جب تک شوہر کے قابل نہ ہو ماں کے پاس رہے گی اور فقہاء کرام نے اسکی تعیین نو برس کی ہے؛ جیسا کہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: اور لڑکیوں کی شادی ہوجائے وہ شوہروں کے قابل ہوں تو شوہروں کے پاس رہیں گی ورنہ نو برس کی عمر تک ماں کے پاس،، ملخصا..(فتاوی رضویہ جلد5ص876 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

یہ بنیادی طور پر جوازنکاح کا حکم تھا ورنہ والد پر حق ہے کہ جب کفو مل جائے نکاح میں دیر نہ کرے حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں شادی کردے؛ جیسا کہ سیدی

اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے، حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے، زنہار کسی فاسق فاجر خصوصا بدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول ص 47 رضا اکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

تعطیل کلاں کی تنخواہ کے لیے کتنی حاضری ہونی چاہیے

سوال: السلام علیکم کتنے مہینے ڈیوٹی دینے پر تعطیل کلاں کا مشاہرہ پانے کا حقدار ہے؟ سائل: حکیم عبید الرحمن مصباحی

الجواب بعون الملک الوهاب: سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں تعطیلات معہودہ میں مثل تعطیل ماہ مبارک رمضان وعیدین وغیرہا کی تنخواہ مدرسین کو بیشک دی جائے گی، فان المعهود عرفا کالمشروط مطلقا؛

اشباہ میں ہے: البطالة فی المدارس کایام الاعیاد ویوم عاشورة وشهر رمضان فی درس الفقه علی وجهین ان مشروطة لم یسقط من العلم شیئ والافینبغی ان یلحق

ببطالة القاضی ففی المحیط انه یاخذ فی یوم البطالة وقیل لا. وفی المنیة یستحق فی الاصح، واختاره فی منظومة ابن وھبان، وقال انه الاظھر ملخصا. اقول: ھذہ الترجیحات حیث لم یشترط فکیف اذا شرط ھذا لیس محل نزاع وقد علمت ان المعروف کالمشروط؛ عید کے دنوں، عاشورہ اور ماہ رمضان جیسی مدارس میں فقہی تعلیم کی تعطیلات دو طرح سے ہے اگر معاہدہ میں مشروط ہیں تو مشاہرہ بالکل ساقط نہ ہوگا ورنہ قاضی کی تعطیلات کے موافق ہونا مناسب ہے ، تو محیط میں ہے کہ مدرس ایام تعطیلات کا مشاہرہ حاصل کرے گا اور بعض نے کہا حاصل نہ کرے گا، اور منیہ میں ہے اصح یہ ہے کہ وہ مستحق ہوگا اور ابن وہبان کے منظوم میں اسی کو مختار فرمایا، اور انھوں نے فرمایا یہی اظہر ہے اھ ملخصا، میں کہتا ہوں یہ ترجیحات مشروط نہ ہونے کی صورت میں ہیں مشروط ہوں تو کیسے مستحق نہ ہوگا حالانکہ محل نزاع یہی صورت ہے اور تو معلوم کر چکا کہ معروف چیز مشروط کی طرح ہوتی ہے..

(فتاوی رضویہ جلد 8 ص. 141 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ تعطیل کلاں کی تنخواہ پانے کے لیے حاضری کی کوئی خاص مقدار شرط نہیں لیکن یہاں کا عرف وعادت یہ ہے کہ جو مدرس مستقل ہوجاتے ہیں انہیں تطیل کلاں کا مشاہرہ دیا جاتا ہے لہذا اس عرف کے پیش نظر جو مدرس مستقل ہو چکے ہوں انہیں تعطیل کلاں کا مشاہرہ

دیا جائے گا اور جو عارضی ہوں وہ اسکے مستحق نہیں لیکن جو مستقل ہونے کے لائق ہوں انہیں تعطیل کلاں کی تنخواہ پانے کی وجہ سے مستقل نہ کیا جائے درست نہیں اور بعض مدارس کا اصول ہے کہ؛ جو مدرس سال کے اکثر تعلیمی اوقات میں حاضر رہا اسکو تعطیل کلاں کی تنخواہ دی جائے گی لہذا اسکے پیش نظر حکم یہ ہے کہ جو مدرس چھ ماہ سے زائد یا سال کے اکثر اوقات میں تعلیمی کام کے فرائض انجام دیا ہے وہ تعطیل کلاں کی تنخواہ کا مستحق ہے .کذا فی فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد دوم ص 298

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کیا موت سے پہلے اسکا علم ہوسکتا ہے

سوال: جب کسی کی موت ہونے والی ہوتی ہے تو کچھ دن پہلے مرنے والے کو پتا چل جاتا ہے کیا یہ روایت صحیح ہے-..

سائل: محمد عباس اشرفی بڑودہ گجرات

الجواب بعون الملک الوھاب: انسان کو اپنی موت سے پہلے اسکے آثار و علامات کا احساس ہوسکتا ہے لیکن محض عقل و قیاس کے

ذریعہ متعینہ طور پر وہ نہیں جان سکتا کہ کس دن موت ہوگی۔

سورہ لقمان شریف میں ہے: ان اللہ عندہ علم الساعۃ (ج) وینزل الغیث (ج)ویعلم ما فی الارحام (ط)و ماتدری نفس ماذاتکسب غدا (ط) وماتدری نفس بای ارض تموت (ط) ان اللہ علیم خبیر۔ (پ21 سورہ لقمان آیت نمبر 34)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کسی کو اپنی خبر نہیں کہ کہاں مرے گا بیشک اللہ ہی جاننے والا خبر دار ہے۔۔رضویہ

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ٹیبل پر سجدہ کرنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ باوقار علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال ہے؛ ہمارے یہاں کچھ لوگ عذر شرعی کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور سامنے ایک ٹیبل رکھتے ہیں جس میں وہ سجدہ کرتے ہیں برائے کرم یہ ارشاد فرمادیں کہ سامنے ٹیبل رکھنا کیسا ہے؟ اور اس ٹیبل پر سجدہ

کرنا کیسا ہے؟ سائل: شہباز عالم نعمانی

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اگر وہ زمین پر سجدہ کرنے سے عاجز ہیں اور تو سامنے ٹیبل رکھ کر سجدہ کرنا صحیح ہے بشرطیکہ وہ بارہ انگل سے اونچی نہ ہو. جیسا کہ صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں: اگر کوئی اونچی چیز زمین پر رکھی ہوئی ہے اُس پر سجدہ کیا اور رکوع کے لیے صرف اشارہ نہ ہوا بلکہ پیٹھ بھی جھکائی تو صحیح ہے. بشرطیکہ سجدہ کے شرائط پائے جائیں مثلاً اس چیز کا سخت ہونا جس پر سجدہ کیا کہ اس قدر پیشانی دب گئی ہو کہ پھر دبانے سے نہ دبے اور اس کی اونچائی بارہ اُنگل سے زیادہ نہ ہو۔ ان شرائط کے پائے جانے کے بعد حقیقۃً رکوع و سجود پائے گئے، اشارہ سے پڑھنے والا اسے نہ کہیں گے۔

(بہار شریعت حصہ چہارم ص 60 قادری کتاب گھر)

فتاوی عالمگیری میں ہے: وان عجزعن القیام والرکوع والسجود وقدر علی القعود یصلی قاعدا بایماء ویجعل السجود اخفض من الرکوع کذافی فتاوی قاضی خان.

(عالمگیری ج 1 ص 136 زکریا بکڈپو یوپی انڈیا)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

دوسرے کے مقالہ سے سندلینا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پی ایچ ڈی یا ایم فل یا الشہادۃ العالمیہ۔ وغیرہ کی سند کے حصول کے لیے جو مقالہ لکھا جاتا ہے یہ کسی کو پیسے دے کرلکھوانا جائز ہے یا نہیں؟ اورکسی کالکھا ہوا مقالہ بعینہ کاپی پیسٹ کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم مفصل جواب عنایت فرمائیں.ا مستفتی محمدعدنان حسن زارلاہور پاکستان

الجواب بعون الملک الوھاب: تحصیل سند کے لیے دوسروں سے مقالہ لکھوانا سند دینے والوں کو دھوکہ اورفریب دینا ہے جوکہ جائزنہیں کیونکہ محصل سنداس مقالہ سے اپنی قابلیت اورصلاحیت کااظہار کرناچاہتاہے جبکہ حقیۃً اس مقالہ ومضمون میں اسکی صلاحیت اورمحنت کارفرماہے جس نے لکھاہےاوریہی فریب کاری اور دھوکہ دہی ہے جوعندالشرع ناجائز ہے.حدیث پاک میں ہےقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منامن غش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایاوہ ہم میں سے نہیں جو دھوکہ دے..(ابوداؤدشریف.ص489باب البیع)

علامہ الحصکفی قدس سرہ فرماتے ہیں: ان الغش حرام بیشک دھوکہ حرام ہے..

(درمع شامی.ج7ص230زکریابکڈپویوپی انڈیا)

اوردوسرے کامقالہ اسکی اجازت کے بغیرکاپی پیسٹ کرکے اپنے نام سےمنسوب کرلینایہ ایک طرح سےسرقہ اوردجل وفریب ہے جوکہ ناجائزوحرام

ہے کیونکہ اس نے جواس میں محنت ومشقت کی ہے اسکا مفاد اسی کے لیے نہ کہ غیر کے لیے . حدیث پاک میں ہے من سبق الی مالم یسبقه مسلم فھوله جومسلمان کسی کام میں دوسرے مسلمان سے سبقت لے جائے اسکا مفاد اسی کے لیے ہے..(ابو داؤد شریف وغیرہ)

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لعن الله السارق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور پراللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے ؛ مسلم شریف ج2ص64 مشکوۃ شریف ص313

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

متقدمین ومتاخرین کا فرق

سوال: علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ علمائے متقدمین کی ابتدا کس عالم سے ہوتی ہے اور علمائے متاخرین کہاں سے شروع ہوتا ہیں؛ دونوں عالموں کا نام بتائیں مہربانی ہوگی.سائل محمد عابد حسین اشرفی؛

الجواب بعون الملک الوھاب: جنہوں نے امام اعظم اورصاحبین رضی اللہ تعالی عنہم کا زمانہ پایااوران سے فیض حاصل

کیاانکومتقدمین کہتے ہیں اورجنہوں نے ائمہ ثلاثہ سے فیض حاصل نہ کیاانکومتاخرین کہتے ہیں؛ اور اکثر جابجافقہاء کے استعمال سے یہی سمجھے جاتے ہیں اوریہی ظاہر ہےاورایک قول یہ ہے کہ امام اعظم سے امام شیبانی تک متقدمین اورشمس الائمہ حلوانی سے حافظ الدین بخاری تک متاخرین کہتے ہیں اورذہبی کی میزان میں یوں ہے کہ متقدمین اورمتاخرین کاحدفاصل تیسری صدی کاشروع ہےیعنی تیسری صدی کے پہلے کے لوگ متقدمین اوردوسری صدی کے بعدکےلوگ متاخرین کہلاتے ہیں..(مقدمہ مفید المفتی ص 77)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ,دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

منت اوربرسی کاگوشت یکجاپکانا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں زیدنےمنت مانی کہ میرافلاں کام پورا ہوجائےتومیں خواجہ کےنام پردوخصی ذبح کرونگااوراسے پکاکرغریبوں عورت کھلاؤنگا۔اب مسلہ یہ ہےکہ زیدنےاپنےوالدکےنام پرگھرمیں قرآن خوانی کروائی اورایک خصی ذبح کیااپنےوالدکی برسی کیلیےکل ملاکرتین خصی ہوگئےتو کیاتیسراخصی جووالدصاحب کی برسی کیلیےذبح کیاہے۔توکیامنت والے۔۲۔

اور برسی ۔ ۱۔کل ملا کر تینوں خصی ۔ کا گوشت ایک جگہ ملا کر ایک ہی ہانڈی میں پکا کر غریبوں کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں ۔. علمائے کرام رہنمائی فرمائیں ۔

الجواب بعون الوھاب: صورت مسئولہ میں ایسا کرنا جائز ہےلعدم المانع الشرعی ۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

پتنجلی کی چزیں استعمال کرنا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ بابا رام دیو کی کمپنی پتنجلی کی چیزیں استعمال کرسکتے ہیں؟ بہت سے لوگ بولتے ہیں کہ وہ گائے کا پیشاب یوز کرتے رہنمائی فرمائیں ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں جب تک یقین کے ساتھ معلوم نہ ہوکہ اسکی تیارکردہ اشیاءمیں حرام ونجس چیزملاتے ہیں شریعت مطہرہ اسکی طہارت وحلت کاحکم دیتی ہےکہ اصل اشیاءمیں طہارت وحلت ہےالبتہ اگرکچھ شبہ میں ڈالنے والی بات ہے تواس طرح کی اشیاءکواستعمال کرنے سے بچنا بہتر ہے. جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: اصل اشیاء میں طہارت وحلت ہے جب تک

تحقیق نہ ہو کہ اس میں کوئی ناپاک یا حرام چیز ملی ہے محض شبہہ پر نجس و ناجائز نہیں کہہ سکتے ۔ (ردالمحتار میں ہے: لایحکم بنجاستها قبل العلم بحقیقتها)

حقیقت حال معلوم ہونے سے پہلے اشیاء کی نجاست کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا. اسی میں ہے : فی التاتارخانیة من شك فی انائه اوثوبه اوبدنه اصابته نجاسة او لافهو طاهر مالم یستیقن و کذا الآبار والحیاض والحباب الموضوعة فی الطرقات ویستقی منها الصغار والمسلمون والکفار و کذا مایتخذه اهل الشرك اوالجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والاطعمة والثیاب اه ملخصا ۔ تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنے برتن، لباس یا جسم کے بارے میں شک ہو کہ آیا وہ ناپاک ہیں یا نہیں تو جب تک اس کا شک یقین کی حد تک نہ پہنچے وہ پاک ہی تصور ہوں گے اور یہی حکم ہے کنوؤں، تالابوں اور گھڑوں کے بارے میں جو راہوں میں رکھے گئے ہوں اور مسلمان، کافر، چھوٹے بڑے سب ان سے سیراب ہوتے ہوں اسی طرح مشرکین و کفار اور جاہل و ناواقف مسلمانوں کی تیار کردہ اشیائے خورد و نوش کا حکم ہے؛

ہاں اگر کچھ شبہہ ڈالنے والی خبر سن کر احتیاط کرے تو بہتر ہے لقوله صلی الله تعالی علیه وسلم کیف وقد قیل (فتاوی رضویہ جلد نہم ص. 79 نصف اول رضا اکیڈمی)

فائدہ: مزید تفصیل کے لیے سیدی اعلی حضرت کارسالہ (الاحلی من السکر) ملاحظہ ہو: جس کے ابتدا میں دس مقدمات جلیلہ ہیں جس کا فائدہ خود سیدی اعلی حضرت رسالہ کے انتہاء میں فرماتے ہیں۔

تنبیہ: فقیر غفراللہ تعالی لہ نے ان مقدمات عشرہ میں جو مسائل و دلائل تقریر کیے جو انہیں اچھی طرح سمجھ لیا ہے اس قسم کے تمام جزئیات مثلا بسکٹ، نان پاؤ رنگت کی پڑیوں، یورپ کے آئے ہوئے دودھ، مکھن، صابون، مٹھائیوں وغیرہا کا حکم خود جان سکتا ہے۔غرض ہر جگہ کیفیت خبر وحالت مخبر وحاصل واقعہ وطریقہ مداخلت حرام ونجس وتفرقہ ظن ویقین ومدارج ظنون وملاحظہ ضابطہ کلیہ ومسالک ورع ومدارات خلق وغیرہا امور مذکورہ کی تنقیح ومراعات کریں پھر ان شاء اللہ تعالی کوئی جزئیہ ایسا نہ نکلے گا جس کا حکم تقاریر سابقہ سے واضح نہ ہوجائے۔ (فتاوی رضویہ جلد دوم ص.125 رضا اکیڈمی ممبئ)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

منبر پر بیٹھ کر بیان کرنا

سوال: جمعہ میں امام صاحب منبر پر بیٹھ کر بیان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سائل: ذاکر اشرفی

الجواب بعون الملک الوھاب: منبر پربیٹھ کر وعظ ونصیحت کرنا، ذکر خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کرنا جائز ہے, جیسا کہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: میلاد شریف منبر پر پڑھنا بلاشبہہ جائز ہے اور یہ فرق کہ میلاد شریف تخت پر ہو منبر پر صرف خطبہ و وعظ محض نادانی ہے ۔میلاد شیرف ذکر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے اور ذکر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عین ذکر الہی ہے . حدیث میں ہے ۔ رب عزوجل نے فرمایا: **جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك فقد ذكرني۔** اے محبوب! میں نے اپنے ذکر سے تمہیں ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے بیشک میرا ذکر کیا۔

تو میلاد شریف خطبہ و وعظ بھی ہے اور خطبہ و وعظ بھی ذکر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے خالی نہیں ہو سکتے تو سب شئ واحد ہیں اور خود صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مسجد مدینہ طیبہ میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے واسطے منبر بچھاتے اور وہ اس پر قیام کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نعت اور مشرکین کا رد سناتے ..
(فتاوی رضویہ جلد نہم ص. 306 نصف آخر رضا اکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

زید کا مال اور بکر کی محنت اور دونوں کا نفع میں شریک ہونا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ زید نے کہیں پر مال دیکھا لیکن اس کے پاس پیسہ نہیں اب وہ بکر سے کہتا ہے کہ پیسہ آپ لگاؤ جو بھی نفع ہو گا 50–50 یا اور کچھ کم زیادہ ٪ پر، کیا زید و بکر کے لیے اس طرح کرنا جائز ہے؟؟
مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: قمر عالم خان بھیونڈی

الجواب بعون الملک الوھاب: اصطلاح شرع میں اس قسم کی تجارت کو مضاربت کہا جاتا ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام اور اسکے شرائط میں یہ ہے کہ نفع دونوں کے مابین شائع ہو اور ہر ایک کا حصہ معلوم ہو، پس صورت مسئولہ میں اگر زید و بکر کے درمیان نفع 50،50 متعین ہے یا جو نفع متعین کرنا چاہیں وہ اگر متعین کر لیں کہ آپکا منافع میں سے اتنا اور میرا اتنا ہو گا تو جائز ہے۔

جیسا کہ حضور صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں: نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثلاً نصف نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا تین چوتھائی ایک چوتھائی، نفع میں اِس طرح حصہ معیّن نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو ۱۰۰ روپیہ نفع لوں گا اِس میں ہوسکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم تو دوسرے کی نفع میں کیوں کر شرکت ہوگی یا کہہ دیا کہ نصف نفع لوں گا اور اُس کے ساتھ دس ۱۰ روپیہ اور لوں گا اِس میں بھی ہوسکتا

ہے کہ کل نفع دس ۱۰ ہی روپے ہو تو دوسرا شخص کیا پائے گا۔
ہر ایک کا حصہ معلوم ہو؛ لہٰذا ایسی شرط جس کی وجہ سے نفع میں جہالت پیدا ہو مضاربت کو فاسد کر دیتی ہے مثلاً یہ شرط کہ تم کو آدھا یا تہائی نفع دیا جائے گا یعنی دونوں میں سے کسی ایک کو معین نہیں کیا بلکہ تردید کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اگر اُس شرط سے نفع میں جہالت نہ ہو تو وہ شرط ہی فاسد ہے اور مضارَبت صحیح ہے مثلاً یہ کہ نقصان جو کچھ ہوگا وہ مضارِب کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ڈالا جائے گا۔(بہار شریعت حصہ 14 ص 4-3 قادری کتاب گھر بریلی شریف)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عورت کی ملازمت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت کا غیر محرم کے ساتھ کاروبار کرنا کیسا اور ایسی کمائی جائز کہ ناجائز؟

سائل: ذاکر اشرفی

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں عورت کا ایسا کاروبار کرنا جائز نہیں کہ عورت کی ملازمت کی شرطوں میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ خفیف دیر کے لیے بھی کسی غیر محرم سے تنہائی نہ ہوتی ہو البتہ اگر

جائز کاروبار ہے تو وہ کمائی حلال وطیب ہے۔

امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ عورت کی ملازمت کے تعلق سے فرماتے ہیں: یہاں پانچ شرطیں ہیں:(1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔(2) کپڑے تنگ وچست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔(3) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو۔(4) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔(5) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنۂ فتنہ نہ ہو۔ یہ پانچ شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام۔(فتاوی رضویہ جلد نہم ص 252 نصف آخر رضا اکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

امام کا ایکسٹرا تنخواہ اور فیملی میڈیکل خرچ مسجد سے لینے کا شرعی حکم

سوال: مفتیان کرام کرم فرمائیں امام کی تنخواہ کا معاملہ عرف پر ہے جیسا کہ فتاوی کی کتب میں ہے کہیں امام خود کھانے پینے کا کفیل ہوتا ہے کہیں اہل

کمیٹی،کہیں امام خود کرایہ دیکر مکان کا انتظام کرتا ہے کہیں مسجد کی طرف سے دیا جاتا ہے لائٹ بل بھی اسی طرح یعنی بوقت اجارہ امام جیسی شرط رکھے ویسی سہولت دی جاتی ہے تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جس طرح بعض کمپنیاں اپنے کارکنان کو میڈکل خرچ بھی دیتی ہیں بلکہ بعض تو پوری فیمیلی کا میڈکل خرچ دیتی ہے تو کیا امام اپنی تقرری کے وقت یہ شرط رکھ سکتا ہے اور اگر رکھے تو متولی قبول کرسکتا ہے نیز ایک ماہ ایکسٹرا تنخواہ جسے عرف میں بونس کہتے ہیں امام بشرط سابق یا بلا شرط لے سکتا ہے رہنمائی فرمائیں-سائل: سرفراز علی

الجواب بعون الملک الوھاب: مسجد کی آمدنی امام پر بمقدار واجبی خرچ کرنے کا حکم ہے پس اگر متولی نے امام کے متعلق اسکے بیان کردہ اخراجات کو قبول کرلیا اور وہ اخراجات ایسے ہیں کہ دوسرے لوگ مسجد کی آمدنی سے اس قدر اخراجات نہیں دیتے تو ایسی صورت میں متولی کا وہ سب اخراجات مسجد کی آمدنی سے دینا جائز نہیں-متولی اپنی طرف سے دے اگر مسجد کی آمدنی سے دے گا تو متولی کو تاوان دینے پڑے گا بلکہ اگر امام کو معلوم ہے کہ واجبی مقدار سے زیادہ متولی مسجد کی آمدنی سے مجھے دے رہا ہے تو اسے لینا بھی جائز نہیں-

جیسا کہ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام قدس سرہ فرماتے ہیں: للمتولی ان یستاجر من یخدم المسجد بکنسه ونحو ذالك باجرة مثله اوزیادیتغابن فیھا فان کان اکثر فالاجارة له وعلیه الدفع

من مال نفسه ويضمن لودفع من مال الوقف وان علم الاجيران مااخذه من مال الوقف لايحل له اه فتح القدير كتاب الوقف الفصل الاول فى المتولى۔(ج 5ص450)

حضور صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں: مؤذن وجاروب کش وغیرہ کو متولی اُسی تنخواہ پرنوکر رکھ سکتا ہے جو واجبی طور پر ہونی چاہئیے اور اگر اتنی زیادہ تنخواہ مقرر کی جو دوسرے لوگ نہ دیتے تو مال وقف سے اس تنخواہ کا ادا کرنا جائز نہیں اور دیگا تو تاوان دینا پڑیگا بلکہ اگر مؤذن وغیرہ کو معلوم ہے کہ مال وقف سے یہ تنخواہ دیتا ہے تو لینا بھی جائز نہیں۔) بہارشریعت حصہ دہم ص86-85 قادری کتاب گھر)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عیب چھپا کر موبائل بیچنا کیسا

سوال: موبائل میں کچھ عیب ہو تو کیا کافر کو اس عیب کو بیان کر کے بیچنا ہوگا؟ اگر کافر کو عیب نہ بتائے اور اسے کہ دے کہہ وہ موبائل اچھی طرح دیکھ کر لے تو کیا اس طرح عیب والا موبائل بیچنا جائز ہوگا؟ سائل: ساحل ملک گجرات

الجواب بعون الملک الوھاب: کسی چیز میں عیب ہوتو فروخت کرتے وقت خریدار کو آگاہ کردے، عیب کو چھپا کر چیز فروخت کرنا خریدار کو دھوکہ دینا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تاجر کیلیے وعید بیان فرمائی- ابن ماجہ کہ حدیث مبارک ہے: عن واثلة بن الاسقع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من باع عیبا لم یبینه لم یزل فی مقت اللہ ولم تنزل الملائکة تلعنه۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔انہوں نے فرمایا میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے کوئی عیب والی چیز فروخت کی اور عیب کو ظاہر نہیں کیا، وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

(ابن ماجہ.ج2ص262 مشکوۃ شریف.ص249)

صدرالشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں: مبیع میں عیب ہوتو اسکا ظاہر کردینا بائع پر واجب ہے چھپانا حرام وگناہ کبیرہ ہے-

(بہارشریعت حصہ 11 ص60 قادری کتاب گھر بریلی شریف)

علامہ الحصکفی قدس سرہ فرماتے ہیں: لایحل کتمان العیب فی مبیع اوثمن لان الغش حرام یعنی مبیع یاثمن میں عیب کا چھپانا جائز نہیں اس لیے کہ دھوکہ حرام ہے-

(درمع شامی.ج7ص230 زکریا بکڈپو یوپی انڈیا)

لہذا صورت مسئولہ میں کافر کے ساتھ بھی عیب چھپا کر سامان فروخت کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ دھوکہ ہے اور دھوکہ کافر سے بھی حرام ہے۔

جیساکہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: کافر کا مال بلا غدر (یعنی دھوکہ) اسکی مرضی سے ملتا ہے تو جائز ہے جبکہ وہ کافر ذمی یا مستامن نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد 7 ص 101 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

نماز میں تعوذ و تسمیہ کہنا کیا ہے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مفتیان کرام کی بارگاہ میں ایک سوال پیش خدمت ہے کہ کیا نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ اعوذ باللہ مع بسم اللہ تو ضم سورہ کے ساتھ بھی اعوذ باللہ مع بسم اللہ ضروری ہے یا سنت و مستحب؟ مع حوالہ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: محمد اسحاق

الجواب بعون الملک الوھاب: تعوذ صرف پہلی رکعت میں مسنون ہے اور تسمیہ ہر رکعت میں مسنون ہے اور اگر بعد سورہ فاتحہ اول سورہ ہے تو تسمیہ مستحب ہے۔ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: سورہ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سنت ہے اور اسکے بعد اگر کوئی

اول سے پڑھے تو اس پر بسم اللہ کہنا مستحب ہے اور کچھ آیتیں کہیں سے پڑھے تو اس پر کہنا مستحب نہیں اور قیام کے سوا رکوع وسجود وقعود کسی جگہ بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم ص. 134 رضا اکیڈمی ممبئی)

اور حضور صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں: تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے اوّل میں مسنون ہے فاتحہ کے بعد اگر اوّل سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے۔ قراءت خواہ سری ہو یا جہری، مگر بسم اللہ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔

درمختار رد المحتار۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص. 74 سنن نماز)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بلند آواز سے عورت کا نعت پڑھنا

سوال: عورتوں کو نعت زور سے پڑھنا جائز ہے اگر کسی طرح کا فتنہ شہوت وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو اسکے متعلق حکم شرع کیا ہے۔ کیا عورت کی آواز بھی عورت ہے؟ اس سلسلے میں فقہائے کرام کے اقوال کیا ہیں؟ مرد کے لیے "ستر عورت" کا چھپانا لازم ہے یہاں "عورت" لفظ کس معنی کے لحاظ سے ہے۔ مدلل ومفصل جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ سائل: مہتاب رضوی ناگپور

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اگرعورت کی آواز غیر محرم تک پہونچتی ہے تو ناجائز ہے کہ محل فتنہ ہے ورنہ نہیں اورعورت کی آواز بھی عورت ہے۔اس جگہ عورت سے مراد یہ ہے کہ جسم کے وہ اعضاء جن کا چھپانا واجب اور کھولنا باعث شرم وحیا ہے لہذا اب سترعورت کا معنی ہوا کہ مردوعورت کے بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا لازم ہے اور اسکا دکھانا باعث شرم وحیاء ہے۔امام اہلسنت قدس سرہ فرماتے ہیں: عورت کا خوش الحانی سے بآواز پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے۔

نوازل میں فقیہ ابو اللیث میں ہے: نغمة المرأة عورة عورت کا خوش آواز کرکے پڑھنا "عورة" یعنی محل ستر ہے۔

کافی امام ابو البرکات نسفی میں ہے: لا تلبی جهرا لان صوتها عورة عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھے اس لیے کہ اس کی آواز قابل ستر ہے۔

امام ابو العباس قرطبی کی کتاب السماع پھر بحوالہ علامہ علی مقدسی امداد الفتاح علامہ شرنبلالی پھر رد المحتار علامہ شامی میں ہے: لا نجیز لهن رفع اصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لما فی ذلك من استمالة الرجال الیهن وتحریك الشهوات منهم، ومن هذا لم یجز ان تؤذن المرأة عورتوں کو اپنی آوازیں بلند کرنا، انھیں لمبا اور دراز کرنا، ان میں نرم لہجہ اختیار کرنا اور ان میں تقطیع کرنا (یعنی کاٹ کاٹ کر تحلیل عروض کے مطابق) اشعار کی طرح آوازیں نکالنا، ہم ان سب کاموں کی

عورتوں کو اجازت نہیں دیتے اس لیے کہ ان سب باتوں میں مردوں کا ان کی طرف مائل ہونا پایا جائے گا۔ اور ان مردوں میں جذبات شہوانی کی تحریک پیدا ہوگی۔ اس وجہ سے عورت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اذان دے۔ اور اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص. 147 رضا اکیڈمی ممبئ) (ایسا ہی ص 184۔ 122 پر بھی ہے)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

امام کا ردبدمذہباں نہ کرنا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اور وہ وہابی دیوبندی کا رد نہیں کرتا جس کے کارن لوگ وہابی دیوبندی سے رشتہ داری کرتے ہیں اور وہابی دیوبندی کی دعوتوں میں جانا جائز سمجھتے ہیں اور ان کو اپنی دعوتوں میں بلاتے ہیں ایسے وقت میں امام یا عالم کا خاموش رہنا کیسا ہے رہنمائی فرمائیں۔
سائل: محمد ایوب رضوی ایم پی

الجواب بعون الملک الوھاب: برتقدیر صدق مستفتی امام و عالم پر لازم ہے کہ باوصف قدرت ایسے موقع پر لوگوں کو انکے باطل

عقائد سے آگاہ کریں اور حکم شرع سنائیں کہ یہ اعلی فرائض دین سے ہے ورنہ گنہگار ہونگے ۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے : من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ذلك اضعف الایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹائے اور اگر ہاتھ سے طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اس سے بھی طاقت نہ رکھے تو پھر دل سے برا جانے، اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان. ج1 ص51 مشکوۃ ص436)

فتاوی عالمگیری میں ہے : ان كان يعلم باكبر رايه انه لو امر بالمعروف يقبلون ذالك منه ويمتنعون عن المنكر فالامر واجب عليه ولايسعه تركه، ولوعلم انهم لايقبلون منه ولايخاف منه ضربا ولا شتما فهو بالخيار والامر افضل. اختصارا

یعنی اگر گمان غالب ہے کہ نصیحت کو قبول کرینگے اور برائی سے رک جائینگے تو نصیحت کرنا اور سمجھانا واجب ہے خاموش رہنا جائز نہیں، اور اگر جانتا ہے کہ نصیحت نہ قبول کرینگے اور ضرب وشتم کا اندیشہ بھی نہیں تو اختیار ہے اور نصیحت کرنا افضل ہے۔ (عالمگیری. ج5 ص353 ۔352 زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)

اور سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: عالم دین کا

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بندگان خدا کو دینی نصیحتیں کرنا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلی فرائض دین سے ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر تؤمنون بالله تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

(فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول ص. 207 رضا اکیڈمی ممبئی)

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: پہلا نقص بنی اسرائیل میں یہ آیا کہ ان میں ایک گناہ کرتا دوسرا اسے منع تو کرتا مگر اس کے نہ ماننے پر اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ کھانا پینا نہ چھوڑتا، اسکے سبب اللہ تعالی نے ان سب کے دل یکساں کر دئے اور ان سب پر لعنت اتاری رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا: كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون یعنی ان پر لعنت اس لیے ہوئی کہ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے روکتے نہ تھے بیشک یہ ان کا بہت ہی برا کام تھا۔ (فتاوی رضویہ جلد ششم ص 404 رضا اکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

وہابی کو مدعو کرنے والے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ سوال کیا فرماتے ہیں علما؛ ذوی الاحترام اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا خاص مقتدی ہے اور جمعہ وعیدین کی نمازوں میں مکبر بھی بنتا ہے اس نے اپنی بچی کی شادی میں ایک دیوبندی جس کے بارے میں پورا علاقہ جانتا ہے کہ وہ وہابی دیوبندی ہے اس کو دعوت دی ہے۔اس کے بارے میں کیا حکم ہوگا۔سائل: محمد ایوب رضوی ایم پی

الجواب بعون الملک الوهاب: برتقدیر صدق مستفتی زید فاسق وگنہگار ہے کہ حدیث پاک میں انکے ساتھ کھانے پینے کی ممانعت آئی ہے۔جیسا کہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: فی صحیح مسلم عن ابی هريرة رضی الله تعالى عنه عن النبی صلى الله تعالى عليه وسلم اياكم واياهم لايضلونكم ولايفتنونكم صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ان سے الگ رہو انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

ولابی داؤد عن ابن عمر رضی الله تعالى عنهما عن النبی صلى الله تعالى عليه وسلم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلاتشهدوهم۔ ابوداؤد کی حدیث میں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا وہ

بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔

زاد ابن ماجة عن جابر رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم وان لقیتموهم فلا تسلموا علیهم ابن ماجہ نے بروایت جابر رضی اللہ تعالی عنہ اس قدر اور بڑھایا: جب انھیں ملو تو سلام نہ کرو۔ وعند العقیلی عن انس رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم لاتجالسوهم ولاتشاربوهم ولا تواكلوهم ولاتناكحوهم عقیلی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ پانی نہ پیو، ساتھ کھانا نہ کھاؤ، شادی بیاہ نہ کرو۔

زاد ابن حبان عنه لاتصلوا علیهم ولاتصلوا معهم ابن حبان نے انھیں کی روایت سے زائد کیا ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔) فتاوی رضویہ جلد ششم ص 103 رضا اکیڈمی ممبئی) لہذا جب تک زید توبہ شرعی نہ کرے اسکا شرعی بائیکاٹ کیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: واماینسنك الشیطن فلاتقعدبعد الذكری مع القوم الظلمین یعنی اگر شیطن تمہیں بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس نہ بیٹھو۔

واللہ اعلم بالصواب ازقلم: ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بصورت اکراہ کلمہ کفر کہنے کا حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج کل بعض جگہ کفار و مشرکین مسلمانوں کو پکڑ کر باطل معبودوں کی جے جے کار بلواتے ہیں اسلام کی توہین کرواتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ایسی مشکل میں پھنس جائے اور ساتھ میں بیوی بچے بھی ہوں تو کیا کرنا چاہیے جبکہ کفار و مشرکین جان کو نقصان پہنچانے یا جان سے مار دینے کی قوت و ارادہ رکھتا ہو؟ سائل: ساحل ملک گجرات

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر واقعی میں جان جانے یا عضو کے تلف ہونے کا یقین ہے تو دل میں یقین ایمانی رکھتے ہوئے شریعت میں توریہ کرتے ہوئے اجازت ہے لیکن عزیمت یہ ہے کہ معبودان باطل کی جے جے نہ پکارے اور اللہ تعالی کے پسندیدہ مذہب۔ اسلام کی توہین نہ کرے تو ثواب کا مستحق ہوگا۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: شرع مطہر میں خوف جان کے وقت بھی حکم عزیمت یہی ہے کہ کسی طرح اصلا کلمہ کفر زبان سے نہ نکالے اور رخصت یہ کہ حتی الامکان توریہ کر کے پہلو دار بات سے جان بچائیں، اگر توریہ پر قادر تھا اور اسے چھوڑ کر صریح کلمۂ کفر بولا قطعا یقینا کافر ہو جائے گا۔

(فتاوی رضویہ۔ج3ص 187 رضا اکیڈمی ممبئی باب الامامۃ)

علامہ حصکفی قدس سرہ فرماتے ہیں: ان اکرہ (علی الکفر) باللہ تعالی اوبسب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم (بقطع

اوقتل رخص له ان يظهر ما امر به) على لسانه ويورى (وقلبه مطمئن بالايمان) وان خطر بباله التورية ولم يور كفروبانت ديانة وقضاء (نوازل وجلالية)ويوجرلوصبر لتركه الاجراء المحرم۔ اگرکسی کومجبور کردیا گیا کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ معاذ اللہ کفر کرے یا نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو معاذ اللہ گالی دے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا یا اس کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے گا تو اسے اجازت ہے کہ زبان پر ایسے کلمات کو جاری کر دے جن کا مطالبہ کیا گیا ہو لیکن توریہ (یعنی حتی الامکان پہلو دار بات کے ذریعے جان بچائے) سے کام لے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن اور قائم رہے اور اگر اس کے دل میں توریہ کا خیال آیا مگر اس نے توریہ نہ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی عورت قضاء و دیانۃ بائنہ ہو جائیگی (نوازل اور جلالیہ)،اور اگر صبر وہمت سے کام لے تو اجر پائے گا کیونکہ اس نے حرام کام کے ارتکاب کا ترک کیا ہے۔

اور اگر توریہ پر قادر نہ تھا اور کلمہ کفر ادا کیا ایمان قلبی کے ساتھ تو کافر نہ ہوگا اور منکوحہ بائنہ نہ ہوگی نہ قضاءً نہ دیانۃً۔ حاشیہ ابن عابدین میں ہے وان لم يخطر بباله شئ وصلى للصليب اوسب محمدصلى الله عليه وسلم وقلبه مطمئن بالايمان لم تبن منكوحة لاقضاء ولاديانة لانه فعل مكرها۔

(درمختار مع شامی. ج 9ص 185 مطبوعہ زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)

(ایسا ہی بہار شریعت حصہ 15 ص. 7 پر بھی ہے اکراہ کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

الحمد سے پہلے تشہد پڑھنا

سوال: چار رکعت والی سری فرض نماز میں دوسری رکعت کیلیے جب کھڑے ہوئے تو الحمد کے بجائے التحیات پڑھنے لگے السلام علیکم پے یاد آیا تو سورہ فاتحہ شروع کیا ایسی حالت میں سجدہ سہو ہے یا نہیں رہنمائی فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل: محمد اویس قادری۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے ۔ فتاوی عالمگیری میں ہے : لو قرأتشھد افی القیام ان کان فی الرکعة الاولی لایلزمه شئ وان کان فی الرکعة الثانیة اختلف المشائخ فیه والصحیح انه لایجب کذافی الظھیریة، ولوتشھدفی قیامه قبل قراة الفاتحة فلاسھوعلیه۔ (ج1 ص127 زکریا بکڈ پو انڈیا)

اسی کی ترجمانی صدرالشریعہ علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں: پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے

اورالحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں ۔(بہار شریعت حصہ 4 ص 53 قادری کتاب گھر بریلی شریف)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

محمد صاحب کہنے کا حکم (ﷺ)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں ۔کیا نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیہِ وَاٰلِہ وَسَلَّم کو محمد صاحب کہہ کر پکارا جا سکتا ہے؟ ۔شرعی حکم عنایت فرمائیں ۔

سائل: محمد آصف قاسم نثار رضا قادری مقام: پاکستان کراچی

الجواب بعون الملک الوھاب: محمد صلی اللہ تعالی علیہ و بارک وسلم کے ساتھ لفظ صاحب لگا سکتے ہیں جس کا ثبوت قرآن شریف سے ہے لیکن بچنا چاہیے کہ یہ آریوں وغیرہ کا شعار ہے ۔جیسا کہ امام اہلسنت سیدی سرکار اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر اطلاق صاحب خود قرآن عظیم میں وارد والنجم اذا ھوی ماضل صاحبکم وماغوی

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے،

تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے؛

مگر نام اقدس کے ساتھ اس طور پر لفظ صاحب کا ملانا آریوں اور پادریوں کا شعار ہے وہ اسے مبتذل تعظیم میں لاتے ہیں جو زید وعمر کے لیے رائج ہے کہ شیخ صاحب، مرزا صاحب، پادری صاحب، پنڈت صاحب، لہذا اس سے احتراز چاہیے، ہاں یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہمارے صاحب ہیں آقا ہیں مالک ہیں مولی ہیں۔) فتاوی رضویہ جلد ششم ص120 رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

محل بول وبراز کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ۔ مسجد سے متصل نمازی کے استعمال کیلیے پیشاب خانہ، پاخانہ بنا ہوا ہے کمیٹی والے مسجد کی توسیع کیلیے پیشاب خانہ پاخانہ کو مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں ایسا کرنا درست ہے یا نہیں۔ کوئی کراہت تو نہیں ہے۔ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: مذکورہ جگہوں کواس وقت مسجد میں شامل کرسکتے ہیں جبکہ وہاں سے بدبودار مٹی کونکال دیاجائے یاوہاں مٹی وغیرہ ڈال دی جائے جس سے اس جگہ کی بدبوزائل ہوجائے اس لیے کہ مسجدکوہرایسی چیزسے بچاناضروری ہےجس سے گھن پیداہو۔ جیساکہ حضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مسجدکو ہرگھن کی چیزسے بچاناضروری ہے۔(بہارشریعت حصہ سوم احکام مسجدکابیان ص168)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ, دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

حضورعلیہ السلام کوخداکایارکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں۔کیادعامیں یہ جملہ کہاجاسکتاہے کے۔ یااللہ عزوجل اپنے یار یعنی (آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کےصدقے ہماری دعا قبول فرما دریافت طلب امریہ کے نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے* یارکا لفظ استعمال کرنا کیساہے۔رہنمائی فرمائیں۔

سائل: محمدآصف قاسم نثاررضاقادری۔مقام: پاکستان کراچی

الجواب بعون الملک الوھاب: حضورصلی اللہ علیہ

وسلم کو خدا کا یار کہنا درست ہے اس لیے کہ یار کا معنی دوست، پیارا، حبیب وغیرہ ہے۔حدیث پاک میں ہے: انا حبیب اللہ ولا فخر لی میں اللہ کا حبیب ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں۔(مشکوۃ شریف ص 513 مطبوعہ مجلس برکات)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ, دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سیدزادی کا نکاح غیر سید سے کیسا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا سیدزادی غیر سید سے شادی کر سکتی ہے؟ مفصل رہنمائی فرمائیں۔سائل: شمیم اختر رضوی

الجواب بعون الملک الوھاب: سیدی سرکار اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہوسکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی، رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے مطلقا نکاح ہوسکتا ہے ورنہ اگر سیدانی نابالغہ ہے اور غیر قرشی کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے، اور اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہیں تو اب ان کے کئے بھی نہ ہوسکے گا اور

اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے غیر قرشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے، اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا پر دادا ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قرشی جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا، ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطل محض ہوگا۔ ان تمام مسائل کی تفصیل درمختار ورد المحتار وغیرہما کتب معتمدہ مذہب اور فقیر کے فتاوی میں متعدد جگہ ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد پنجم ص. 454 رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

شری رام کے جنم دن کی مبارکبادی دینے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، زید نے اپنی فیس بک پروفائل پر یہ اسٹیٹس اپلوڈ کیا" مریادا پوروسوتم سری رام کے جنم دن پر سبھی ہندو بھائیوں کو بہت بہت سبھ کامنائیں۔ زید پر کیا حکم شرع ہیں؟

سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: برتقدیر صدق مستفتی

زید کے اس جملہ" مریادا پوروسوتم،،، کا معنی پوچھنے پر یہ بتایا گیا کہ اسکا مطلب ہےسب سے زیادہ قابل تعظیم۔لہذا صورت مسئولہ میں شری رام کو سب سے زیادہ قابل تعظیم سمجھنا،، اوراسکے جنم دن کی مبارکبادی دینا اس میں بھی اسکی تعظیم وعزت ہے جوکہ حرام حرام حرام ہے کہ عزت و تعظیم اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لیے ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی ارشادفرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ (سورۂ منافقون آیت نمبر 8)

بلکہ عندالفقہاءزیدکافرہوگیا۔علامہ الحصکفی قدس سرہ فرماتے ہیں: تبجیل الکافر کفر۔ (درمع شامی فصل فی البیع کتاب الحظر ج9ص.592زکریا بکڈپو)

لہذا زیدتوبہ واستغفار کرے اورتجدیدایمان وتجدیدنکاح بھی کرے کہ؛ کفرفقہی میں بھی تجدیدایمان ونکاح بر بنائے احتیاط ضروری ہے۔ھکذافی الفتاوی الرضویہ من الجزءالسادس.علی149

والله اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

نکاح فاسد میں لڑکا شوھر ثانی کا ھوگا

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ زید کی بیوی کو یقین کامل کے ساتھ معلوم ہوا کہ اس کا شوہر انتقال کر چکا ہے اپنے ظن غالب پر کچھ دنوں کے بعد، بعد عدت دوسری شادی کرلی ہے اس سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا ایک سال بعد دوبارہ اس کا سابق شوہر واپس آگیا اب بچہ کس کا مانا جائے گا سابق شوہر کا یا ثانی کا۔ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ غلام مصطفی ناسک؛

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں مذہب مفتی بہ پر وہ لڑکا شوہر ثانی کا مانا جائے گا۔ جیسا کہ تنویر الابصار والدر میں ہے: (غاب عن امرأته فتزوجت بآخر و ولدت اولادا) ثم جاء الزوج الاول (فالاولاد للثانی علی المذهب)الذی رجع الیه الامام وعلیه الفتوی کما فی الخانیة والجوهرة والکافی وغیرها

(وفی حاشیة شرح المنار لابن الحنبلی وعلیه الفتوی ان احتمله الحال) (وفی حاشیة شرح المنار لابن الحنبلی وعلیه الفتوی ان احتمله الحال)

حاشیہ ابن عابدین شامی میں ہے:

قوله:(غاب عن امرأته الخ)شامل لما اذا بلغها

موته او طلاقه فاعتدت و تزوجت ثم بان خلافه ولما اذا ادعت ذلك ثم بان خلافه؛(درمع شامی. ج 5ص 247 زکریابکڈپویوپی انڈیا)

(یعنی کوئی شخص بیوی کو چھوڑ کرغائب ہوگیااس نے دوسرے شخص سےشادی کرکےاولاد جنی) پھر پہلا خاوند آگیا تواس مذہب کےمطابق جس کی طرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے رجوع فرمایا(اولاد دوسرے خاوند کی ہوگی)اوراسی پرفتوی ہے ۔(جیسا کہ خانیہ، جوہرہ اورکافی وغیرہ میں ہے۔) (ابن الحنبلی کی شرح منار کےحاشیہ میں ہےاوراس پرفتوی ہےاگرحال اس کااحتمال رکھتاہو۔)

یعنی ماتن کاقول کہ’’وہ بیوی چھوڑکرغائب ہوگیا‘‘ یہ اس صورت کو شامل ہےجب بیوی کوخاوند کی موت یااس کےطلاق دینے کی خبر پہنچی ہوتواس نےعدت گزار کرشادی کرلی پھراس کےخلاف ظاہرہوا، اور اس صورت کوبھی شامل ہےکہ جب اس عورت نےاس کا دعوی کیاہو پھراس کےخلاف ظاہرہواہو۔ایساہی فتاوی رضویہ.ج10 ص396 پرہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

سر کے بال میں ڈیزائن بنوانے کا حکم

سوال: السلام علیکم علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ کچھ نوجوان لڑکے سر کے بال میں ڈیزائن وغیرہ بنواتے ہیں ایسا کرنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

سائل شہباز عالم نعمانی

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ صورت مسئولہ میں ایسا کرنا ناجائز ہے کہ یہ تقلید نصاری اور فاسق وفاجر کا طریقہ ہے۔جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: آج کل سر پر گھچا رکھنے کا رواج بہت زیادہ ہوگیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں یہ بھی نصاری کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے پھر ان بالوں میں بعض داہنی جانب یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے سنت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے۔بہار شریعت حصہ سولہ..)اسلامی اخلاق وآداب ص.238)

فتاوی قاضی خاں میں ہے:الخیاط اذا استوجر علی خیاطه شئ من ذی الفساق ویعطی له فی ذالك كثیرا اجر لا یستحب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیة (بحوالہ فتاوی رضویہ شریف جلد سوم قدیم ص.426)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جس طرح طرح فساق وفجار سالباس

درست نہیں ہے اسی طرح فساق وفجار کے جیسا بال ترشوانا بھی درست نہیں ہے۔

الانتباہ: مسلمانوں کے جذبات اتنے زیادہ کمزور ہوگئے کہ وہ اپنے وقار کو کھوتے چلے جاتے ہیں انکو اس بات کا احساس نہیں کہ ہم کیا تھے کیا ہو گئے ۔مسلم کے ہر فرد کو اسلامی تعلیمات کا مجسمہ ہونا چاہیے اخلاق سلف صالحین کا نمونہ ہونا چاہیے اسلامی وقار کی حفاظت کرنا چاہیے تا کہ دوسری قوموں پر اسکا اثر پڑے نہ کہ خود مغربی تہذیب وتمدن کے سانچے ڈھل جائیں ۔اللہ تعالی عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جدید طبی آلات کی جانچ پر حکم شرع

سوال: آج کل طبیب حاذق کہاں رہ گئے ہیں؟ سارے کام تو مشینیں کر رہی ہیں۔ جن کی رپورٹس عموما درست ہوتی ہیں اور انہی رپورٹ کی بنیاد پر ڈاکٹرس مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔تو کیا مشینوں مثلا ایکسرے الٹرا ساؤنڈ اسکین سی ٹی اسکین ایم آر آئی اسکین پیتھالوجیکل رپورٹس طبیب حاذق کی جگہ لے سکتی ہیں؟ اور ان رپورٹس کی بنیاد پر جواز یا عدم جواز کا فتوی

دیا جاسکتا ہے؟ سوال اہم ہے مفتیان کرام ضرور توجہ فرمائیں۔

سائل: (علامہ) شکیل اختر قادری برکاتی صاحب کرنا ٹک

الجواب بعون الملک الوھاب: زمانہ قدیم میں تشخیص امراض نبض شناسی وغیرہ کے ذریعہ طبیب حاذق ہی کرتے تھے پھر بعد تشخیصِ امراض اسکی اصلاح کرتے تھےلیکن اس ترقی یافتہ زمانہ میں طب جدید کے آلات وغیرہ سے امراض کی تشخیص وغیرہ ہوجاتی ہے بایں وجہ طب جدید کے آلات اور متعینہ اصول نے طبیب حاذق کی جگہ اختیار کرلی ہےاور یہ آلات جدیدہ مثلاً اکسرے، سونوگرافی وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بارتجربات سے ثابت ہونے کی بناء پراطباء کے نزدیک مسلمات سے ہوگئے ہیں جس سے حذق کی تلافی ہوجاتی ہے پھرانہیں چیزوں پرتعامل عام وخاص بھی ہے؛ اورعلماء وجہلاء اس پراعتماد کرکے علاج بھی کراتے ہیں اس لیے ماہر پیتھالوجسٹ اورریڈیولوجیسٹ وغیرہ کی مشینی جانچ اوررپورٹس وغیرہ پرکسی چیز سے متعلق جواز یاعدم جواز کافتوی دیا جاسکتا ہے۔ محقق عصر مفتی نظام الدین رضوی اطال اللہ عمرہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور فرماتے ہیں: آجکل طبیب حاذق غیر فاسق گوکم ہیں مگر اسکی تلافی بایں طور ہو جاتی ہے کہ امرض کی تشخیص کے لیے جدید آلات طب پیتھالوجی وغیرہ کی ایجاد نے نباضی، یانبض شناسی کی نہ صرف جگہ لی ہے بلکہ اپنی ترقی کے لحاظ سے اسے بہت پیچھے چھوڑ دیا ہےاورتعامل عام وخاص نےعدالت وعدم فسق کی تلافی کردی؛ ہے

لہذا ماہر پیتھالوجسٹ اور ریڈیولوجسٹ وغیرہ کی مشینی جانچ اور انکی رپورٹ کافی ہونی چاہیے۔ (انسانی خون سے علاج کا شرعی حکم ص46)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ایڈز کے سبب اسقاط حمل کا حکم

سوال: ایک بچہ ماں کے پیٹ میں تقریبا پانچ ماہ کا ہے ایڈز جیسی بیماری کی وجہ سے وہ بچہ بھی متاثر ہے ڈاکٹر نے اسقاط حمل کے لیے کہا ہے۔ دریافت طلب امور یہ ہیں کہ طبیب حاذق اور طبیب جاہل کی تعریف کیا ہے۔کیا ایڈز جیسی بیماریاں مرض الموت میں شامل ہیں؟ ایسی صورت میں اسقاط حمل کی اجازت ہوگی؟ سائل: (مفتی) ہاشم رضا مصباحی صاحب قبلہ

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں جبکہ وہ بچہ پانچ ماہ کا ہوگیا ہے تو اب اسقاط حمل جائز نہیں فقہاء کرام نے چار ماہ سے قبل اعذار کی بناء پر اسقاط حمل کو جائز قرار دیتے ہیں اسکے بعد نہیں۔جیسا کہ درمع شامی میں ہے: قال ابن وھبان: فإباحة الإسقاط محمولة على حالة الأعذار وأنه لا يأثم إثم القتل..

(شامي ج4 ص336 كتاب النكاح، زکریا بکڈپو)

.. ومن الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل، وليس لأب الصبی ما يستأجر به الظئر ويخاف هلاكه (ایضا. ج4ص.336) اسی میں دوسری جگہ ہے: ويكره أن تسقى لإسقاطِ حملها وجاز لعذر حيث لا يتصور قوله جاز لعذر أى يباح لها أن تعالج فى استنزال الدم ما دام الحمل مضغةً أو علقةً ولم يخلق له عضو، وقدروا تلك المدة بمائة وعشرين يومًا۔ (درمع شامی.ج9ص615 کتاب الحظر والاباحۃ،زکریا)

طبیب حاذق اس تجربہ کارڈاکٹرکو کہتے ہیں جسکوفن طب میں کامل معرفت حاصل ہو اورطبیب جاہل اس ڈاکٹرکو کہتے ہیں جسکوطب میں کامل معرفت حاصل نہ ہو۔حاشیہ ابن عابدین شامی میں ہےقولہ (حاذق)ای له معرفة تامة فى الطب، فلايجوز تقليدمن له ادنى معرفة فيه.. (شامی ج3ص404 مطبوعہ زکریا بکڈپو انڈیا)

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرطبیب حاذق غیرفاسق یہ کہے کہ ایڈز جیسی بیماریاں مرض موت میں شامل ہیں تواسکوتسلیم کیا جائے گااس لیے کہ فقہاء کرام نےطبیب حاذق غیرفاسق کی بات کودلائل شرعیہ سے شمارفرمایا ہے..

(فتاوی رضویہ.ج1ص613ایضا.ج4ص601 کتاب الصوم مطبوعہ رضا کیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

بلامزارزیارت کرنامنت ماننا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں اسلام میں (جھنڈرے، کٹہ) جسے سرکارغوث کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اسکا تعمیر کرنا تعمیر کیلیے تعاون کرنا اس جگہ فاتحہ کا انعقاد کرنا چراغاں کرنا وہاں منت ماننا اس جگہ کا طواف کرنا اسے متبرک جاننا شرعا کیسا ہے مع حوالہ تحقیقی جواب عنایت فرمائیں۔

سائل: سیدعرفان رضوی کرناٹک؛

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں وہ جملہ افعال کرنا ناجائز وگناہ ہیں کہ فرضی مزار بنانا اور بلامزار زیارت کرنا سب ناجائز وبدعت ہے۔فتاوی عزیزیہ جلداول ص. 134 پر ہے: لعن اللہ من زاربلامزار اس پر اللہ کی لعنت ہے جو بلامزار زیارت کرے۔

اورسیدی اعلی حضرت قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: سوال: پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بعض جگہ مزار بنالیا گیا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کے مزار کی اینٹ دفن ہے۔اس مزار میں ایسی جگہ جاکر عرس کرنا، چادر چڑھانا کیسا ہے؟ وہ قابل تعظیم ہے یا نہیں؟ الجواب: جھوٹا مزار بنانا اور اس کی تعظیم جائز نہیں۔(فتاوی رضویہ. ج4ص116 مطبوعہ رضااکیڈمی ممبئی)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: فرضی مزار بنانا اوراس کے ساتھ اصل سا

معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے..(ایضاص.115)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عورت کا داعی الی اللہ ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت داعی الی اللہ ہوسکتی ہے یا نہیں۔سائل: عبداللہ ردولی شریف۔

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت داعی الی اللہ نہیں ہوسکتی کہ اسکے لیے مرد ہونا شرط ہے۔جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: ائمۂ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں ہوسکتی۔ ہاں تدابیر ارشاد کردہ مرشد بتانے میں سفیر محض ہو تو حرج نہیں۔

امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبری میں فرماتے ہیں:قد اجمع اھل الکشف علی اشتراط الذکورۃ فی کل داع الی اللہ ولم یبلغنا ان احدا من نساء السلف الصالح تصدرت لتربیۃ المریدین ابد النقص للنساء فی الدرجۃ وان وردالکمال فی بعضھن کمریم بنت عمران وآسیۃ امرأۃ فرعون فذلك کمال بالنسبۃ للتقوی والدین لابالنسبۃ للحکم بین

الناس وتسلیکھم فی مقامات الولایة وغایة امر المرأة ان تکون عابدة زاھدة کرابعة العدویة رضی اللہ تعالی عنھا۔ اہل باطن کا اس پر اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کیلیے مرد ہونا شرط ہے۔ اور ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ سلف صالحین کی مستورات میں سے کوئی خاتون تربیت مریدین کے لیے کبھی صدر نشین ہوئی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ عورتیں مرتبہ میں ناقص ہیں، اور بعض خواتین مثلاً حضرت مریم بنت عمران اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون کے بارے میں جو کامل ہونے کا ذکر آیا ہے تو یہ کمال تقوی اور دین داری کے لحاظ سے ہے لوگوں کے درمیان حاکم ہونے اور انھیں ولایت کے مقامات طے کرانے کے لحاظ سے نہیں ××× عورت کی غایت شان یہ ہے کہ عابدہ، زاہدہ ہو، جیسے رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالی عنہا۔فتاوی رضویہ۔ ج4ص176 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

اور رسالہ نقاء السلافہ میں فرماتے ہیں: اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضرور ہے لہذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا۔

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: لن یفلح قوم ولو امرھم امرأة رواہ الائمة احمد والبخاری والترمذی والنسائی عن ابی بکرة رضی اللہ تعالی عنہ۔ ہرگز وہ قوم فلاح نہ پائے گی جو کسی عورت کو والی بنائے، اس کو ائمہ کرام احمد و بخاری

وترمذی اور نسائی نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا۔
(فتاوی رضویہ. ج21ص494 مطبوعہ پور بندر گجرات)

واللّٰہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مشائخ عظام کی قدمبوسی

سوال: مشائخ عظام کی قدم بوسی کرنا کیسا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ محمد نورالہدیٰ رضوی ممبئ

الجواب بعون الملک الوھاب: مشائخ عظام وبزرگان دین کی قدم بوسی جائز ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: بزرگان دین کی قدمبوسی بلا شبہ جائز بلکہ سنت ہے۔ بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پائے مبارک چومے اور حضور نے منع نہ فرمایا۔
(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم کتاب الحظر والاباحۃ نصف آخر ص132)

واللّٰہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

تابوت سکینہ کس شئ کا نام ہے؟

سوال: تابوت سکینہ کس شئ کا نام ہے؟ برائے کرم حوالہ کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں۔سائل: جاوید رضا قادری

الجواب بعون الملک الوھاب: تابوت سکینہ اس صندوق کا نام ہے جس میں موسی وہارون علی نبینا وعلیھما السلام کے تبرکات مبارکہ تھے۔جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے:**وقال لھم نبیھم ان اٰیة ملکه ان یاتیکم التابوت فیه سکینة من ربکم** اور کہا ان کو ان کے نبی نے تحقیق نشانی اس کی شاہی کی یہ ہےکہ آئے گا تابوت تمہارے پاس اس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینت ہوگی۔(القرآن الکریم)

حاشیہ ابن عابدین شامی میں ہے:**بقیة مما ترك آل موسی وآل ھرون** موسی اور ہارون علیہما الصلوۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ردالمحتار باب الاستبراء کتاب الحظر والاباحۃ

سیدی سرکار اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا۔موسی علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا۔(فتاوی رضویہ جلد نہم کتاب الحظر والاباحۃ)

واللہ اعلم بالصواب ازقلم: ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کفار سے مفت علاج کرانا کیسا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علمائے کرام ومفتیان شرع کی خدمت میں سوال عرض ہیکہ غیر مسلم ٹرسٹی کسی مندر کے نام پر میڈیکل کیمپ اور اسی قسم کے دوسرے کیمپ لگواتے ہیں جس میں چیک اپ، جانچ سے لیکر دوائی تک فری مہیا کرائی جاتی ہے۔ اکثر اس کیمپ کے سارے اخراجات مندر میں چڑھائے گئے روپیوں سے ہی پورے کئے جاتے ہیں اور کبھی کبھی ٹرسٹی بھی اپنی طرف سے اس میں خرچ کرتے ہیں۔ کیا ایسے کیمپ میں ایک مسلم علاج کروا کر فائدہ حاصل کرسکتا ہے یا نہیں اس کا از روئے شرع کیا حکم ہے۔ دونوں صورتوں کا جواب درکار ہیکہ اگر کیمپ کے سارے اخراجات مندر میں چڑھائے گئے پیسوں سے پورے کئے گئے ہوں تو کیا حکم ہے۔

اگر کیمپ کے اخراجات مندر کے ٹرسٹیوں نے پورے کئے ہوں تو کیا حکم ہے۔

براہ کرم مدلل ومفصل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ محمد ساجد حسین اشرفی بھیلواڑہ راجستھان۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر کوئی ناجائز چیز دوا وغیرہ میں نہیں تو دونوں صورتوں میں علاج کرانا جائز ہے لان المعصیۃ لاتقوم بعینھا۔ اس لیے کہ معصیت اسکے عین کے ساتھ قائم نہیں۔ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

سوال:اہل ہنود سے بیماری کی دوا کرانا کیسا ہے ۔الجواب:طبیب اگرکوئی ناجائز چیز دوا میں بتائے جب تو جائز نہیں اگرچہ طبیب مسلمان ہو اور جائز چیز میں حرج نہیں اگرچہ کافر ہو مگر ہندوؤں کی طب عقلی اصول کے خلاف اور اکثر مضر ہوتی ہے لہذا بچنا چاہیے ۔(فتاوی رضویہ جلدنہم نصف آخر ص66۔65)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

چیک ویٹ (cheque vatav) کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا cheque vatav کرنا کروانا جائز ہے؟تفصیل: جن لوگوں کے کاروبار میں لینا دینا اکثر چیک کے ذریعے سے ہوتا ہے تو انہیں کبھی cash کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنی credit پر اس cheque کو دیکر cash حاصل کرتا ہے جس پر کچھ percent کٹ جاتا ہے ۔یعنی cheque پر جو تاریخ ہے اس کے پہلے اسے cash کرنے و کروانے پر جو کچھ٪ کٹتے ہیں ۔ اسے cheque vatav کہتے ہیں جو کہ غیر مسلم یہ کام کرتے ہیں اور اب یہ کچھ مسلم بھی کرنے لگے ہیں ۔یہ کام کرنا کروانا جائز ہے؟

مثال: زید کا کاروبار چیک کے ذریعے ہوتا ہے یعنی زید نے بکر کو مال بیچا اور بکر نے چیک سے اماونٹ دیا اور چیک پر تاریخ کچھ دن آگے کی ہے یعنی 15 تاریخ کو زید نے مال بیچا اور بکر نے چیک پر تاریخ 25 ڈال کر دیا۔ اب زید کو روپے کی ضرورت پڑتی ہے اور کچھ افراد جو مسلم بھی ہیں اور غیر مسلم بھی جو چیک لے کر روپیہ دینے کا کام کرتے ہیں جس پر وہ کچھ٪ پرسینٹ رکھ لیتے ہیں۔ اب زید ان سے رابطہ کر کے وہ چیک دے کر روپیہ حاصل کرتا ہے

1. سوال یہ ہے کہ کیا زید کا اس طرح پرسینٹ٪ پر چیک دے کر روپیہ حاصل کرنا جائز ہے؟؟

2. جو لوگ چیک لے کر کچھ٪ پرسینٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں کیا ان کے لیے یہ جائز ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ خان قمر عالم بھیونڈی

الجواب بعون الملک الوھاب: دو دن قبل مذکورہ سوال کا جواب جواز کا تھا لیکن اس پر نظر ثانی کر کے اور علمائے حلقہ کے مابین بحث ومباحثہ وتحقیق کے بعد یہی طے ہوا کہ مروجہ طریقہ کسی مسلم کے ساتھ جائز نہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ چیک دے کر درج رقم سے کم لینا اس چیک کے بدلے نہیں ہے بلکہ اس رقم کے بدلے ہے جو اس میں درج اور بینک میں ہے گویا کہ رقم دینے والے نے حامل چیک کو قرض دیا ہے بعد میں وہ اس قرض دئے ہوئے رقم سے زیادہ لے رہا ہے اور قرض دے کر نفع لینا یہ سود ہے جو کہ ناجائز وحرام ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: کل قرض جر

منفعۃ فھو ربا یعنی ایسا قرض جو نفع کھینچے سود ہے۔ایسی صورت میں رقم دینے والا اور رقم لینے والا دونوں گنہگار ہونگے۔ اور ایسا ہی مجلس شرعی کے فیصلے ص159 پر ہے فیصلہ نمبر 9۔

البتہ اگر ضرورت ہے اور اس حرام سے خلاصی چاہیں تو سہل صورت یہ ہے کہ رقم دینے والا اپنے نوٹ کے کاغذ کو حامل چیک سے بیچ دے اور وہ اتنی رقم میں ایک خاص میعاد پر خرید لے جو چیک میں درج ہے تو یہ قرض کے عوض نفع نہ ہوا بلکہ بیع وشراء ہے جو کہ آپسی رضا سے جائز ہے اور اگر میعاد سے پہلے رقم لے تو اسی حساب سے لے۔ (فتاوی رضویہ.ج7ص121)

اور اگر یہ پرسینٹ لینا ہند کے کفار ہند سے ہو تو جائز ہے۔ (ایضاص100)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

وھابی کے ساتھ شرکت کرنے والے کا حکم

سوال: زید اور عمر جو کہ دونوں پڑوسی ہیں اور سنی خیال کے ہیں مگر عمر اپنے یہاں شادی اور دیگر تقریب میں اپنے یہاں ایک ایسے رشتے دار کو دعوت دیتا ہے جو کہ دیوبندی ہے۔جبکہ زید اپنے یہاں کسی بھی تقریب میں

دیوبندی کو دعوت نہیں دیتا ہے لیکن زید عمر کے یہاں ہر ایک تقریب میں شامل ہوتا ہے اور یہ کہتا ہے میں کس کس کو چھوڑوں، ایسے تو کھانے پینے والے تو سب ہیں۔ حضرت وضاحت فرمائیں کیا ایسے حالات میں بغیر توبہ کے زید اور عمر کے ساتھ کھانا پینا یا تعلقات رکھنا جائز ہے۔

سائل: محمد رضا مشاہدی پرتاب گڑھ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: جو عقائد کفریہ ملعونہ رکھتا ہو دشمن خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم ہو تو ایمان والوں کی یہ شان نہیں کہ ان سے دوستی رکھیں اپنی تقریبات میں مدعو کریں اگرچہ وہ ہمارا کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاداللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم اوابناءھم اواخوانھم اوعشیرتھم۔ نہ پاؤ گے انہیں جو اللہ وقیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔ القرآن الکریم ۵۸ / ۲۲

مسلم شریف کی حدیث ہے: ایاکم وایاھم، تم بدمذہب سے دور رہو انکو اپنے سے دور رکھو

لہذا برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں جب تک دونوں توبہ نہ کریں انکا شرعی بائیکاٹ رکھیں۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: واما ینسینک

الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوموں کے پاس نہ بیٹھو۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

زید کا بہن سے ملنا جلنا جس کا شوہر بعد میں وہابی ہو گیا

سوال: حضرت السلام علیکم کچھ سوالوں کے جوابات چاہیے تھے،عنایت فرمائیں بڑی کرم نوازش ہوگی۔زید جو اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور اسی کی بڑی بہن کی شادی جو کہ آج سے تقریباً10۔15 سال پہلے ایک شخص کے ساتھ کی گئی بعد میں زید کی بہن کا شوہر وہابی ہو جاتا ہے.اور جو کہ جماعت وغیرہ میں بھی جاتا ہے۔کچھ سال بعد جب گاؤں والوں کو یہ پتا چلتا ہے تو گاؤں والوں کے دباؤ میں زید اپنی بہن سے رشتہ منقطع کر لیتا ہے.لیکن قریب دو سال بعد ایک عالم صاحب سے دریافت کرنے پر عالم صاحب نے یہ کہہ کر کے اجازت دے دی کے زید صرف اپنی بہن سے تعلقات رکھ سکتا ہے اور اسے اپنے یہاں شادی وغیرہ میں بلا سکتا ہے۔زید کی بہن جو کہ بزرگوں کو مانتی ہے اور فاتحہ بھی دلاتی ہے مگر اپنے میکے آنے کے بعد مطلب یہ کے وہ سنی خیال کی

ہے مگر ابھی بھی اپنے شوہر کے ساتھ ہی رہتی ہے جوکہ دیوبندی ہے۔ جسے کئی بار سمجھانے کی کوشش کی گئ مگر وہ ماننے کو راضی نہیں ہوتا۔

حضرت کیا حکم ہے شریعت کا۔حوالے کے ساتھ تشریح فرمائیں کیا زید کی بہن یا اسکے بچوں کے ساتھ ملنا یا کھانا پینا جائز ہے۔سائل: ناچیز محمد رضا مشاہدی، پرتاب گڑھ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: برتقدیر صدق مستفتی ہندہ اور اسکے بچے جب تک اس گھر سے قطع تعلق نہ کریں ان سے ملنا جلنا انکے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں۔ جیسا کہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہندہ کے وہابی شوہر سے علیحدہ کرانے کے سلسلے میں جتنے استحالے اور احتمالات آپنے پیش فرمائے، (یعنی بچوں کی محبت میں ہندہ خود جدا ہونا نہ چاہے یا بعد میں کورٹ کچہری ہوجائے۔ ہندہ کے نفقہ کا سوال بھی درپیش ہے) اسکے پیش نظر اسلم طرز عمل وہی ہے جس پر زید نے اب تک عمل درآمد کیا (یعنی زید اب تک اپنی بہن ہندہ سے دور ہی رہا) تو بقیہ زندگی بھی وہ ان سے قطع تعلق ہی رکھے مسلم شریف میں حدیث پاک ہے: ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔

(فتاوی بحرالعلوم۔ ج4ص328)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

اللہ کے لیے دل میں سوچا کہنا کیسا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ امام صاحب نے جمعہ کے وعظ میں کہا کہ اللہ نے خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو ہندوستان بھیجنے سے پہلے دل میں سوچا پھر ہند میں بھیجا۔امام صاحب پر کیا حکم شرع ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔صورت مسئولہ میں امام صاحب کا یہ جملہ کہ،، اللہ نے خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو ہندوستان بھیجنے سے پہلے دل میں سوچا،، صریح کفر ہے اور اس میں دو کفر ہیں ایک یہ کہ دل جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور اللہ تعالی جسم اور اعضاء جسم سے پاک ومنزہ ہے جو اللہ تعالی کے لے کوئی عضو مانے وہ کافر ہے دوسرا یہ کہ سوچتا وہ ہے جو عالم الغیب اور قادر نہ ہو اور اللہ تعالی کے لیے سوچنے کا اثبات اسکے عالم الغیب اور قادر نہ ہونے کا انکار ہے جو کہ کفر ہے۔لہذا امام صاحب یہ کلمہ کفر بکنے کے سبب کافر ومرتد ہو گئے اماصاحب پرفرض ہے کہ فورا بلا تاخیر اس کلمہ کفر سے توبہ کریں پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں اگر بیوی والے ہیں تو پھر سے نکاح کریں۔ایسا ہی فتاوی شارح بخاری جلد اول ص. 162 پر ہے

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم
حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

شراب بیچنے کا کام کرنا

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔کسی کی شراب کی دکان میں شراب بیچنے کا کام کرنا کیسا یا اس کی ہوٹل رینٹ پر لیکر بزنس کرنا کیسا؟

سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں ایسا فعل ناجائز وحرام ہے۔جیسا کہ امام اہلسنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: شراب کا بنانا، بنوانا، چھونا، اٹھانا، رکھنا، رکھوانا، بیچنا، بکوانا، مول لینا، دلوانا سب حرام حرام حرام ہے۔اور جس نوکری میں یہ کام یا شراب کی نگہداشت اس کے داموں کا حساب کتاب کرنا ہو سب شرعاً ناجائز ہیں۔ قال اللہ تعالی: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان لوگو گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لعن اللہ الخمر وشاربها وساقيها و بائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليه واكل ثمنها۔ رواہ ابوداؤد والحاکم وصححه عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما شراب،

اسے پینے والا، پلانے والا، فروخت کرنے والا، خریدنے والا، کشید کرنے والا، کشید کروانے والا، اسے اٹھانے والا، جس تک اٹھا کر لے گیا، اور اس کی قیمت استعمال کرنے والا، اللہ تعالی نے ان سب پر لعنت فرمائی۔ امام ابوداؤد اور امام حاکم نے اسے روایت کیا ہے اور اس نے (یعنی حاکم نے) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی سند سے اس کی تصحیح فرمائی۔
(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم نصف آخر ص 128 رضا اکیڈمی)

واللّٰہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

نفس حروف قابل ادب ھیں

سوال: اردو اخبار کی بے حرمتی کرنا جائز ہے؟ سائل محمد فہیم رضوی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: ناجائز ہے کہ علماء فرماتے ہیں نفس حروف لائق تعظیم ہیں اگرچہ اس میں فرعون وابوجہل کا نام لکھا ہو۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے: اذا کتب اسم فرعون او کتب ابوجهل علی غرض یکره ان یرموا الیه لان لتلك الحروف حرمة کذا فی السراجیة جب فرعون اور ابوجہل وغیرہ کے نام کسی غرض کے لیے لکھے جائیں تو مکروہ ہے کہ انھیں کہیں پھونک دیں

اس لیے کہ ان حروف کی عزت وتوقیر ہے جیسا کہ سراجیہ میں مذکور ہے۔
(فتاوی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس. ج5ص325)

ایضا:حانوت اوتابوت فیه کتب فالادب ان لایضع الثیاب فوقه کسی صندوق یاالماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ان پر کپڑے نہ رکھے۔
(فتاوی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس. ج5ص324)
تفصیل فتاوی رضویہ جلدنہم کتاب الحظر والاباحۃ میں دیکھیں۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

شوہرنے کہاکہ اگرجھوٹ بول رہی ہے تونکاح ٹوٹ جائے گا

سوال: السلام علیکم ۔مسئلہ ایک عورت کسی پروگرام میں گئی تھی اس نے وہاں ڈانس کیا پارٹی کی جب گھر آئی تو اسی میٹر کے بارے میں شوہر نے پوچھا تو عورت انکار کر رہی ہے تو اسی (بات) پر جھگڑا ہوا تو شوہر نے کہا کہ اے اللہ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر یہ (بیوی) جھوٹ بول رہی ہے تو میرا نکاح ٹوٹ جائے گا اگر سچ بول رہی ہے تو کچھ نہیں۔ شریعت کی رو

سے ایسے شخص پر کیا حکم عائد ہوگا آیا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں۔ مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ حوالے کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں عین وکرم ہوگا۔
المستفتی حافظ انظار صاحب پتا ویسٹ بنگال۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں وہ حقیقتاً تعلیق نہیں ہے کہ تعلیق امر مستقبل پر ہوتی نہ کہ زمانہ گذشتہ پر لہٰذا اگر واقع میں عورت نے ڈانس کیا ہے تو نکاح ٹوٹ جائے گا۔ عالمگیری میں ہے:
واما الحلف بالطلاق والعتاق وما اشبه ذالك فمايكون على امر فى المستقبل فهو كاليمين المعقودة وما يكون على امر فى الماضى فلا يتحقق اللغو والغموس ولكن اذا كان يعلم خلاف ذالك اولا يعلم فالطلاق واقع لان هذا تحقيق وتنجيز كذا فى الايضاح۔ (عالمگیری. ج2 ص52 زکریا بکڈ پو انڈیا)
اور فتاوی قاضی خاں میں ہے: وفى اليمين بالطلاق والعتاق والنذر وما اشبه ذالك اذا كان كاذبا يلزمه المحلوف عليه
خانیہ مع هندیه. (ج2 ص5 زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)
لیکن نکاح کا ٹوٹنا یہ الفاظ کنایہ سے ہے اس لیے اگر مذکورہ جملہ بہ نیت ایقاع طلاق کہا ہے یعنی مطلب یہ تھا کہ اگر جھوٹ بول رہی ہے تو اس پر طلاق ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ (بہار شریعت. ح8 ص23)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جب جب نکاح کروں تب تب طلاق

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ایک مسئلہ در پیش ہے امید کہ جواب شرعی مرحمت فرمائیں گے۔ زید نے قسم کھائی کہ اگر اس نے ایسا فعل (مثلا شراب نوشی) کیا تو جب جب نکاح کرے گا تب تب طلاق واقع ہو جائے گی درج بالا قسم میں جواب طلب امور یہ ہیں

۱) کیا ایسی تعلیق درست ہے؟

۲) اگر تعلیق درست ہے تو اس کے وہ فعل مثلاً شراب نوشی کرنے کے بعد جب جب نکاح کرے گا تب تب طلاق واقع ہوگی یا صرف پہلی بار؟

۳) وہ طلاق کیسی ہوگی مغلظہ یا رجعی یا کوئی اور؟

٤) اور اگر وہ اپنی قسم سے رجوع کرنا چاہیے تو کوئی صورت ہے کہ نہیں؟

٥) اس فعل مثلاً شراب نوشی کرنے کے بعد اس کے لیے کفارہ یمین کے ذریعے قسم کی تعلیق ختم کرنے کی گنجائش ہے کہ نہیں یعنی وہ چاہتا ہے کہ کفارہ ادا کر دے اور بعد نکاح اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہو

٦) یا کوئی ایسی صورت جس سے وقوع طلاق کی نوبت نہ آئے

مذکورہ بالا سوالوں کے جوابات دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ المستفتی: آفتاب

قادری،موتیہاری بہار

الجواب بعون الملک الوھاب: (١) تعلیق درست ہے کہ تعلیق کے صحیح ہونے کی شرط اس میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ شرط فی الحال معدوم ہومگر عادۃً ہوسکتی ہو مزید تفصیل مندرجہ صفحہ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

(بہارشریعت.ح8ص43)

٢۔٣) لفظ جب جب عموم افعال کے لیے آتا ہے اس لیے جب جب نکاح کرے گا تو ہر بار طلاق واقع ہوگی۔ (بہارشریعت ایضا)

اور عورت غیر مدخولہ ہوگی اس لیے ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

(بہارشریعت.ایضاص.18)

٤) اور قسم سے رجوع نہیں ہوسکتا ہے کہ یہ نسخ ہے اور نسخ پر بندہ قدرت نہیں رکھتا۔اصول الشاشی میں ہے: النسخ فیجوز ذالك من صاحب الشرع ولا یجوز ذالك من العباد۔ (اصول الشاشی ص. 73)

بلکہ ایسی قسم کو پورا ہی کرنا چاہیے۔جیسا کہ بہارشریعت میں ہے کہ بعض قسمیں ایسی ہیں کہ انکا پورا کرنا ضروری ہے مثلاً گناہ سے بچنے کی قسم کھائی تو اس صورت میں قسم سچی کرنا ضرور ہے مثلا خدا کی قسم چوری یا زنا نہ کرونگا۔

(بہارشریعت ح9ص.16)

٥۔٦) صورت مسئولہ میں سوائے نکاح فضولی کے طلاق سے بچنے کی کوئی راہ نہیں کیونکہ تعلیق ایسے لفظ سے ہے جو عموم افعال کا فائدہ دیتا ہے جس سے ہر

بار میں طلاق پڑے گی۔ وقوع طلاق سے بچنے کی راہ یہ ہے کہ کوئی شخص زید کو اطلاع دیئے بغیر اپنی طرف سے اسکی شادی کردے اور زید اطلاع پا کر اپنی زبان سے رضامندی کا اظہار نہ کرے بلکہ اپنے عمل کے ذریعہ اسے جائز کر دے مثلا! دوسرے شخص نے زید کی شادی ہندہ سے کردی پھر ہندہ کو زید کے گھر لائے تو زید نے زبان سے کچھ کہے بغیر گھر میں رکھ لیا اور ہندہ سے تعلق ازدواجی قائم کیا یعنی ہندہ کو مہر وغیرہ دیا تو نکاح ہوجائے گا اور طلاق نہیں پڑے گی۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے: اذا قال کل امرة اتزوجها فهی طالق فزوجه فضولی واجاز بالفعل بان ساق المهرونحوه لاتطلق۔ (فتاوی ہندیہ۔ج1ص۔419 زکریا بکڈپو یوپی انڈیا)

درمع شامی میں ہے: حلف لایتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل منه الكتابة لايحنث به يفتى۔

(ج5ص672 زکریا بکڈپو انڈیا) (ایسا ہی فتاوی رضویہ شریف میں بھی ہے جلد پنجم ص805 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

رحم مادر میں بچہ کو مارنا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔علماء کی بارگاہ میں ایک مسئلہ عرض ہے براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔ایک عورت کے رحم میں دو بچے ہیں اور دونوں ایک ہی تھیلی میں ہیں ایک بچے کے پھیپھڑے ختم ہو چکے ہیں اور دل 5% کام کر رہا ہےاور اس کی کمزوری دوسرے بچے پر بھی اثر انداز ہو رہی ہے۔وہ لوگ اس مسئلے کےحل کے لیے انگلینڈ کے کئی ڈاکٹرز کو بھی چیک کروا چکے ہیں۔ ڈاکٹرز کا یہ کہنا ہے کہ جس بچے کا دل ختم ہو رہا ہے اس کو مارنا پڑے گا ورنہ اس کی وجہ سے دوسرا بچہ بھی مر جائے گا۔حمل تقریباً چھ ماہ کا ہے ڈاکٹر اس بچےکو رحم کے اندر ہی ختم کر دیں گے اور وضع حمل تک وہ بچہ رحم میں ہی رہے گا لیکن دوسرے بچے سے اس کا تعلق بالکل ختم ہو جائے گا۔ایسی صورت میں کیا کیا جائے براہ کرم رہنمائی فرمادیں۔سائل: زار۔ پاکستان۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں جبکہ عضو اسکے بن چکے ہیں تو اسکو مارنا جائز نہیں ورنہ اثم القتل لازم آئے گا۔ جیسا کہ علامہ مرغینانی قدس سرہ فرماتے ہیں: لم یجز إسقاطه أی الحبل من الزنا. قال محشیه: لم یجز إسقاطه أی بالمعالجة وهذا إذا استبان خلقه أما إذا كان غیر مستبین الخلق فیجوز۔ (هدایه: ج2ص.311 کتاب النكاح)

اورعلامہ حصکفی قدس سرہ فرماتے ہیں: ویكره أن تسقی لإسقاطِ حملها ۔۔۔وجاز لعذر حیث لا یتصور۔

اسکے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں: قوله جاز لعذر أي يباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام الحمل مضغةً أو علقةً ولم يخلق له عضو، وقدروا تلك المدة بمائة وعشرين يومًا۔

(الدر مع الرد: ج9 ص615 کتاب الحظر .زکریا بکڈ پو)

اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری جلد پنجم کتاب الکراھیۃ میں بھی ہے۔

نیز موت وحیات کا خالق و مالک اللہ تبارک وتعالی ہے۔ لقوله تعالى خلق الموت والحيات۔ (سوره تبارك)

اور موت تو اسکا وقت متعین ہے نہ ایک سیکنڈ آگے نہ پیچھے۔ لقوله تعالى فاذا جاء اجلهم لايستاخرون ساعة ولايستقدمون۔ (سورہ اعراف)

لہذا ایک بچے کو مارنا دوسرے بچے کی زندگی کے لیے جائز نہیں کیونکہ موت تقدیر الہی ہے اگر اس دوسرے بچے کی موت ہوگی تو اس بچے کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور اگر موت نہ ہوگی تو اس دوسرے بچے کے ہونے سے بھی کوئی فرق نہیں،، خلاصہ یہی ہے کہ موت وحیات انسان کی قدرت میں نہیں لہذا اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ کریں اور دعا کرتے رہیں اگر زندگی بخشنی ہوگی تو اسکے لیے کوئی مانع نہیں ورنہ تقدیر کے سامنے ساری تدبیریں فیل ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عقیدہ کی تعریف

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک عقیدہ کی تعریف کیا ہے مع حوالہ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل/ اشہر رضا،سیتامڑھی بہار۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: عقیدہ وہ چیز ہے جس کا اعتقادومدار سنیت اوراس کا انکار بلکہ اس میں تردد گمراہی وضلالت۔ (فتاوی رضویہ.ج12 ص222 مطبع رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

قضاء نماز میں تخفیف کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ قضاء

نمازوں میں قرائت فرض ہے اور وتر کی قضاء میں تکبیر قنوت واجب ہے یا نہیں خلاصہ یہ کہ وقتی نماز میں جو چیز یں فرض ہیں اور جو واجبات ہیں کیا قضاء کو ادا کرنے میں کچھ کمی کر سکتے ہیں مع حوالہ جواب عطا فرمائیں نوازش ہوگی ابھی بتادیں تو بہتر ہوگا میرے لیے ۔سائل: عمران قادری پرتاب گڑھ

الجواب بعون الملک الوھاب: فرائض وواجبات میں تخفیف کا حکم نہیں ہے البتہ جس پر قضاء نمازیں کثرت سے ہوں وہ اسطرح کی تخفیف کرسکتا ہے پہلی تخفیف رکوع وسجود میں تین بار تسبیح کے بجائے ایک ہی بار پڑھ لے اور دوسری تخفیف قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد الھم صلی علی محمد و علی آلہ کہکر سلام پھیر لے اور تیسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین بار سبحان اللہ کہکر رکوع میں چلا جائے اور چوتھی تخفیف یہ کہ دعاء قنوت کی جگہ ایک بار یا تین بار اللھم اغفر لی پڑھ لیا کرے۔

جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلی کی جگہ صرف ایک بار کہے، مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح جب سجدوں

میں پورا پہنچ لے اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کر لے اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے ۔ بہت سے لوگ جو رکوع سجدہ میں آتے جاتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں ایک تخفیف کثرت قضا والوں کے لیے یہ ہو سکتی ہے، دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں مگر وہی خیال یہاں بھی ضرور ہے کہ سید ہے کھڑے ہو کر سبحان اللہ شروع کریں اور سبحان اللہ پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لیے سر جھکائیں، یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں ہے وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں، تیسری تخفیف پہلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللھم صلی علی محمد والہ کہہ کر سلام پھیر دیں چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار رب اغفرلی کہے۔

)فتاوی رضویہ جلد سوم ص643)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مندر میں بکرا چڑھانے کی اجازت دینا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ ایک شخص ہے وہ دعا تعویذ کرتا اس کے پاس اگر کوئی کافر آتا ہے دعا تعویذ کے لیے تو وہ کہتا کہ جاؤ فلاں مندر کے دیوتاؤں پر بکرا اور شراب چڑھا دو تم ٹھیک ہو جاؤ گے ایسے شخص کے بارے میں شرع کا کیا حکم لاگو ہوگا مع حوالہ جواب عطا کریں نوازش ہوگی نسیم احمد مشاہدی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں ایسا شخص کافر ہوگیا اسکے سب اعمال حسنہ بے کار ہو گئے اس لیے کہ مندر میں جانا اور دیوی دیوتاؤں پر بکرا وغیرہ چڑھانا یہ افعال کفریہ سے ہیں اور افعال کفریہ کی اجازت دینا یہ رضا بالکفر ہے اور رضا بالکفر بھی کفر ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے: الرضاء بالکفر کفر۔(عالمگیری ج2 ص257 الباب التاسع فی احکام المرتدین) پس شخص مذکور پر از سر نو توبہ، تجدید ایمان اور اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح فرض ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عقیدت کے ساتھ بت کا چڑھاوا کھانا

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ہندو کا ایک تہوار ہے جو راجستھان

یں منایا جاتا ہے کہ اس یں وہ لوگ باسی کھانے سے ان لوگوں کی دیوی کی پوجا کرتے ہیں اور پھر وہ کھانا تقسیم کیا جاتا ہے ۔۔ اگر کوئی مسلمان اس کھانے کو عقیدت مندی کے ساتھ کھائے اور یہ اعتقاد رکھے کی اس سے شفا ملے گی تو اس مسلمان پر کیا حکم شرع ہے؟ کیا اسے تجدید ایمان و نکاح کروانا ہوگا؟ سائل: ساحل ملک گجرات

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ یں شخص مذکور کافر ہوگیا کیونکہ بت کا چڑھاوا غیر خدا کی عبادت ہے ،اور اس چڑھاوے کو عقیدت مندی کے ساتھ کھانا اور اس سے شفاء کا اعتقاد رکھنا،، اس یں انکے بتوں کی عزت و عظمت ہے جوکہ کفر ہے ۔تنویر الابصار و درمختار میں ہے : لوسلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر۔
اگر کسی نے ذمی کو احتراما سلام کہہ دیا تو یہ کفر ہے کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہوتی ہے۔
(درمختار کتاب الحظر والاباحۃ جلد نہم فصل فی البیع .زکریا)

لوقال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر اگر کسی نے مجوسی کو تعظیما ”یااستاذ“ کہا تو اس سے وہ کافر ہوجائے گا۔ایضا.زکریا بکڈ پو انڈیا

نیز عقیدت مندی کے ساتھ کھانا یہ فعل کفار کی تحسین ہے جوکہ باتفاق مشائخ کفر ہے ۔ جیسا کہ علامہ سید حموی قدس سرہ فرماتے ہیں: من استحسن فعلا من افعال کفار فقد کفر باتفاق المشائخ

(غمز عیون البصائر کتاب السیر الفن الثانی)

لہذا شخص مذکور از سر نو توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مکان گروی پر رکھنا؟

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے عمر کو دو لاکھ روپے دیا جس کے عوض میں عمر نے اسے اپنی ایک عمارت دی یہ کہہ کر کہ میں دو سال بعد آپ کا پیسہ واپس کر دوں گا اور آپ میرا گھر میرے حوالے کر دیں گے. تو جواب طلب بات یہ ہے کہ کیا زید کا اس طریقے پر پیسہ دینا جائز ہے اور عمارت کو قبضے میں کرنا یا نا جائز؟ برائے مہربانی رہنمائی فرمائیں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ آپ کو جزائے خیر سے نوازے آمین۔ سائل سلمان رضا کولکتہ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شریعت مطہرہ میں اسکو رہن کہتے ہیں اور یہ جائز ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: سوال: نوٹ ادھار خریدا اور اطمینان کے لیے پاس زیور رہن رکھا جائز ہے یا نہیں۔ الجواب: جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد دہم ص 299 رضا اکیڈمی ممبئی)

البتہ مرتہن کو رہن سے کسی طرح کا انتفاع جائز نہیں نہ رہ کر نہ کرایہ پر دے کر۔

(ایضاص.300)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

اولیاء کے نام پر جانور ذبح کرنے کی منت

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ زید نے یہ منت مانی کی فلاں کام پورا ہو جائے گا تو غوث اعظم کے نام سے بکرا ذبح کر کے صدقہ کرے گا۔ کیا یہ منت پوری ہونے پر بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا؟ کیا یہ شرعی منت ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوهاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں یہ نذر شرعی نہیں بلکہ عرفی ہے ۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ حدیقہ ندیہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں: اولیائے کرام کی جو نذر مانی جاتی ہے وہ نذر شرعی نہیں بلکہ انکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکا ثواب فلاں ولی کو پہونچا ئینگے اور اسے برائے ادب نذر بولتے ہیں جیسا کہ بادشاہ کو نذر دینا کہتے ہیں۔ (فتاوی امجدیہ جلد اول ص359)

اور جب یہ نذر شرعی نہیں تو اسکا پورا کرنا واجب بھی نہیں البتہ اس

نذر عرفی کا پورا کرنا بہتر ہے۔ ردالمحتار و عالمگیری میں خانیہ سے ہے:
قال ان برئت من مرضی ھذاذبحت شاۃ فبرء لایلزمه
شیٔ۔ (فتاوی عالمگیری. ج2 ص66 ردالمحتار باب النذور) یعنی ناذر نے
کہاکہ اگر میں اپنے اس مرض سے شفاء پاؤں تو ایک بکری ذبح
کرونگا تو پھر وہ شفاء پاگیا تو ایسی صورت میں اس پر کچھ لازم نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم
حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

صرف لاحول پڑھنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ علمائے دین اس مسئلہ کے تعلق سے اصلاح فرمائیں کہ زید کا کہنا ہے کی صرف لا حول ولا قوۃ پڑھنے سے کفر ہوگا لیکن بکر کا کہنا ہے کی کفر نہیں ہوگا۔ سائل معین

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں زید کا کہنا غلط ہے اور بکر کا کہنا صحیح ہے کہ کفر نہیں ہوگا۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: عند الحاجۃ صرف لاحول ولا قوۃ یا لاحول پر اقتصار قبیح ہے کفر سے کوئی علاقہ نہیں کہ اپنے حول وقوت کی نفی کے لیے ہے علی ہذا صرف لاحول کہنا حرج نہیں رکھتا۔

(فتاوی رضویہ جلد ششم ص.116 رضا اکیڈمی ممبئی)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ٹی وی ریچارج کرنے کا شرعی حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ ارباب علم وفن کی بارگاہ سے درج ذیل مسئلے کا جواب مطلوب ہے ڈس ٹی وی ریچارج کرنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور خود اس طرح کا ریچارج کرنے کا عمل عند الشرع کیا حکم رکھتا ہے۔ دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل محمد افضل پچلو بارہ بنکی

الجواب بعون الملک الوهاب: ڈس ٹی وی رچارج کرنا عند الشرع جائز ہے جبکہ اسکی غرض اجرت سے ہو کہ اعمال نیات پر ہیں۔ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: نفس اجرت کہ کسی فعل حرام کے مقابل نہ ہو حرام نہیں یہی معنی ہیں اس قول حنفیہ کے کہ یطیب الاجر وان کان السبب حراما کما فی الاشباہ وغیرہا۔

(فتاوی رضویہ۔ج 8 ص. 166 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اور حاشیہ ابن عابدین شامی میں ہے: الاجر یطیب وان کان السبب

حراما کما فی المنیۃ۔ یعنی اجرت حلال ہے اگر چہ سبب حرام جیسا کہ منیہ میں ہے۔ (فتاوی شامی.ج9ص.62 مطبع زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)

واللّٰہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

نقلی بال لگانے کا شرعی حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالی و برکاتہ علمائے حلقہ کی نذر چند سوالات عرض ہیں

بال نہ آئے تو لگائے جانے والے نقلی بال (wig) کا شرعی حکم کیا..؟

ویسے ہی Hair Remova l اور بالوں پر جو اسپرے مارا جاتا ہے بالوں کو رنگین کیا جاتا ہے اسکا کیا حکم ہے۔ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل عبید انصاری ذیشان بھیونڈی مہاراشٹرا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: آدمی اور خنزیر کے علاوہ کا نقلی بال لگانا جائز ہے جبکہ دھوکہ نہ ہو اور وہ متمیز ہو یعنی قدرتی بالوں کے مشابہ نہ ہو۔ ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی فرماتے ہیں: لوسقط سنه یکرہ ان یاخذسن میت فیشدھامکان الاولی بالاجماع، ولکن یاخذسن شاۃ ذکیۃ فیشدھا مکانھا۔

(بدائع الصنائع. ج5 ص198 کتاب الاستحسان، پور بندر گجرات)

عالمگیری میں ہے: ولاباس بالتداوی بالعظم اذاکان عظم شاۃ اوبقرۃ اوبعیراوفرس اوغیرہ من الدواب الا عظم الخنزیروالآدمی، اذاکان الحیوان ذکیایجوزالانتفاع به جمیع انواع الانتفاعات رطباکان اویابساواما اذاکان الحیوان میتا فانمایجوزالانتفاع بعظمه اذاکان یابسا۔

(فتاوی عالمگیری. ج5 ص354 مطبوعہ زکریا بکڈ پو یو پی انڈیا)

اگراسپرے میں رنگ سیاہ نہیں ہے اوراس رنگ میں کوئی حرام یاناپاک چیزنہیں ملی ہےتواس سے بالوں کورنگین کرناجائز ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے: عن الامام ان الخضاب حسن لکن بالحناءوالکتم والوسمة۔ (المرجع السابق ص359)

درمختارمیں ہے: یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیته ولوفی غیرالحرب فی الاصح، ویکرہ بالسواد۔

(درمختارمع شامی. ج9 ص604 مطبوعہ زکریا بکڈ پو انڈیا)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف

سوال: عبداللہ، عبدالرحمن، عبدالرزاق، عبدالقدوس۔۔عبد کی اضافت اللہ کی ذات کی طرف کرنا عین عبدیت کا اظہار ہے۔لیکن کیا عبدالرسول، عبدالنبی، عبدمحمد صلی اللہ علیہ وسلم، عبدآدم علیہ السّلام کہنا درست ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔غیر اللہ کی طرف عبد کی اضافت جائز و درست ہے۔اس لیے کہ قرآن مجید میں عبد، کی اضافت غیراللہ کی طرف ہے۔ارشاد ربانی ہے :قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسکم لا تقنطوا من رحمة الله " اے محبوب آپ فرمادیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پرظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وإماءکم۔ اور نکاح کرو اپنوں میں ان کا جو بےنکاح ہوں۔اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔

احادیث مبارکہ میں بھی عبد کی اضافت غیراللہ کی طرف ہے : ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال من كاتب عبده على مأة اوقيةفاداها. الحديث(مشكوة المصابيح ص۲۹۵ كتاب العتق باب اعتاق العبد المشترك الخ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اپنے غلام سے سو اوقیہ پر بدل کتابت کیا۔

اس حدیثِ میں عبد کی اضافت غیر اللہ (انسان) کی طرف ہے
اسی اضافت کے معنی میں ان احادیث میں بھی عبد کا استعمال ہوا ہے۔
من اعتق شرکالہ فی عبد و کان لہ مال یبلغ ثمن العبد قوم العبد علیہ.... متفق علیہ۔ (حوالہ سابق ص ۲۹۴)
من اعتق شقصا فی عبد اعتق کلہ. (حوالہ سابق)
امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضي اللہ عنہ نے زمام خلافت سنبھالنے کے بعد جو تاریخی خطبہ دیا تھا اس میں خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد اور خادم کہا۔
ملاحظہ ہو ان کے الفاظ: انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کنت عبدہ وخادمہ۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۷٤)
کتب فقہ میں عبد کی غیر اللہ کی جانب اضافت کی مثالیں کتاب النکاح، کتاب العتاق وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

منبر کے کس زینہ سے خطبہ دیا جائے

سوال: احباب اس مسئلہ کا جواب عطا فرمائیں۔ جمعہ میں امام

منبر کے کس زینہ پر کھڑا ہو؟ وجہ بھی بتا دیں۔سائل: (مولینا) ناصر رضا امجدی ناسک

الجواب بعون الملک الوهاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جانب بالا سے جو پہلی سیڑھی ہو اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مسنون وافضل ہے اور وجہ یہ ہے کہ سب حاضرین خطیب کو دیکھیں اور اسکی آواز سنیں۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے، صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دوسرے پر پڑھا، فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے تیسرے پر، جب زمانہ ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا پھر اول پر خطبہ فرمایا سبب پوچھا گیا، فرمایا اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر یہ وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں۔لہذا وہاں پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں اصل سنت اول درجہ پر قیام ہے۔

ومافعله الصديق فكان تأدبامنه مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ومافعل الفاروق فكان تأدبامع الصديق رضی الله تعالى عنهما یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ادب کی بنا پر ایسا کیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ادب کی خاطر۔

بلندی منبر سے اصل مقصد یہ ہے کہ سب حاضرین خطیب کو دیکھیں اور اس کی آواز سنیں۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم ص.700 رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

وقف کی آمدنی اور چندہ کے احکام

سوال: السلام علیکم۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ مسجد میں جمعہ کے دن جھولی سے جو آمدنی ہوتی ہے اس سے امام کی تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ امام ومؤذن کی تنخواہ کے نام پر ماہانہ فی گھر چندہ الگ سے لیا جاتا ہو؟ عیدگاہ و قبرستان کا پیسہ مسجد کی تعمیر یا امام ومؤذن کی تنخواہ یا مسجد کے دیگر اخراجات میں شامل کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور مسجد کی تعمیر کے نام پر لیا گیا پیسہ مسجد کے دیگر اخراجات مثلاً امام ومؤذن کی تنخواہ پانی وبجلی کے لیے خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور رمضان المبارک میں امام تراویح کے نذرانہ کے نام پر لیا گیا چندہ مساجد و عیدگاہ یا دیگر کاموں میں خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ ان مذکورہ جگہوں کے نام پر چندہ وصول کر ان جگہوں پر خرچ نہ کریں یا کچھ خرچ کرکے بقیہ کہیں اور خرچ کردیں ان کے لیے شریعت کا کیا کوئی حکم نافذ ہوگا یا

نہیں؟ بالتفصیل مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: اشفاق احمد نظامی

الجواب بعون الملک الوھاب: (1) امام ومؤذن کی تنخواہ اگر اتنی نہیں ہو پاتی جوکہ واجبی طور پر ہونی چاہیے تو مسجد کی رقم سے واجبی مقدار میں دینا جائز ہے اگر متولی مسجد کی رقم سے مقدار واجب سے زیادہ دے گا تو تاوان دینا پڑے گا ہاں اپنی طرف سے دینے میں حرج نہیں۔

جیسا کہ امام ابن ہمام قدس سرہ فرماتے ہیں: للمتولی ان یستاجر من یخدم المسجد بکنسه ونحوذالك باجرة مثله فان کان اکثر فالاجارة له وعلیه الدفع من مال نفسه ویضمن لودفع من مال الوقف۔ (فتح القدیر. ج5ص. 450)

(2) عیدگاہ اور قبرستان کا پیسہ مسجد وغیرہ میں صرف کرنا جائز نہیں۔

تنویر مع در میں ہے: ان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین اورجل مسجدا ومدرسة ووقف علیهما اوقافا (لا) یجوزله ذالك ای الصرف المذکور۔

(درمختار مع شامی. ج6ص. 551 زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)

یعنی اگر دو آدمیوں نے الگ الگ مسجد بنائی یا ایک آدمی نے مسجد اور مدرسہ بنایا تو ان میں سے ایک کی آمدنی دوسرے میں صرف کرنا جائز نہیں۔

(3۔4) خاص تعمیر مسجد کے نام پر جو چندہ لیا گیا اسکو دوسرے امور مثلاً امام ومؤذن کی تنخواہ میں صرف نہیں کرسکتے۔ اسی طرح جو پیسہ امام وموذن کے

نام پرلیا گیا اسکو اسی میں صرف کرنا جائز اسکے غیر میں جائز نہیں البتہ چندہ دہندگان کی اجازت سے دوسرے امور خیر میں صرف کرسکتے ہیں۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: چندے جس خاص غرض کے لیے کئے گئے ہیں اسکے غیر میں صرف نہیں کئے جاسکتے اگر وہ غرض پوری ہو چکی ہو تو جس نے دئے ہیں اسکو واپس کئے جائیں یا اسکی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں بغیر اجازت خرچ کرنا ناجائز ہے۔

(فتاوی امجدیہ جلد سوم ص 39)

لہذا جو اسکے خلاف کریں گے وہ فعل ناجائز کے مرتکب ہونگے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کفار کے ھاتھ مردار کی بیع

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ مفتی صاحب قبلہ کی بارگاہ میں سوال یہ ہے کے ایک بھائی ہیں جنہوں نے پولٹی فارم کی دکان کر رکھی ہے کچھ مرغے مر جاتے ہیں اگر کوئی غیر مسلم اسے خریدے اور یہ کہے کہ اس مرغے کو کاٹ کر مجھے دے دو تو کیا اس مردار پر چاقو چلانا جائز ہے یا نہیں۔ صرف غیر مسلم کو مراد ہے کیا اس مردار کی قیمت لے سکتے ہیں یا نہیں لے سکتے۔ اس مسئلہ کا جو بھی حکم

ہے مفتی صاحب وضاحت فرمائیں کرم ہوگا۔ جزاک اللہ خیرا۔ سائل محمد حسن رضا علیمی

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اس مردار مرغے کو غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے جبکہ اس میں دھوکہ نہ ہو۔ حاشیہ ابن عابدین شامی قدس سرہ میں ہے: انما اخذ المباح علی وجه عری عن الغدر فیکون ذالك طیبا له، حتی لو باعهم درهما بدرهمین اوباعهم میتة بدراهم اواخذ مالا منهم بطریق القمار فذالك کله طیب له اه ملخصا۔
(ردالمحتار۔ج 7ص 423 مطبع زکریا بکڈ پو یو پی انڈیا)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عقد فاسد کے ذریعہ سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لے مفید ہو مثلا ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپے خریدے یا اسکے ہاتھ مردار کو بیچ ڈالا کہ اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔

(بہار شریعت حصہ یازدہم ص.153 سود کا بیان)

لہذا اسکا کاٹنا اور کفار کے ہاتھ بیچنا جائز ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

زندہ جانور کی چربی کا حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ زندہ حلال جانور کی دم میں سے آپریشن کے ذریعے چربی نکالی جاتی ہے۔ کیا یہ چربی پاک ہے اور کیا اسے کھانا جائز ہے؟ اور اس سے بنی ہوئی چیزیں استعمال کرنا کیسا؟ ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں وہ چربی مثل مردہ اور ناپاک ہے اسکا کھانا حرام ہے۔ تنویر الابصار میں ہے: العضو المنفصل من الحی کمیتتہ۔ (تنویر الابصار مع الدر والرد ج 9 ص 450 زکریا بک ڈپو انڈیا) اور امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو عضو مچھلی اور ٹڈی کے سوا کسی زندہ جانور سے جدا کر لیا جائے، مردہ ہے اور کھانا اس کا حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص 327 رضا اکیڈمی ممبئی) (بہار شریعت حصہ 15 ص 127)

اور اگر یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ فلاں شئ میں زندہ جانور یا مردہ جانور کی چربی ملی ہے تو اسکا بھی استعمال جائز نہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: اصل اشیاء میں طہارت وحلت ہے جب تک تحقیق نہ ہو کہ اس

میں ناپاک یا حرام چیز ملی ہے محض شبہ پر نجس و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔
(فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول ص 79 رضا اکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کب جھوٹ بولنا جائز ہے

سوال: کیا مسلم کے صلح کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ سائل: **محمد ہاشم** رضا علیمی

الجواب بعون الملک الوہاب: صورت مسئولہ میں اگر جھوٹ بولنے کے علاوہ کوئی راہ نہیں اور معلوم ہے کہ جھوٹ بولنے سے دونوں مسلم بھائیوں کے درمیان صلح ہو جائے گی تو ایسی صورت میں جھوٹ بولنا مباح ہے۔ جیسا کہ علامہ علاؤالدین الحصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
الکذب مباح لاحیاء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعريض لان عين الكذب حرام قال وهو الحق قال تعالى "قتل الخراصون" الكل عن المجتبى وفى الوهبانية قال وللصلح جازالكذب اودفع ظالم واهل لترضى والقتال ليظفروا۔ جھوٹ حرام ہے اور یہی حق ہے البتہ اپنے حق کے اظہار

اوراحیاء کے لیے یااپنی ذات کو ظلم ونقصان سے بچانے کے لیے جھوٹ سے کام لینا مباح ہے بشرطیکہ جھوٹ بصورت تعریض یعنی اشارہ کنایہ یاذومعانی الفاظ میں ہو اس لیےکہ صریح جھوٹ حرام ہے ۔ اللہ تعالی کاارشاد ہےمارے جائیں اٹکل پچو سے کام لینےوالے ۔ یہ سب ''المجتبی'' سے منقول ہے،اوروہبانیہ میں فرمایا: صلح یادفع ظلم کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے بیوی کی رضاجوئی کے لیےاور جنگ میں حوصلہ افزائی کے لیے بھی جھوٹ بولنا مباح ہے ۔(درمختارکتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع جلدنہم مطبع زکریا بکڈپو یوپی انڈیا)وھکذافی الفتاوی الرضویہ من الجزءالتاسع،مطبع رضااکیدمی۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

میان خطبہ تعوذپڑھنا

سوال: اشکال یہ ہےکہ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہےکہ تعوذ خطبہ سے پہلے جبکہ خطبات رضویہ میں تعوذ خطبہ میں ہی لکھا ہے۔ایسا کیوں کیا گیا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: سنن خطبہ سے ہے کہ تعوذ قبل الخطبہ آہستہ پڑھنا۔عالمگیری میں ہے التعوذفی نفسہ قبل الخطبۃ۔ (ج1ص. 146زکریابکڈپوانڈیا) اور درمع شامی میں ہے

:ویبدأ)ای قبل الخطبۃالاولی بالتعوذسرا)۔(درمع شامی.ج3ص21زکریا)

لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اثناءخطبہ تعوذ نہیں پڑھنا چاہیے اور خطبات رضویہ میں اثناءخطبہ تعوذ اس لیے ہے کہ اسکے بعد آیت قرآنی "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ" ہے اور خطبہ میں آیت قرآنی سے پہلے تعوذ پڑھنا چاہیے ۔ جیساکہ حاشیہ ابن عابدین میں ہے : وقال فی الامدادوفی المحیط:یقرأفی الخطبۃ سورۃمن القرآن اوآیۃ، فالاخبارقدتوارت... ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأالقرآن فی خطبتہ،،، لاتخلوعن سورۃ اوآیۃ، ثم قال :واذاقرأسورۃ تامۃ یتعوذثم یسمی قبلھا،وان قرأآیۃ قیل یتعوذثم یسمی ۔واکثرھم قالوا:یتعوذولایسمی۔ (شامی ج1ص.21زکریا)

اورامام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: خطبہ میں آیہ قرآنی سے پہلے اعوذ پڑھنا چاہیے اوراگروہ آیت ابتدائے سورہ ہے تو بسم اللہ شریف بھی.فقیر کا ہمیشہ اسی پر عمل ہے ۔(فتاوی رضویہ جلدسوم ص 746 رضااکیڈمی ممبئی)

والله اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عورت کا گاڑی چلانا ڈرائیونگ کرنا کیسا

سوال: ایک سوال ہے کیا عورت گاڑی چلا سکتی، ڈرائیونگ کر سکتی ہے یا نہیں کرنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔:

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عورتوں کا گاڑی چلانا یا ڈرائیونگ کرنا منع وناجائز ہے خواہ وہ کار ہو یا موٹر سائیکل ہو یا اسکوٹی ہو اس لیے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے کیونکہ گاڑی چلانا اصل وضع میں مردوں کا فعل ہے جیسا کہ زین پر سوار ہونا یا چڑھنا عورتوں کا فعل نہیں بلکہ مردوں کا کام ہے۔علامہ علاؤ الدین الحصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لاتركب مسلمة على سرج للحديث یعنی مسلمہ عورت زین پر سوار نہ ہو حدیث کی وجہ سے۔اسی کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:(للحديث) وهو "لعن الله الفروج على السروج " ذخيرة.لكن نقل المدنى عن ابى الطيب أنه لا أصل له اه يعنى: بهذا اللفظ وإلا فمعناه ثابت ففى البخارى وغيره:" لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال"

وللطبرانی : أن امرأة مرت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم متقلدة قوسا، فقال: لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهین من الرجال بالنساء " اه یعنی اللہ کی لعنت ہے زین پر سوار ہونے یا چڑھنے والی عورتوں پر ذخیرہ میں ہے۔ لیکن مدنی نے ابوطیب سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اھ یعنی اس لفظ سے حدیث ثابت نہیں لیکن اسکا معنی ثابت ہے جیسا کہ بخاری وغیرہ میں ہے۔ یعنی اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اوران عورتوں پر جو مردوں کی

اور طبرانی کی روایت میں ہے ایک عورت کمان لٹکائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر۔

(فتاوی شامی ج9ص606 مطبع زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)

اور امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

امام احمد بسند صحیح ایک تابعی ہذیلی سے راوی میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما کی خدمت میں حاضر تھا ایک عورت کمان لٹکائے مردانی چال چلتی سامنے سے گزری عبداللہ نے پوچھا یہ کون ہے کہا ام سعید دختر ابو جہل ۔فرمایا میں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمارے گروہ سے

نہیں وہ عورت کہ مردوں سے تشبہ کرے اور نہ وہ مرد کہ عورتوں سے
ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک مردانہ جوتا پہنتی ہے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے.
(ابوداؤد) (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول قدیم ص. 134_133)
اور اگر دینی یا دنیوی ضرورت ہوتو اس شرط سے گاڑی چلانے کی اجازت ہے
کہ وہ باپردہ ہو اور شوہر یا کسی محرم کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ولو
حاجة غزواوحج اومقصد دینی او دنیوی لابدلها منه فلا
باس۔
حدیث کے تحت شامی میں ہے : ای بشرط ان تکون متسترة وان
تکون مع زوج اومحرم۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دارالعلوم
حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

کافر کا پکایا ہوا گوشت کھانا کیسا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و
مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ کافر کی گوشت کی دکان ہے اور وہ جانور (مرغہ بکرا
وغیرہ) ذبح مسلم سے کراتا ہے تو کیا مسلمانوں کو اسکے یہاں کا گوشت خرید کر

کھانا جائز ہے؟ کسی کافر سے گوشت پکوا کر کھانا جائز ہے؟ یا کافر نے گوشت کی خبر دی کہ فلاں جگہ دکان لگی ہے تو کیا اب مسلمان اس دکان سے گوشت خرید سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہو گی۔خاکسار محمد مجاہد رضا وارثی مرادآبادی

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسلمانوں کو کفار کی پکائی ہوئی چیز سے احتراز کرنی چاہیے اور خرید و فروخت مسلمان ہی سے کرنا چاہیے تاکہ انکی تجارت فروغ پائے رہا گوشت تو اگر تھوڑی دیر کے لیے بھی نظر مسلم سے اوجھل ہوا تو مسلمان کے لیے کھانا اور انکے یہاں کا گوشت خریدنا جائز نہیں۔ جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں: حتی الوسع مسلم کو انکی پکائی ہوئی چیز سے احتراز کرنا چاہیے ہاں گوشت جس کو انھوں نے پکایا اور نظر مسلم سے وہ غائب ہو گیا تو اسکا کھانا حرام ہے اگرچہ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ گوشت مسلم کا ذبیحہ ہے اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے اقتصادیات کمزور ہو چکے ہیں اور مشرکین ہر چیز کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتے ہیں مسلمانوں کو اسکا لحاظ رکھنے کی سخت ضرورت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی ہی سے خرید و فروخت کریں تاکہ مسلمانوں ہی کی تجارت فروغ پائے اور کفار کے دست نگر نہ بنیں۔(فتاوی امجدیہ ج4 ص292)اور ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد نہم قدیم میں بھی ہے۔

رہا کافر کا یہ کہنا کہ فلاں جگہ گوشت کی دکان لگی ہے تو اگر وہ دکان سنی صحیح العقیدہ

مسلمان کی ہے اورسنی صحیح العقیدہ مسلمان نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا ہے تو اسکا خریدنا اور کھانا حلال ہے۔کذافی کتب الفقہ

تنبیہ: وہابیہ دیابنہ (خذلھم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ) کا بھی حکم حکمِ کفار ہے کہ یہ اپنے عقائد کفریہ کے باعث کفار سے بھی بدتر ہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد ششم قدیم)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

ایک لڑکا چار لڑکی، اور بھائی بہن میں میراث کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں ہندہ کے 5 بالغ بچے ہیں۔ 1 لڑکا اور 4 لڑکیاں۔ہندہ کا شوہر بہت پہلے ہی انتقال کر چکا ہے۔اوراب ہندہ بھی انتقال کرگئی ہے۔دریافت طلب امر یہ ہے کے۔ہندہ کا ایک مکان ہے جس کی قیمت 3000000 ہے اوراس مکان کا 1 سال کا کرایا بھی موجود ہے جو کے 240000 ہے۔اب اس پیسے کی تقسیم بچوں کے درمیان کتنی کتنی ہوگی؟ ہندہ کا 1 بھائی اور 1 بہن بھی حیات ہے۔کیاان میں بھی رقم تقسیم ہوگی؟ مزید یہ کے ہندہ کو یہ مکان اس

کے شوہر نے اپنی حیات میں تحفہ دیا تھا۔ تو کیا حکم تبدیل ہوگا۔ رہنمائی فرمائیں سائل: محمد آصف قاسم نثار رضا قادری مقام: پاکستان کراچی

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں مجموعہ رقم 32 لاکھ چالیس ہزار ہوئے جن کو چھ حصوں میں منقسم کرکے دو حصہ لڑکے کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو ملے گا۔ قال اللہ تعالی:

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔

(سورہ نساء ابتدائی آیت. پ4) اور اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولادوں کے بارے میں کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔

پس زید کو مجموعہ رقم سے 10 لاکھ اسی ہزار اور ہر لڑکی کو 5 لاکھ چالیس ہزار ملے گا۔ الاقرب فالاقرب کی وجہ سے ہندہ کے بھائی بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے۔ اقرب العصبات الابن ثم ابن الابن وان سفل، ملخصا،، واذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فیکون للابن مثل حظ الانثیین کذا فی التبیین۔ (عالمگیری ج6 ص448)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

ایجینٹ کا ماتحت سے رقم لینا

سوال: ایک کمپنی ہے جس نے زید کو کمپنی جوائنٹ کیلیئے ورکرس (عامل) لانے کی ذمہ داری سونپی ہے جسے فی کس ۲۰۰۰ کمپنی ادا کرتی ہے پھر وہ زید کچھ لوگوں کو اس میں ورکرس لانے کے لیے اپنے تئیں تیار کرتا ہے جو لوگ ان ورکرس سے یہ طے کرتے ہیں کہ انٹرویو میں اگر کامیاب ہو گئے اور نوکری لگ گئی تو آپ کو محض پہلی تنخواہ سے اگر ۱۵ ہزار ہو تو ۵۰۰ اور ۳۰ ہو تو ۱۰۰۰ ایسے ۴۰ ہزار ہو تو ۲۰۰۰ دینی ہوگی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس زید کا کمپنی سے فی کس ۲۰۰۰ اور دیگر ماتحت کا پہلی تنخواہ سے اس طرح روپے لینا از روئے شرع کیسا ہے؟ قرآن و حدیث و فقہ حنفیہ کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔ سائل: (بانئی حلقہ علامہ شفیع ساحل شکروی گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں زید کا کمپنی سے اجرت لینا جائز ہے کہ یہ فی الواقع اسکے کام کی اجرت ہے۔ البتہ اجرت کام ہی کے مطابق لینا ہے زائد نہیں۔ جیسا کہ شامی میں ہے: فی الدلال والسمسار یجب اجر المثل۔ (شامی ج 9 ص 87 زکریا بکڈ پو) فتاوی رضویہ ج 8 ص 147

اور زید کا ماتحت سے متعینہ رقم بلا عوض لینے کی دو صورت ہے:

(1)مسلمان (2) کفار

پس اول یعنی مسلمان سے مذکورہ رقم لینا جائز نہیں کہ یہ مثل رشوت ہے کیونکہ زید نے جو محنت کی ہے وہ کمپنی کی طرف کی ہے اور حق محنت کمپنی دے رہی ہے لہذا ماتحت سے رقم لینے کا وہ مستحق نہیں ۔حاشیہ ابن عابدین شامی میں ہے:

استعمل النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رجلا علی الصدقۃ فلما قدم قال ھذا لکم وھذالی قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ھلاجلس فی بیت ابیہ او بیت امہ فینظر ایھدی لہ ام لا]قال عمربن عبدالعزیز:کانت الھدیۃ علی عھدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیۃ والیوم رشوۃ. (ذکرہ البخاری). وتعلیل النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دلیل علی تحریم الھدیۃ التی سببھا الولایۃ(فتح)، قال فی النھر الظاھر ان المرادبالعمل ولایۃ ناشئۃ عن الامام اونائبہ کالساعی والعاشراہ قلت ومثلھم مشائخ القری والحرف وغیرھم ممن لہ قھروتسلط علی من دونھم فانہ یھدی الیھم خوفامن شرھم اولیرجو عندھم ۔ (ردالمحتار.ج8ص49۔48 مطبوعہ زکریا بکڈ پو انڈیا)

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو صدقہ پر عامل بنایا تو جب وہ واپس آیا تو اس نے صدقات پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ یہ مال آپ

کے بیت المال کا ہے اور یہ میرا ہے، تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا یہ اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھ کر کیوں نہیں دیکھتا کہ اس کو ہدیہ ملتا ہے یا نہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں زمانہ رسالت میں یہ ہدیہ تھا اور آج رشوت۔اسکو امام بخاری نے ذکر کیا ہے .تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بیان کردہ وجہ ایسے ہدیہ کی حرمت کی دلیل جو کسی عہدہ کی بنا پر ملے،(فتح)۔

اور نہر میں فرمایا: ظاہر ہے کہ ولایت وعہدہ سے مراد یہ ہے کہ وہ امام یا نائب امام کی طرف سے سونپا گیا ہو جیسا کہ زکوۃ یا عشر وصول کرنے والا، اھ۔میں کہتا ہوں اسی طرح دیہاتوں اور حرفتوں کے نگران وغیرہ جن کو اپنے ماتحتوں پر تسلط اور غلبہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے شر کا خوف یا ان سے طمع ہوتا ہے (وھکذا فی الفتاوی الرضویہ من الجزء الثامن علی 14القدیم)۔

اور ثانی یعنی کفار سے لینا جائز ہے کیونکہ انکا مال مباح ہے جبکہ غدر وفریب نہ ہو۔جیسا کہ ہدایہ وفتح القدیر وغیرہما میں ہے: لان مالھم غیر معصوم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا مالم یکن غدرا۔ کیونکہ ان کا مال معصوم نہیں، اسے مسلمان جس طریقہ سے بھی حاصل کرلے وہ مال مباح ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ دھوکہ نہ ہو۔(فتح القدیر.ج5ص.254باب استیلاء الکفار) درمع شامی ج6ص268 کتاب الجہاد.زکریا

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم

واعظ کے شرائط اور عالم کہلانے کا حقدار کون

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید محض دین کی اردو کتابوں سے بہت ساری معلومات دینیہ رکھتا ہے علوم عربیہ سے بالکل ناواقف ہے عوام پر اپنے آپ کو علامہ مولانا یعنی عالم ظاہر کرتا ہے باقاعدہ دین کی تعلیم کسی عالم سے حاصل نہیں کی منبر پر بیٹھکر ایسے آدمی کا تقریر کرنا کیسا ایسے آدمی کو عالم کہنا اور وعظ ونصیحت کے لیے بلانا اور اسے نذرانے دینا شرعاً کیسا ہے اور اگر اسکو علم حاصل کرنے کا کہا جائے تو کہتا ہے مجھے فلاں مزار والے نے پڑھایا ہے حالانکہ قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر اور حدیث پاک نہیں جانتا وعظ ونصیحت کرنے کیلیے کتنا علم ضروری ہے۔

کونسا شخص اپنے آپ کو عالم یا مولانا کہلوا سکتا ہے وہ کونسی شرائط ہیں کہ آدمی کو انکی وجہ سے آدمی کو عالم کہا جاسکے۔ مدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ اجر پائیں

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔(1) واعظ کے لیے چار شرائط ہیں: مسلمان ہو، سنی ہو، عالم دین ہو، فاسق معلن نہ ہو۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے

ہیں: واعظ کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو، یعنی دیوبندی وہابی غیر مقلد نہ ہو کہ انکا وعظ سننا حرام اور دانستہ انھیں واعظ بنانا کفر (ملخصا)

دوسری شرط یہ ہے سنی ہونا غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگر چہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے، حدیث میں ہے۔ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام۔

تیسری شرط عالم دین ہونا ہے ۔ اتخذ الناس روسا جھالا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلو۔

چوتھی شرط فاسق نہ ہونا تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے۔لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا۔

(فتاوی رضویہ۔ج12 ص211 غیر مترجم رضا اکیڈمی ممبئی)

اور باقاعدہ تعلیم پانا بھی ضرور ہے ۔جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: سند حاصل کرنا تو کچھ ضرور نہیں ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر اور جس نے بے قاعدہ تعلیم پائی وہ جاہل محض سے بدتر نیم ملاخطرہ ایمان ہوگا۔(فتاوی رضویہ۔ ج9 ص308 نصف آخر۔رضا اکیڈمی ممبئی) مذکورہ عبارات سے ظاہر ہے کہ جب اس نے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی تو وہ جاہل محض ہے ایسی صورت میں اسکا وعظ کہنا اور اسکا وعظ سننا جائز نہیں اور ایسی وعظ پر نذرانہ دینا بھی جائز نہیں۔

کما قال اللہ تعالی ولا تعاونو علی الاثم والعدوان۔۔

لیکن اگر وہ کسی ذمہ دار عالم کی تصنیف پڑھ کر سناتا ہے یا زبانی مضمون صحیح صحیح بیان کر دیتا ہے تو اسکا وعظ کہنا اور سننا اور نذرانہ دینا جائز ہے ۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ ایک جاہل کے وعظ کے متعلق فرماتے ہیں: منبر مسند نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جاہل اردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ فاسق مثلاً داڑھی منڈا وغیرہ نہ ہو کہ اس وقت وہ جاہل سفیر محض ہے اور حقیقۃ وعظ اس عالم کا ہے جس کی کتاب پڑھی جائے اور اگر ایسا نہیں بلکہ جاہل ہے خود کچھ بیان کرنے بیٹھے تو اسے وعظ کہنا حرام ہے اور اسکا وعظ سننا حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اسے منبر سے اتار دیں کہ اس میں منکر نہی ہے اور نہی منکر واجب (ایضاص.306)

(2۔3) امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

وہ علوم جو آدمی کو اسکے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃ جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط خواہ وساطۃ مثلاً نحو وصرف ومعانی وبیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن وحدیث کے لیے وسیلہ ہیں، علماء وارث انبیاء کے ہیں انبیاء نے درم دینار ترکہ میں نہ چھوڑے علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔

(اخرج ابوداؤد والترمذی)

بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال

ہے جو انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تو بے شک محمود اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق اور اسکے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق ورنہ مذموم و بد ہے جیسے فلسفہ و نجوم الخ۔

(ایضا ص 17۔ 26 نصف اول)

اور الملفوظ شریف میں ہے: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی مدد کے۔ (الملفوظ حصہ اول ص 6) پس جو اسکا جامع ہے وہ شخص عالم و مولوی کہلانے کا مستحق ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

وہابی سے چندہ لینا کیسا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد سلام گزارش ہے کہ اگر سنی مسجد کے انتظامیہ کمیٹی اگر وہابی سے اتوار کا چندہ لیتے ہیں یا جمعہ میں پیٹی گھومتی ہے تو جمعہ میں بھی وہابی رہتا ہے تو کیا وہابی سے چندہ لینا درست ہے اور پہلے جو چندہ لے لیا ہے اسکا کیا حکم ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں پوسٹ کے ذریعہ جواب عنایت فرمائیں۔ منقول

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بناء پر کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں لہذا ان سے مدد دینی، لینا منع ہے حدیث شریف میں ہے: انالا نستعین بمشرك۔ (ابن ماجه باب استعانة)
نیز ان سے چندہ لینے میں بہت سے فساد ہیں مثلاً ان سے میل جول سلام وکلام نشت و برخاست وغیرہ اور یہ سب ناجائز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ (مسلم شریف ج1 ص.10) اور جو پیسہ لے لیا ہے اس سے مسجد پر کوئی اثر نہیں لیکن آئندہ لینے سے احتراز کریں۔ تنبیہ: ہر صاحب قدرت سنی صحیح العقیدہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہابی، دیوبندی وغیرہ بدمذہب کو مسجد میں نہ آنے دیں باوجود قدرت منع نہ کریں گے تو گنہگار ہونگے اور بدمذہب اگر صف میں داخل ہے تو قطع صف ہوگی جس سے نماز ناقص ہوگی۔ درمختار میں ہے: **یمنع منه کل موذ** یعنی مسجد سے ہر ایذا دینے والے کو روکا جائے گا اور جو زبان سے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اس سے بڑا موذی کون ہوگا۔
فتاوی رضویہ شریف جلد سوم کتاب الصلاۃ رضا اکیڈمی ممبئی

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بغیر احرام میقات سے گذرنا

سوال: ایک شخص بغیر احرام کے میقات سے گزر کر مکہ میں آگیا۔تو ظاہر ہے کہ اس پر دم لازم ہوگا۔اس شخص نے دم تو دے دیا ہے لیکن کیا اس پر اب اپنے روم سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا واجب ہوگا یا عمرہ نہ کرے تو چلے گا؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں ایسے شخص پر حج یا عمرہ واجب ہوگیا اگر چہ وہ مکہ معظمہ حج یا عمرہ کے ارادہ سے نہ گیا ہو اب اگر وہیں سے احرام باندھ لیا میقات نہ گیا تو دم واجب اور میقات واپس جا کر احرام باندھا تو دم ساقط ہوگیا۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میقات کے باہر سے جو شخص آیا اور بغیر احرام مکہ معظمہ کو گیا تو اگر چہ نہ حج کا ارادہ ہو، نہ عمرہ کا مگر حج یا عمرہ واجب ہوگیا پھر اگر میقات کو واپس نہ گیا، یہیں احرام باندھ لیا تو دَم واجب ہے اور میقات کو واپس جا کر احرام باندھ کر آیا تو دَم ساقط اور مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے جو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہوا تھا اس کا احرام باندھا اور ادا کیا تو بری الذمہ ہوگیا۔ یوہیں اگر حجۃ الاسلام یا نفل یا منّت کا عمرہ یا حج جو اُس پر تھا، اُس کا احرام باندھا اور اُسی سال ادا کیا جب بھی بری الذّمہ ہوگیا اور اگر اس سال ادا نہ کیا تو اس سے بری الذّمہ نہ ہوا، جو مکہ میں جانے سے واجب ہوا تھا۔ (بہار شریعت حصہ

6ص 146) ایساہی فتاوی عالمگیری جلداول ص 253زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

جدید مسعی میں سعی کا حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جدید مسعیٰ میں سعی کرنے کے بارے میں علمائے اہل سنت کی کیا تحقیق ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اس بارے میں علمائے اہل سنت و جماعت کی تحقیق یہ ہے کہ جدید مسعی بین الصفا والمروہ سے خارج ہے لہذا حاجی یا معتمر کو چاہیے کہ قدیم مسعی ہی میں سعی کریں ہاں اگر بربنائے عذر سعی فوت ہو تو اجازت ہے اور ایسی صورت میں نہ دم واجب ہوگا نہ صدقہ۔ جیسا کہ مجلس شرعی کے فیصلے جلداول میں ہے: تحقیقات سے معلوم ہوا کہ عہدنبوی اور عہد صحابہ اور تابعین سے رمضان 1429ھ تک سلفا خلفا جو مسعی عملا اجماعی تھا اب اضافہ شدہ اس سے بالکل خارج ہے۔

مجلس شرعی کے اجلاس میں بحث وتمحیص کے بعد جس حل پر اتفاق ہوا وہ یہ ہے کہ مذہب حنفی کے ایک قول کے مطابق صفا سے سعی کی ابتدا سنت

ہے اس قول پر اگر مروہ سے صفا کی طرف سعی کی جائے تو وہ بھی شمار میں آئے گی ایسی صورت میں ہر حاجی و معتمر کو چاہیے کہ چار بار مروہ سے صفا کی طرف جائے یعنی کل آٹھ چکر لگائے تو چار چکر قدیم میں ہو جائیں گے اتنے سے اکثر سعی ادا ہو جائے گی اور باقی تین چکر نا قابل شمار ہونے یا فوت ہونے کی وجہ سے دم واجب نہ ہوگا بلکہ اخیر کے تین چکروں میں سے ہر چکر کے عوض ایک صدقۂ فطر کی مقدار تصدق لازم ہوگا اور اگر کل چودہ چکر لگا لیں تو قدیم میں سات چکر پورے ہو جائیں گے اور صدقہ کرنا بھی واجب نہ ہوگا۔

معذورین جن کا ایک چکر بھی قدیم میں ہونے کی گنجائش نہیں رکھی گئی ان کے بارے میں حکم فقہ یہ ہے کہ بر بنائے عذر فوت سعی کی وجہ سے دم تو ڑ یا صدقہ واجب نہ ہوگا۔)مجلس شرعی کے فیصلے جلد اول ص. 348 سولھواں فقہی سیمنار فیصلہ نمبر 44 منعقدہ صفر 1430ھ فروری 2009 عیسوی اشرفیہ مبارکپور (

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عمرہ افضل یا نفلی طواف

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عمرہ کرنا افضل ہے یا نفلی طواف کرنا؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں معتمد قول یہ ہے کہ عمرہ کرنا طواف کعبہ سے افضل ہے۔ جیسا کہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی 1174ھ فرماتے ہیں: اختلاف کردہ اند علماء در آنکہ عمرہ افضل است از طواف کعبہ در اوقات جواز عمرہ یا آنکہ طواف افضل است از عمرہ وشیخ ابن حجر مکی گفتہ کہ معتمد آں است کہ عمرہ افضل است از طواف اھ وشیخ علی قاری گفتہ کہ اظہر آنست کہ طواف افضل است بواسطہ بودن اورا مقصود بذات ومشروعیت اورا جمیع حالات اھ وایں اختلاف وقتی است کہ برابر شد مدت ہر دو اما اگر مدت عمرہ زیادہ باشد از مدت طواف لاجرم عمرہ افضل باشد از طواف کما لایخفی۔ یعنی جواز عمرہ کے اوقات میں علما کا اختلاف ہے کہ عمرہ افضل ہے یا طواف تو ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قول معتمد یہ ہے کہ عمرہ طواف سے افضل ہے اور شیخ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اظہر یہ ہے کہ طواف افضل ہے اس واسطہ سے کہ طواف مقصود بالذات ہے اور یہ اختلاف وقتی ہے یعنی جب دونوں کی مدت برابر ہو پس اگر عمرہ کی مدت طواف سے زیادہ ہو تو یقیناً عمرہ افضل ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ (حیات القلوب فی زیارت المحبوب باب سیز دہم مسائل متفرقات فصل اول ص 23)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

طواف وسعی کے درمیان نفلی طواف

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔عمرہ کا طواف اور سعی کے بیچ نفلی طواف کرنا کیسا؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں ایسا شخص اسائت کا مرتکب ہوا لیکن اس پر کفارہ لازم نہیں اس لیے کہ اگر وہ طواف عمرہ اور سعی کے درمیان سوجاتا یا کسی اور کام میں مشغول ہوجاتا تو اس پر دم لازم نہیں آتا اسی طرح طواف عمرہ اور سعی کے درمیان وہ جب نفلی طواف میں مشغول ہوا تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں آیا۔جیسا کہ امام سرخسی قدس سرہ فرماتے ہیں: لو انه بين طواف العمرة وسعيها اشتغل بنوم او اكل لم يلزمه دم فكذا اذا اشتغل بطواف التحية۔ (المبسوط للسرخسی كتاب المناسك باب الطواف جلد 2 جزء 4 ص 34) یعنی اگر وہ طواف عمرہ وسعی کے درمیان سونے یا کھانے میں مشغول ہوا تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا پس اسی طرح اگر وہ طوافِ تحیۃ میں مشغول ہوا تو بھی دم لازم نہیں ہوگا۔

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

اذان وھابی کے جواب کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے حق اس مسئلہ میں کہ وہابی جب اذان دے تواس کاجواب دینا کیسا ہے۔مع حوالہ جواب عنایت؛فرمائیں کرم ہوگا۔
المستفتی:محمدافسر رضا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وہابی کی اذان اذان نہیں اس لیے اسکی اذان کے جواب کی حاجت نہیں۔جیساکہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: اسم جلالت پرکلمہ تعظیم اورنام رسالت پر درود شریف پڑھیں گے اگرچہ یہ اسمائے طیبہ کسی کی زبان سے اداہوں مگر وہابی کی اذان اذان میں شمارنہیں جواب کی حاجت نہیں،اوراہلسنت کواس پراکتفا کی اجازت نہیں بلکہ ضروردوبارہ اذان کہیں۔

(فتاوی رضویہ جلددوم ص 421 رضااکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

نکاح میں متبنی کی ولدیت بدلناکیسا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام درجہ ذیل مسئلہ

میں۔کہ زید ابن بکر ہے لیکن اسکی پرورش عمر نے کی زید کے آدھار کارڈ وغیرہ میں زید کو پالنے والے کا نام یعنی زید ابن عمر ہے اب زید کی شادی ہوئی نکاح نامہ میں زید ابن بکر لکھا گیا ہے عمر کی ضد ہیکہ باپ کی جگہ میرا نام ہو ورنہ زید کی بیوی کو گھر رہنے نہیں دونگا شادی ہوگئی رخصتی بھی ہوگئی اب عمر ضد کے مطابق زید کی بیوی کو اسکے میکے بھیج دیا ہے۔اب دریافت مسئلہ یہ ہیکہ کیا ایسی صورت میں نکاح نامہ میں زید ابن عمر لکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔المستفتی: محمد راقب علی رضوی۔

الجواب بعون الملک الوهاب: لڑکا یا لڑکی کی پرورش کرنے سے وہ لڑکا صاحب پرورش کا نہیں ہوجاتا اور نہ حقیقتا وہ اسکا بیٹا ہوجاتا ہے لہذا بچہ کہیں بھی پرورش پائے اسکے ولدیت میں اصل والد ہی کا نام لکھنا اور پکارنا ضروری ہے کسی غیر کی طرف اس بچہ کی نسبت دینا ناجائز وحرام ہے۔ کما قال اللہ تعالی فی القرآن المجید: وما جعل ادعیائکم ابناء کم ذالکم قولکم بافواھکم واللہ یقول الحق وھویھدی السبیل (4)ادعوھم لاباۂھم ھو اقسط عنداللہ (پارہ 21 سورہ احزاب آیت نمبر 4۔5) اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے (ترجمہ رضویہ)

اورحدیث پاک میں ہے : عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجھه عن النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم من ادعی الی غیر ابیه اوانتمی الی غیر موالیه فعلیه لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین لایقبل اللہ منه صرفا ولا عدلا ۔امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت فرمایا: جوشخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف ادعا کرے یعنی کسی دوسرے کو باپ بنائے یا اپنے مولی کے سوا دوسرے کو اپنا مولی بنائے تو اس پر اللہ تعالی اورفرشتوں اورتمام انسانوں کی لعنت ہے نہ انکا فرض قبول اور نہ نفل ۔(صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ 1 / 442)

صحیحین وغیرہما میں ہے : من ادعی الی غیرا بیه فالجنة علیه حرام جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بنائے اس پر جنت حرام ہے ۔(صحیح البخاری کتاب المغازی 2/ 619) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب حال من رغب عن ابیه وھویعلم 1 /57) ھکذافی الفتاوی الرضویه من الجزءالتاسع مطبع رضاا کیدمی بمبئ۔

مذکورہ آیت وحدیث سے ثابت ہوا کہ زید ابن عمر لکھنا یا پکارنا قطعا جائز نہیں بلکہ زید ابن بکر ہی سے پکارنا اور لکھنا ضروری ہے ہاں اگر زید ابن بکر کے ساتھ زیرنگرانی میں عمر کا نام ڈال دیا جائے تو اس پائے میں حرج نہیں ۔عمر کو حکم

شرع سنایا جائے اور سمجھایا جائے اگر مان جائے فبہا ورنہ شرعی بائیکاٹ کیا جائے۔ قال اللہ تعالی۔ واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

شوگر کے مریض کو روزہ رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید شوگر کا مریض ہے اور یہ مرض اتنا سخت ہو گیا ہے کہ برداشت کے قابل نہیں جیسے شدت سے بھوک اور پیاس کا لگنا گلا سوکھنا چکر آنا جوڑوں میں درد وغیرہ اور اس سے بچنے کے لیے دن میں بار بار ٹیبلیٹ کھانا پڑتا ہے تو زید اپنے روزے کس طرح رکھے اگر زید روزہ نہ رکھے اور فدیہ ادا کر دے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب بعون الملک الوهاب: صورت مسئولہ میں زید رمضان شریف کے ایام میں ٹیبلیٹ کی جگہ کسی شوگر کے ماہر ڈاکٹر سے رائے لیکر انجکشن لگوالیا کرے اور کمزوری اور بھوک و پیاس کی شدت سے بچنے کے لے طاقت کے انجکشن لگوائے اور گلوکوز سے پاک پانی چڑھوائے اس لیے کہ مشقت و پریشانی کے دفع کیلیے انجکشن لگوانا جائز ہے۔ دو دن روزہ

رکھے اور تیسرے دن پھر طاقت وغیرہ کے انجکشن لے یا جیسی ضروت ہو تو ان شاءاللہ وہ دقت و پریشانی سے بھی محفوظ رہے گا اور رمضان المبارک کے روزے بھی مکمل ہو جائیں گے۔لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کو روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ حالت روزہ میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے: **ومایدخل من مسام البدن من الدھن لایفطر ھکذافی شرح المجمع۔ (فتاوی ھندیه جلداول ص. 203الباب الرابع کتاب الصوم)**

اور علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: **والمفطر انماھوالداخل من المنافذ.للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجدبرده فی باطنه انه لایفطر(ردالمحتار جلدسوم ص. 327باب مایفسدالصوم ومالایفسده)**

مذکورہ عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ روزہ توڑنے والی وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات کے علاوہ کسی منفذ سے دماغ یا پیٹ تک پہونچے اور جو انجکشن رگوں میں لگتا ہے وہ خون کے ساتھ دل تک جاکے پھر واپس رگوں میں آتا ہے دل سے دماغ اور پیٹ تک کوئی منفذ نہیں اس لیے انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔اسکے متعلق تفصیلی مطالعہ فتاوی مصطفویہ میں کیا جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

حالت اعتکاف میں غسل خانہ میں نہانے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اعتکاف کے وقت مسجد کے غسل خانہ میں پانی نہانے کے لیے جانا کیسا ہے جس طرح روز گھر میں نہاتے ہیں اسی طرح روز مسجد کے غسل خانہ میں نہانا کیسا ہے اعتکاف کی حالت میں۔ حوالہ کے ساتھ جواب عنات فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معتکف کا فنائے مسجد میں نہانے کے لیے جانا درست ہے۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریات مسجد کے لیے ہے مثلاً جوتا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

(فتاوی امجدیہ جلد اول ص۔399)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سفیر کا مال زکاۃ سے خرچ کرنا اور کمیشن لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام جو حضرات چندہ کیلیے جاتے ہیں چندہ کی رقم سے خرچ کرتے ہیں اس میں اپنا ذاتی خرچہ بھی شامل ہوتا ہے بغیر حیلۂ شرعی کیے ہوئے تو کیا سفیر اپنے لیے استعمال کرسکتا ہے اگر نہیں تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے اور کمیشن لینا کیسا ہے۔ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: سفیر کا بلا تملیک زکاۃ کی رقم سے خرچ کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ آجکل مدارس عربیہ کے چندہ کرنے والے عموما عامل نہیں ہوتے کہ انھیں بھیجنے والے ذمہ داران مدرسہ ہوتے ہیں جو حاکم اسلام نہیں۔ اعلی حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: جہاں حاکم اسلام نہ ہو وہاں مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران حاکم اسلام نہیں قرار دیے جائیں گے اور نہ انکے مقرر کرنے سے زکاۃ وغیرہ وصول کرنے والے عامل ہونگے بلکہ ایسی جگہ میں ضلع کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم اسکے قائم مقام ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ 602) لہذا وہ سفیر وکیل ہونگے اور انھیں اجازت نہیں کہ بلا تملیک حق المحنت لیں اگر ایسا کرتے ہیں تو یہ خیانت ہوگی جو حرام ہے۔ قال اللہ تعالی: یاایھا الذین آمنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون۔

یعنی اے ایمان والواللہ ورسول سے دغانہ کرونہ امانتوں میں جان بوجھ کرخیانت کرو۔ (سورہ انفال آیت 27)

اوراس طرح کرنے سے زکاۃ بھی ادانہ ہوگی بلکہ انھیں زکاۃ دینے والوں کوتاوان دیناہوگا۔اورحضورصدرالشریعہ فرماتے ہیں: اگروکیل نے پہلے اس روپیہ کوخودخرچ کرڈالا بعدکواپناروپیہ زکاۃ میں دیاتوزکاۃ ادانہ ہوئی بلکہ یہ تبرع ہےاورمؤکل (یعنی زکاۃدینے والے) کووہ تاوان دے گا۔

(بہارشریعت حصہ پنجم ص.23)

لہذاچندہ وصول کرنے والوں پرلازم ہے کہ اپناخاص روپیہ یاجن روپیوں کوشرعاتصرف کرنے کی اجازت ہے انھیں اپنی ضروریات میں خرچ کریں اورچندہ کے سب روپئے مدرسہ میں جمع کریں پھربعدتملیک جوحق المحنت انھیں ملے انھیں اپنے خرچ میں لائیں۔پس سفیرکواپنے اس فعل سے توبہ کرناچاہیے کہ امانت میں خیانت جائزنہیں اگرایسانہ کرے تومذکورہ سفیرلائق امامت نہیں۔

(2) کمیشن لینادرست ہے۔

جوسفیرفیصد پرچندہ کرتے ہیں وہ اجیرمشترک ہیں چاہے تیس فیصدہویاپچاس کہ انکی اجرت کام پرموقوف رہتی ہے جتناکریں گے اسی حساب سے اجرت کے حقدارہونگے۔حضورصدرالشریعہ فرماتے ہیں: کام میں جب وقت کی قیدنہ ہواگرچہ وہ ایک ہی شخص کاکام کرے یہ بھی اجیرمشترک ہے مثلادرزی

کو اپنے گھر میں کپڑا سینے کے لیے رکھا اور یہ پابندی نہ ہو کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک سیے گا اور روزانہ یا ماہانہ یہ اجرت دی جائے گی بلکہ جتنا کام کرے گا اسی حساب سے اجرت دی جائے تو یہ اجیر مشترک ہے۔

(بہار شریعت حصہ چہاردم ص. 144)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

امام تراویح تلاوت میں جھومے اور ایک قدم پر زور دے تو کیا حکم ہے

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، حافظ قرآن کا نماز تراویح میں ڈولتے (جھومتے) ہوئے تلاوت کرنا کیسا؟ اس طرح جھومنا کہ جب سیدھی طرف ہو جائیں تو بایاں پیر اٹھنے لگے، اور جب بائیں جانب ہو جائیں تو داہنا پاؤں زمین سے اٹھنے لگے، یوں ہی آگے پیچھے ہلنے ڈولنے والے کی اقتداء کا کیا مسئلہ ہے؟ برائے کرم جلد و بحوالہ جواب عنایت فرمائیں، سینکڑوں مقتدیوں کی نماز کا معاملہ ہے۔ واضح ہو کہ امام اعظم کے نزدیک جب 3 بار حرکت سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو یہ حافظ صاحب کا حالت قیام میں ڈلتے رہنا عمل کثیر میں شمار ہو گا یا نہیں تو پھر نماز رہی یا گئی؟ برائے کرم احسان فرمائیں یہ ہماری

مسجد میں ہو رہا ہے ان کی اقتداء سے دل مطمئن نہیں ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں نماز ہو جائے گی کہ داہنے بائیں جھومنا مکروہ تنزیہی ہے اور تراویح میں کبھی داہنے پاؤں پر زور دینا کبھی بائیں یہ سنت ہے ۔جیسا کہ فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: داہنے بائیں جھومنا مکروہ ہے اور تراویح یعنی کبھی داہنے پاؤں پر زور دینا کبھی بائیں پر یہ سنت ہے۔اور اسکو صاحب مصنف نے مکروہات تنزیہی میں شمار فرمایا ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوئم ص173)

اور اگر امام کا پیر بھی اٹھ گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ نے فرمایا کہ امام اگر موضع سجود سے متجاوز ہوا تو اگر اتنا آگے بڑھا جتنا اسکے اور سب سے قریب صف والی کے درمیان فاصلہ تھا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ نیز فرماتے ہیں کہ اگر آہستہ پاؤں ہلائے کہ دوسرے کو بغور دیکھنے سے پتا چلے تو فاسد نہ ہوئی۔ (بہار شریعت حصہ سوئم ص154)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

گلوکوز سے روزہ ٹوٹنے کا حکم

سوال: کیا گلوکوز چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اولا اسکو جاننا ضروری ہے کہ روزہ فاسد ہونے کے بارے میں قاعدہ کیا ہے پھر گلوکوز کے مسئلہ کو سمجھنا آسان ہوگا۔ تو روزہ کے فاسد ہونے میں ضابطہ اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ الضابط وصول ما فیہ صلاح بدنہ لجوفہ۔

(در مختار مع شامی جلد دوم ص.108)

ردالمحتار میں ہے: الذی ذکرہ المحققون ان معنی المفطر وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف اعم من کونہ غذاء اودواء۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: اکثر المشائخ علی ان العبرۃ للوصول الی الجوف والدماغ۔ ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ غذا اور دوا اسی وقت روزہ توڑے گی جب دماغ یا پیٹ تک کسی منفذ سے پہونچے

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ روزہ توڑنے والی وہ دوا اور غذا ہے جو کسی منفذ سے دماغ اور پیٹ تک پہونچے۔ اور ماہرین تشریح جانتے ہیں کہ خون رگوں سے دل میں جاتا ہے اور وہاں سے پھر واپس رگوں میں آتا ہے دل سے دماغ اور پیٹ تک کوئی منفذ نہیں۔

(فتاوی فیض الرسول جلد اول ص. 517/18)

پس جب ہم گلوکوز پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجکشن ہی کی

ایک قسم ہے جو رگوں میں لگائی جاتی ہے فرق یہ ہے کہ وہ ایک بارگی لگاتے ہیں جبکہ گلوکوز قطرہ قطرہ رگ میں جاتا ہے اور یہ خون کے ساتھ دل تک پہونچ کر پھر واپس رگ میں آتا ہے اور دل سے دماغ اور پیٹ تک کوئی منفذ نہیں لہذا گلوکوز سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔جیسا کہ انجکشن سے نہیں ٹوٹتا چاہے رگ میں لگایا جائے یا گوشت میں اور اس یعنی انجکشن کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند کی تحقیق انیق فتاوی مصطفویہ میں موجود ہے۔

اور گلوکوز کا کثرت سے ہونے سے فرق نہ ہوگا اس لیے کہ دونوں کا مدخل ایک ہے اگر چہ زیادہ ہے لیکن قطرہ قطرہ جاتا ہے،تو جب یکبارگی انجکشن سے پیٹ یا دماغ میں دوا نہ پہوچی تو بوند بوند جانے سے بدرجہ اولی نہ پہوچے گی۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف رحمۃ یوپی

حالت حمل میں روزہ رکھنے کا حکم

سوال: السلام علیکم مفتی صاحب قبلہ توجہ فرمائیں کہ ہندہ کو سات ماہ کا حمل ہے اور رمضان کے روزہ رکھنے سے بچہ پر فرق پڑتا ہے یعنی حرکت نہیں کرتا چیکپ کروانے سے ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ پانی خوب پیو تو کیا روزہ کی رخصت ہوسکتی ہے بچے کی تکلیف کی وجہ سے اور ہندہ کے پیٹ میں بھی

درد ہونے لگتا ہے۔حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ برتقدیر صدق مستفتی اگر روزہ رکھنے کے سبب ہندہ کو یا شکم مادر میں بچے کو ضرر وتکلیف کا غلبہ ظن ہے تو ہندہ کو روزہ کی رخصت ہے وضع حمل کے بعد اسکی قضا کرے۔جیسا کہ امام اہلسنت حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حاملہ کو بھی مثل مرضعہ (یعنی دودھ پلانے والی) روزہ نہ رکھنے کی اجازت اسی صورت میں ہے کہ اپنے یا بچے کے ضرر کا اندیشہ غلبہ ظن کے ساتھ ہو نہ کہ مطلقا۔

(فتاوی رضویہ جلد دہم مترجم ص. 597)

اور بہتر یہ ہے کہ ہندہ آئیرن وغیرہ کا انجکشن ڈاکٹر کے مشورہ سے لگوائے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے جیسا کہ فتاوی مصطفویہ میں اسکی تحقیق موجود ہے اور روزہ کو پورا کرے اور برکات رمضان سے مالامال ہو۔ان شاء اللہ ضرر سے دونوں محفوظ رہیں گے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بعد ذبح مرغی کو گرم پانی میں ڈالنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل مرغی کو ذبح کر کے گرم پانی میں ڈال کر صاف کرتے ہیں پھر دوبارہ دوسری مرغی کو اسی گرم پانی میں ڈال کر صاف کرتے ہیں اسی طرح پورادن کرتے رہتے ہیں تو اب ان مرغیوں کا کھانا کیسا ہے برائے کرم جلد سے جلد مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس بارے میں اصل یہ ہے کہ جب تک نجاست اپنے محل میں ہے نجس نہیں جیسے خون اور پاخانہ پیشاب وغیرہ کہ جب تک بدن کے اندر ہیں ناپاک نہیں ورنہ اگرایسا ہوتوکسی کی نماز ہی صحیح نہیں ہوگی۔جیسا کہ اعلی حضرت فرماتے ہیں: خون وغیرہ فضلات اگرپیش ازخروج ناپاک ہوں تواسکی حاجت میں نماز باطل ہواورخون توہر وقت رگوں میں ساری ہے پھرنماز کیونکر ہوسکے۔

(فتاوی رضویہ جلداول مترجم ص.268)

اور جیسے اس شخص کی نماز صحیح ہے جو جیب میں ایسا انڈا لیے ہے جسکی زردی خون ہو چکی ہے کہ اس صورت میں نجاست اپنے محل میں ہے اوراسکی نماز صحیح نہیں جو ایسی شیشی جیب میں لیے ہے جس میں خون یاپیشاب ہے کہ یہاں نجاست اپنے محل میں نہیں۔ جیسا کہ حضورصدرالشریعہ فرماتے ہیں: اگرنماز پڑھی اورجیب وغیرہ میں شیشی ہے اوراس میں پیشاب یاخون ہے تونماز نہ ہوگی اورجیب میں انڈا ہے اوراسکی زردی خون ہو چکی ہے

تو نماز ہو جائے گی۔ (بہار شریعت حصہ دوم ص.99)

پس صورت مسئولہ میں جو مرغیاں ذبح کر کے پر نکالنے کے لیے کھولتے پانی میں ڈالتے ہیں انکا کھانا جائز ہے اس لیے کہ عموماً گرم پانی میں مرغی اتنی دیر تک نہیں رکھتے کہ آنت کی غلاظت کی رطوبت اپنے محل سے متجاوز ہو کر گوشت میں سرایت کر جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

امام کا بالاخانۂ مسجد پر امامت کا حکم

سوال: ایک مسجد کی بناوٹ اس طرح ہے کہ نیچے تنگ ہے اور اوپر کشادہ یعنی نیچے کے حصے میں امام کے سامنے مکمل باہر سے دکانیں ہیں اور اوپر مسجد کا حصہ محراب سے بڑھا ہوا ہے تو کیا امام نیچے منزل میں امامت کرے اور مسجد پُر ہونے کے بعد اوپر لوگ صف لگانے میں امام سے آگے ہو تو جائز ہے یا نہیں یا امام اوپر امامت کرے اور بالترتیب صف لگ کر نیچے بھی صف لگے تو کیا امام کا اوپر منزل میں کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں یا مکروہ ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں دوصورت کاذکرہے اوردونوں صورتیں درست نہیں

1) رہااول تواس لیے کہ اس صورت میں مقتدیوں کاامام سے مقدم ہونالازم آتاہے اورصحت اقتداء کی تیرہ شرطیں ہیں جس میں آٹھویں شرط یہ ہے کہ مقتدی امام سے مقدم نہ ہو۔ ھکذافی بھارشریعت من الجزء الثالث ص.112

رہادوم تواس لیے کہ اصل زمین ہے اوربالاخانہ اسکے تابع اوربلاضرورت شرعیہ امام کامسجد کے بالاخانہ پرامامت ممنوع ومکروہ ہےاورصورت مذکورہ ضرورت شرعیہ سے خارج ہے کمالایخفی۔ جیساکہ فتاوی رضویہ شریف جلدششم ص.448 میں فتاوی عالمگیری کےحوالہ سے ہے

نیزجلدششم ص.42 پرہے الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ لھذااشتدالحریکرہ ان یصلوابالجماعۃ فوقہ الااذاضاق۔

پس صورت مسئولہ میں امام صاحب نیچے کی جگہ امامت کریں اورجب نیچے کی جگہ پُرہوجائے تومابقی مقتدی بالاخانہ پراس طرح کھڑے ہوں کہ امام سے آگے نہ ہوجائیں۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمدمشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

دعاء افطار قبل افطار یا بعد افطار اسکا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثرعوام افطار کی دعاء روزہ کھولنے سے پہلے پڑھتے ہیں کیایہ صحیح ہے یا نہیں۔بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد فرقان دہلی سے۔

الجواب بعون الملک الوھاب: افطار کے وقت کی دعاء بعد افطار پڑھے نہ کہ افطار کرنے سے پہلے۔جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ ارشادفرماتے ہیں: فی الواقع اسکامحل بعدافطار ہے ۔ ابوداؤدعن معاذبن زهرة انه بلغه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذاافطر قال اللهم لك صمت وعلی رزقك افطرت فحمل افطرت علی معنی ارادالافطار صرف عن الحقیقة من دون حاجة الیه وذالایجوز وهکذافی افطرت۔ یعنی ابوداؤدمیں معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعاء پڑھتے .اے اللہ میں نے تیری رضاکی خاطرروزہ رکھا تیرے رزق پر افطار کیا.تو یہاں افطر سے مراد ارادہ افطار لینا اور حقیقی معنی سے بے ضرورت اعراض کرنا ہے حالانکہ یہ جائزنہیں اوراسی طرح کامعاملہ افطرت میں ہے۔

(ابوداؤد باب القول عندالافطار جلداول ص.322)

مولینا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں: کان اذاافطر قال ای دعاء وقال ابن الملك ای قرا بعدالافطار الخ۔ یعنی جب افطار کرتے تو کہتے (یعنی دعاء کرتے ابن الملک نے کہاافطار کے بعد یہ دعاء پڑھتے الخ۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد 4 ص.258)

بحوالہ فتاوی رضویہ جلد دہم مترجم ص.629/30

فتاوی رضویہ جلد چہارم غیر مترجم ص.651

لہذا عوام کامذکورہ طریقہ غلط ہے پہلے کچھ تناول کرکے روزہ کھولیں پھر دعاء افطار پڑھیں۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

جنازہ کی صفوں میں فصل کتناھو

سوال: جنازہ کے لیےصف بندی کیسی ہو،یعنی پہلی صف سے دوسری صف کتنی دورہو۔کوئی حوالہ ہوتو اسکین کے ساتھ بھیجیں مہربانی ہوگی۔

سائل: مقصود رضابنگال۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ

بقدر کفایت وحاجت فصل کہ مقتدی بآسانی کھڑے ہوسکیں۔اور یہ مستفاد ہے اس سے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے سجدہ والی نماز کے تعلق سے فرمایا: فصل بقدر کفایت وحاجت ہو جس میں مقتدی بخوبی سجدہ کرلیں اور اس سے زائد فصل کثیر مکروہ وخلاف سنت ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص.350.رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

تحری کرکے نماز پڑھ رہا تھا اثناء نماز ایک نے قبلہ کی طرف کردیا اسکا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔زید تحری کرکے نماز ادا کر رہا تھا دوران نماز پیچھے سے آ کر کسی نے اسے پکڑ کر سیدھا کر دیا (قبلہ کی طرف) کیا زید کی نماز ہوئی یا نہیں۔سائل: افروز نوارانی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں اگر کوئی ایسا شخص وہاں نہ تھا جس سے وہ قبلہ کا حال دریافت کرتا تو نماز ہوگئی۔

جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نابینا غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا تھا کوئی بینا آیا اس نے اسے سیدھا کر کے اسکی اقتداء کی تو اگر کوئی شخص وہاں ایسا تھا جس سے قبلہ کا حال نابینا دریافت کرسکتا تھا مگر نہ پوچھا دونوں کی نماز نہ ہوئی اور اگر ایسا کوئی نہ تھا تو نابینا کی ہوگئی اور مقتدی کی نہ ہوئی۔

(فتاوی قاضی خاں، فتاوی ہندیہ، ردالمحتار جلد اول ص. 403، بہار شریعت حصہ سوم ص. 44 نماز کی شرطوں کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

گاؤں کی مسجد کو چھوڑ کر شہر میں جمعہ ادا کرنے جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ گاؤں کی مسجد کو چھوڑ کر شہر کی مسجد میں جانا جمعہ کی نماز کے لیے دراں حالیکہ گاؤں کی مسجد میں کچھ صفیں خالی رہتی ہوں تو کیا گاؤں کی مسجد کو چھوڑ کر شہر کی مسجد میں جانا ناجائز و گناہ ہے یا نہیں قرآن حدیث کی روشنی میں بحوالہ کتب مع صفحہ و مطبع جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد ظفر احمد قادری ضلع پورنیہ بہار۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں کوئی ناجائز وگناہ نہیں کہ مسجد محلہ کا حق غیر جمعہ میں ہے۔جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: جمعہ مسجد جامع میں افضل ہے مسجد محلہ کا حق نماز پنجگانہ میں ہے جب وہ جامع نہیں اور دوسری جگہ جانے میں ان کو آسانی ہے تو ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ (حوالہ فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ 749)

اور گاؤں میں مذہب حنفی کے مطابق جمعہ وعیدین پڑھنا جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے پس جمعہ اگر شہر میں پڑھے تو گناہ کیوں ہوگا۔جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں: فرضیت وصحت وجواز جمعہ سب کے لیے اسلامی شہر ہونا شرط ہے جو جگہ بستی نہیں جیسے بن،سمندر پہاڑ یا بستی ہے مگر شہر نہیں جیسے دیہات یا شہر ہے مگر اسلامی نہیں جیسے روس وفرانس کے بلاد ان میں نہ جمعہ فرض ہے نہ صحیح نہ جائز بلکہ ممنوع وباطل وگناہ ہے اسکے پڑھنے سے فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔(فتاوی رضویہ جلد سوم ص.715)

ایک جگہ اور فرماتے ہیں: مگر درباره عوام فقیر کا طریق عمل یہ ہے کہ ابتداء خود انھیں منع نہیں کرتا نہ انھیں نماز سے بازرکھنے کی کوشش پسند رکھتا ہے ایک روایت پر صحت ان کے لیے بس ہے وہ جس طرح خدا اور سول کا نام پاک لیں غنیمت ہے مشاہدہ ہے کہ اس سے روکئے تو وہ وقتی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔(ایضا714)

ایک جگہ اور فرماتے ہیں: دیہات میں نماز جمعہ وعیدین مذہب حنفی میں

جائزنہیں مگر جہاں ہوتا ہے اسے بند کرنا جاہل کا کام ہے۔ قال اللہ تعالی:
ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی۔ (ایضاص.752)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

بیوی، بھائی، بہن کے مابین تقسیم ترکہ

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کے پاس اپنی حقیقی کوئی اولاد نہیں ہے اب اگرزید کاانتقال ہوجائے تواسکی پوری جائداد کا وارث کیااسکی بیوی ہندہ ہوگی۔ زید وہندہ نے ایک بچی کوگودلیاتھااسکی پرورش کی اب وہ بالغ ہوگئی ہے، زید کے وصال کے بعداس بچی کوکتنا حصہ دینا ہوگا۔ زید کے ماں باپ پہلے ہی انتقال کرچکے ہیں صرف بیوی ہے بھائی بہنوں کی شادی ہوگئی وہ سب الگ رہتے ہیں ایسے میں کیازید کی بیوی ہندہ پوری جائدادکی مالکہ ہوگی؟ تفصیلی تشفی بخش جواب مع حوالہ عطافرماکرعنداللہ ماجورہوں۔ المستفتی: محمدعتیق احمدخان رضوی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ

اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں جس بچی کو گود لیا گیا یہ ناجائز تو نہیں بلکہ اسکی پرورش کرنا شرعا جائز و باعث ثواب ہے لیکن اس گود لیے ہوئے بچی کا زید کے ترکہ میں کوئی حصہ نہیں کہ یہ اسکی حقیقی بیٹی نہ ہوئی۔ کما قال اللہ تعالی عزوجل:وماجعل ادعیاکم ابناءکم ذالکم قولکم بافواھکم۔ یعنی تمہارے منہ بولے بیٹے تمہارے بیٹے نہیں یہ صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔(پارہ اکیس سورہ احزاب آیت 4)اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہ آیت ان کے رد میں نازل ہوئی جوگود کے بیٹے یا بیٹی کو حقیقی بیٹے کے حقوق دیتے اوراسکواپنی جائداد میں حصہ دار بناتے۔

(مدارک التنزیل،خزائن العرفان،ضیاء القرآن جلد چہارم ص.12)

اورحضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تبنی کرنایعنی لڑ کا گود لینا شرعا منع نہیں مگر وہ لڑ کا اسکالڑ کا نہ ہوگا بلکہ اپنے باپ کا ہی کہلاے گااور وہ اپنے باپ کا ترکہ پائے گا،گود لینے والے کا نہ یہ بیٹا ہے نہ اس حیثیت سے اسکاوارث۔ (فتاوی امجدیہ جلدسوم ص.365)

لہذا حسب شرائط وفرائض اگرزید کے وارث صرف یہی ہیں تو قرض وغیرہ امورمتقدمہ کے بعد زید کی بیوی کوترکہ سے چوتھائی حصہ ملے گا۔ کماقال اللہ تعالی: ولھن مماتر کتم ان لم یکن لکم ولد اورتمہارے ترکہ میں عورتوں کاچوتھائی ہے اگرتمہاری اولاد نہ ہو۔

(پارہ 4 سورہ نساء آیت 12)

باقی دو، دوحصہ بھائیوں کو اور ایک ایک بہنوں کو ملے گا۔ کما قال اللہ تعالی:وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین۔ (پارہ ششم سورہ نساء آیت 177) اور اگر بھائی بہن ہوں چہار مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جماعت ثانیہ میں جگہ بدلنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ۔سوال یہ ہے کہ دیکھا جاتا ہے کہ جہاں جُمعہ کی ۲ یا ۳ جماعت ہوتی ہے۔وہاں پہلی جماعت میں جس جگہ امامت ہوتی ہے۔ دوسری جماعت کا امام اسکے پیچھے سے یعنی ایک صف چھوڑ کر امامت کرتا ہے۔کیا یہ فرض واجب ہے یا اسی جگہ پر دوسری جماعت کا امام امامت کرسکتا ہے۔

دوسرا سوال یہ کہ اگر دوسری جماعت کے امام نے ایک صف چھوڑ کر امامت شروع کی اور مسجد کے پہلے منزلہ پر مقتدیوں نے پہلی صف پر نماز شروع کردی اور وہ امام کے برابر کی صف میں آگئے تو کیا ان مقتدیوں کی

نماز ہو جائے گی برائے کرم مدلل جواب عنایت فرمائیں۔سائل: ندیم برکاتی نوری

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔(1) صورت مسئولہ میں جگہ بدلنا فرض اور واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور نہ بدلنا مکروہ تنزیہی وخلاف اولی ہے۔

جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وعن ابی حنیفة لو كانت الجماعة اكثر يكره التكرار و الافلا وعن ابی یوسف اذالم تكن على الهيئة الاولى لاتكره والاتكره وهوالصحيح وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة كذافی البزازيه اه وفی التاتارخانية عن الولوالجية وبه ناخذ۔(ردالمحتار باب الاذان جلد1 ص 291 مطبوعہ مصر) یعنی امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ اگر افراد جماعت تین سے زیادہ ہوں تو تکرار مکروہ ورنہ نہیں اور امام ابو یوسف سے مروی ہے جب ہیئت اولی پر نہ ہو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ اور یہی صحیح ہے اور محراب سے اعراض کر لینے سے ہیئت مختلف ہو جاتی ہے، بزازیہ میں یونہی ہے اور تاتارخانیہ میں ولوالجیہ کے حوالہ سے ہے کہ ہم اسی کو لیتے ہیں۔

اور امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ البریلوی جماعت ثانیہ سے متعلق فرماتے ہیں: محراب نہ بدلیں تو خلاف اولی ورنہ اصلا کراہت نہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص. 354 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی) دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اگر محراب نہ بدلیں تو مکروہ تنزیہی ورنہ اصلا کسی طرح کی کراہت نہیں یہی صحیح ہے اور یہی ماخوذ للفتوی ہے۔ (ایضا ص.320)

2) صورت مسئولہ میں امام کا تقدم واجب ہے اگر تین یا تین سے زیادہ مقتدی امام کے برابر ہو گئے تو نماز مکروہ تحریمی ہو گی جس کا اعادہ واجب ہے۔ جیسا کہ امام ابن ہمام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ترك التقدم لامام الرجال محرم و كذا صرح الشارح وسماه فى الكافى مكروها وهوالحق اى كراهة تحريم لان مقتضى المواظبة على التقدم منه عليه الصلاوالسلام بلاترك الوجوب فلعدمه كراهة التحريم ۔یعنی مردوں کے امام کیلیے تقدم کا ترک حرام ہے شارح نے بھی اسی کی تصرح کی ہے کافی میں اسے مکروہ کا نام دیا اور یہی حق ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ہمیشہ آگے کھڑا ہونا اور کبھی ترک نہ کرنا وجوب پر دلالت کرتا ہے اور وجوب کا ترک کراہت تحریمی ہوتا ہے۔

(فتح القدیر باب الامامۃ الجزء الاول ص.306)

اور اسی میں آگے فرماتے ہیں: مقتضى فعله صلى الله عليه وسلم التقدم على الكثير من غير ترك الوجوب۔یعنی مقتدی کثیر ہونے کی صورت میں حضور علیہ السلام کا آگے ہمیشہ کھڑا ہونا اور کبھی ترک نہ

فرمانا وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔ (ایضا ص. 309)

اور علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں: التقدم واجب علی الامام للمواظبة من النبی صلی الله علیه وسلم وترك الواجب موجب لكراهة التحريم المقتضية للاثم۔ یعنی امام کا مقدم ہونا واجب ہے کہ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہے اور واجب کا ترک کراہت تحریمی کا موجب جو گناہ کا مقتضی ہے۔

(بحر الرائق باب الامامۃ جلد اول ص. 351)

اور امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ البریلوی فرماتے ہیں: امام کا صف پر مقدم ہونا جو بنص ہدایہ وکافی وغیرہما واجب ہے وہ صرف تھوڑا آگے بڑھ جانے سے ادا نہیں ہوتا جب تک پوری صف کی جگہ نہ چھوٹے۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد سوم قدیم ص. 318) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اگر تین یا زیادہ مقتدی امام کے برابر ہوجائیں گے تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوجائے گی۔ (ایضا ص. 355)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

غیر فطری وغیر شرعی طور سے اولاد کے

حصول کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں زوجین عرصہ دراز سے بچوں سے محروم ہیں ڈاکٹروں اور حکیموں نے بتایا کہ دونوں میں سے کسی ایک کا راستہ مسدود ہے اگر باہر کی منی کا استعمال کریں تو بچہ پیدا ہوگا۔ باہر کی منی کا مطلب دوسرے کی منی یا خود شوہر کی منی کسی آلہ کا ذریعے داخل کرنا۔از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے کیا ایسا کرنا درست ہے۔ مدلل جواب دیں۔سائل محمد جنید برکاتی بارہ بنکوی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں عورت کے رحم میں آلہ کے ذریعہ نطفہ کو داخل کرنے کی دوصورت کاذکر ہے:

1)اجنبی مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں داخل کرنا۔

2)شوہر ہی کا نطفہ بیوی کے رحم میں داخل کرنا۔

اور یہ دونوں صورتیں ناجائز وحرام ہیں۔رہا اول یعنی اجنبی مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں داخل کرنا تو یہ غیر شرعی وغیر فطری طور سے نطفہ کو داخل کرنا اور اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرنا ہے جوکہ ناجائز وحرام اور زنا کے حکم میں ہے۔حدیث پاک میں ہے: لایحل لامرءان یومن باللہ والیوم الآخران یسقی ماؤہ ۔زرع غیرہ یعنی کسی انسان کیلیے حلال نہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے کہ اپنے پانی سے غیر کی کھیتی کو سیراب کرے۔(ابوداؤد شریف جلد اول مطبوعہ مجتبائی لاہور ص

293) اورفقہ اسلامی وادلتہ میں ہے : التلقیح الصناعی :هواستدخال المنی لرحم المراة بدون جماع ان كان بماءرجل اجنبی عن المراة لازواج بينهمافهوحرام لانه بمعنى الزناءالذی هوالقاءماءرجل فی رحم امراة ليس بينهمازوجية یعنی مصنوعی طریقہ سے عورت کے رحم میں منی کاداخل کرنا: وہ منی کاداخل کرناہےعورت کے رحم میں بغیر جماع کے اگر اجنبی آدمی کامنی اس عورت کے رحم میں داخل کیاجائے جن میں نکاح نہیں تو یہ حرام ہے اس لیے کہ یہ زناء کے معنی میں ہے کہ زناوہ آدمی کامنی اس عورت کے رحم میں ڈالناہے جن دونوں کے درمیان رشتہ زوجیت نہیں۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ باب سابع. الحظر والاباحۃ جلد چہارم ص 2649 مطبوعہ شام) البتہ زناء کی سزاواقع نہ ہوگی کہ زناءمیں جسم سے تلذذ ہوتاہےاور یہاں وہ متصورنہیں۔

رہادوم یعنی شوہرہی کانطفہ بیوی کے رحم میں ڈالنا تو یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اس میں عورت کاسترغلیظ یعنی (ناف سے گھٹنہ تک) ڈاکٹروں اوربسااوقات انکے معاونین کادیکھنا لازمی ہے ۔ اورسترعورت کاچھپانافرض اور اسکا کشف بلاضرورت شدیدہ حرام ہے بلکہ عورت کااجنبی مردوں کے پاس بلاضرورت شرعیہ جاناہی جائزنہیں اگرچہ دونوں اندھے ہوں چہ جائے کہ کشف کی اجازت ہو۔جیساکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ خلاصہ،اشباہ،دُر،وغیرہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں: اجنبی مردوں کے پاس بے ضرورت شرعیہ باذن شوہرجانے کی

اجازت نہیں حتی لو اذن کانا عامیین کما فی الخلاصہ والاشباہ والدر وغیرھا۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم نصف اول ص.103 رضا اکیڈمی)

صورت مستفسرہ میں مذکو رطریقہ حصول اولاد کیلیے ہوتا ہے اور یہ ضرورت شدیدہ نہیں جسکے لیے ارتکاب حرام کی اجازت ہو۔کیونکہ ضرورت مجبوری کی وہ حالت ہے جس میں فعل یا ترک فعل پر دین، جان، عقل، نسب، مال میں سے کسی کا تحفظ موقوف ہو اور اسکے بغیر وہ فوت ہوجائے یا فوت ہونے کے قریب پہونچ جائے ۔ جیسا کہ ضرورت کے متعلق نائب امام اعظم حضور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ البریلوی فرماتے ہیں: پانچ چیزیں ہیں جنکے حفظ کو اقامت شرائع الہیہ ہے ۔دین وعقل ونسب ونفس ومال ۔عبث محض کے سواء تمام افعال انہیں میں دورہ کرتے ہیں اگر فعل وترک ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اسکے وہ فوت یا قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ ضرورت ہو جیسے دین کے لیے تعلم ایمانیات وفرائض عین، عقل ونسب کیلیے ترک خمر وزنا، نفس (جان) کے لیے اکل وشرب بقدر قیام بنیہ، مال کیلیے کسب ودفع غصب۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم نصف آخر ص.199 .رضا اکیڈمی)

وھکذا قال الامام غزالی رحمہ اللہ فی المستصفی فوق فواتح الرحموت من الجزء الاول علی 287

اور اگر شوہر اپنے نطفہ کو خود اپنی بیوی کے رحم میں آلہ کے ذریعہ داخل کرے

تو یہ جائز ہے کہ شرعا اس میں کوئی خرابی ظاہر نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

نماز شروع کرکے توڑنے کا حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ ایک عالم صاحب کا کہنا ہے کہ اگر شلوار نیچے سے فولڈ تھی اور اسی حالت میں نماز شروع کر دی تو نماز توڑ نا جائز نہیں ہوگا بلکہ نماز کو مکمل کر کے نماز کا اعادہ واجب ہوگا. اگر نماز توڑی تو گنہگار ہوگا۔ دلیل میں فرماتے ہیں کی شلوار کا فولڈ رہ جانا یے نماز کو توڑنے کا شرعی عذر نہیں ہے۔ کیا عالم صاحب کا کہنا درست ہیں؟ رہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نماز شروع کر کے بے ضرورت شرعیہ اس کو باطل کرنا نا جائز وگناہ ہے۔ کما قال اللہ تعالی: ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ پ 26 آیت 33 اسکے تحت صدر الافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس آیت میں عمل کے باطل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے تو آدمی جو عمل شروع کرے خواہ نفل ہی نماز ہو یا روزہ یا اور کوئی، لازم ہے کہ اسکو باطل نہ کرے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اوراعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: نیت توڑنا بے ضرورت شرعیہ سخت حرام ہے ۔)فتاوی رضویہ جلدسوم 383 (اور بلاشبہ فولڈنگ کو درست کرنے کے لیے نماز توڑنا جائز نہیں کہ ضرورت شرعیہ نہیں ہے بلکہ اصل نماز ہوجائے گی لیکن اعادہ واجب ہے۔پس مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ مذکورعالم صاحب کا کہنا درست وصحیح ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

نکاح خطاب وکتاب میں فرق

سوال: علمائے کرام توجہ فرمائیں نکاح فون ونکاح بالکتاب میں فرق کیا ہے؟ بیان فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: نکاح ٹیلی فون یعنی گفتگو کے ذریعہ نکاح، نکاح بالکتاب یعنی خط وکتابت کے ذریعہ نکاح۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ خطاب میں اگر قبول دوسری جگہ ہوا تو نکاح جائز نہیں اورکتابت میں جائز ہے۔جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: الفرق بین الکتاب والخطاب ان فی الخطاب لوقال قبلت فی مجلس آخرلم یجزوفی الکتاب یجوز۔ (رد المحتار جلد

چہارم ص.65)اسی لے فون کے ذریعہ نکاح درست نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایجاب وقبول مجلس واحد میں نہیں ہوتا۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

جیون بیمہ کا حکم

سوال: جیون بیمہ کے بارے میں شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے مفتیان کرام جواب سے نوازیں نوازش ہوگی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: جیون بیمہ اپنی اصل کے اعتبار سے قمار ہے کہ اس میں نفع اور نقصان دونوں ہی کا خطرہ ہے اس لیے شریعت مطہرہ نے اسکو حرام قرار دیا ہے۔لیکن اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر جیون بیمہ کمپنیوں کے سب مالکان غیر مسلم ہوں اور اس میں بیمہ کرانے والے کو کسی قسم کی غیر شرعی پابندی لازم نہ ہو اور مسلمان کا اس میں فائدہ ہی فائدہ ہو تو یہاں ہندوستان میں اسکی اجازت ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد ہفتم قدیم ص.113)

(فتاوی بحر العلوم جلد چہارم کتاب البیوع ص.96)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم
حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

شوھرکی پھلی بیوی کے لڑکاکادوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح کاحکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ درج ذیل مسئلہ کی معلومات کا طالب ہوں مفتیان کرام کی عنایت چاہتا ہوں۔ہندہ کی لڑکی شاہدہ ہے اوراسکےشوہر نےطلاق دیدی ہندہ نے بعد عدت دوسرے ایسےشوہر سےشادی کی کہ اسکے پاس پہلی بیوی سے ایک بکرنام کالڑکا ہے۔دریافت طلب امریہ ہےکہ کیا بکراورشاہدہ کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے۔جواب سےنوازیں اوراجرعظیم کے مستحق ہوں۔سائل غلام غوث بارہ بنکوی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں بکراورشاہدہ کے مابین نکاح جائزودرست ہےکہ نہ دونوں کاباپ ایک ہے نہ دونوں کی ماں ایک ہے۔ قال اللہ تعالی: واحل لکم ماوراءذلکم۔ اورانکے علاوہ جورہیں وہ تم پرحلال ہیں۔ (پارہ4 سورہ نساء)

هكذاقال صدرالشریعه فی الفتاوی الامجدیة من الجزء الثانی علی 55

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

سوتیلی بھن سے نکاح کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ زید کی 2 بیویاں ہیں. پہلی سے 1 لڑکا اور دسری سے 1 لڑکی.کیا یہ لڑکا لڑکی کا آپس میں نکاح جائز ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں نکاح حرام ہے ۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ بہن خواہ حقیقی ہوں یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی یعنی باپ ایک، مائیں دو یا ماں ایک باپ دو، سب حرام ہیں ۔

(بہار شریعت حصہ ہفتم حرمت نسب کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

اذان خطبہ میں انگوٹھا چومنا کیسا

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جمعہ کی اذان ثانی میں نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں نہ چومنا اولی ہے اور اگر چومے تو حرج نہیں۔ جیسا کہ امام اہلسنت حضور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ البریلوی فرماتے ہیں: اذان خطبہ کے جواب اوراسکے بعد دعاء میں اماموصاحبین رضی اللہ عنھم کا اختلاف ہے بچنا اولی اور کریں تو حرج نہیں یو ہیں اذان خطبہ میں نام پاک پر انگوٹھے چومنا اسکا بھی یہی حکم ہے لیکن خطبہ میں محض سکوت وسکون کا حکم ہے خطبہ میں نام پاک سن کر صرف دل میں درود شریف پڑ ہیں اور کچھ نہ کریں زبان کو جنبش بھی نہ دیں۔

(فتاوی رضویہ جلد سوم ص.759 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

پیروی بعد وصال یا قبل وصال

سوال: علمائے کرام کی بارگاہ میں مودّبانہ عرض ہیکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے پرکس موقعے پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز ادا کی وِصال شریف کے بعد یا حیاتِ ظاہری میں۔ برائے مہربانی حوالے کے ساتھ بتانے کی زحمت کی جائے۔مہربانی ہوگی۔سائل: افسر خاں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جو پیروی کی اور بارگاہ امام اعظم رضی اللہ عنہ میں اپنے مذہب پر عمل نہ کیاوہ امام الائمہ وکاشف الغمہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ہے کیونکہ جس سال امام اعظم کی وفات ہوئی اسی سال امام شافعی رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔جیسا کہ مقدمہ شامی میں ہے: ان اباحنیفة ولد سنة 80 ومات سنة 150 وعاش 70سنة والشافعي ولدسنة 150 ومات سنة 204 وعاش 54سنة۔
یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت 80 ہجری میں ہوئی اور وفات 150 ہجری میں ہوئی اور 70 سال آپ نے عمر پائی۔

(شامی ص. 165مطلب فی مولدالائمة الاربعه ووفاتهم ومدة حياتهم)

اورامام شافعی رضی اللہ عنہ کی ولادت 150 ہجری میں ہوئی اور وفات 204 ہجری میں ہوئی اور آپنے 54 سال کی عمر پائی۔اوراسی مقدمہ میں ہے: انی اتبرك بابی حنيفة واجئی الی قبره فاذاعرضت لی حاجة

صليت ركعتين وسالت الله تعالى عندقبره فتقضى سريعا وان الشافعي صلى الصبح عندقبره فلم يقنت فقيل له :لم؟ قال: تادبامع صاحب هذالقبر. وزادغيره انه لم يجهربالبسملة۔ (شامی جزء اول.ص 149 مطبوعه دار عالم الكتب. الرياض) یعنی امام شافعی نے فرمایا کہ میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا اور آپ کی قبر کے پاس آتا پھر جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں دو رکعت نماز ادا کرتا اور آپکی قبر کے پاس اللہ تعالی سے دعا کرتا تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی۔اور بعض نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام شافعی کے یہاں صبح کی نماز میں دعاءقنوت کا حکم ہے لیکن جب آپ امام اعظم کی بارگاہ میں ہوتے تو قنوت نہ پڑھتے پھر آپ سے کہا گیا کہ آپ اپنے مذہب پر عمل کیوں نہیں کرتے تو آپنے فرمایا صاحب قبر کاادب کرتے ہوئے اور بعض نے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ آپکے یہاں نماز میں بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنے کا حکم ہے لیکن جب آپ امام اعظم کی بارگاہ میں جاتے تو اپنے مذہب پر عمل نہ کرتے ہوئے بسم اللہ شریف جہر سے نہ پڑھتے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

قمر درعقرب میں شادی وغیرہ کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قمر درعقرب میں شادی وغیرہ کراسکتے ہیں کہ نہیں برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ دن منحوس ہوتا ہے اس میں کوئی نیک کام نہیں کرسکتے کیسا ہے۔جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔سائل: مجاہدالاسلام۔گجرات۔

الجواب بعون الملک الوہاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں ایسا عقیدہ رکھنا ناجائز وحرام اورغیراسلامی طریقہ ہے شریعت مطہرہ میں اسکی کوئی اصل نہیں اس لیے کہ شب وروز اور اسکے جداگانہ اوقات میں کچھ منحوس نہیں اور جوشخص کسی دن یارات کی اچھی یابری تاثیرکو ذاتی مانتا ہے تو حدیث مبارکہ میں اسکی سخت ممانعت آئی ہے۔جیسا کہ فرمان رسول پاک علیہ السلام ہے: عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاعدوی، ولاطیرولاهامة ولا صفر۔ (رواه البخاری)۔ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متعدی بیماری کچھ نہیں اور بدفالی کچھ نہیں، ہامہ کچھ نہیں اور صفر کی نحوست کچھ نہیں اسکی روایت امام بخاری نے بھی کی ہے۔(مشکوۃ شریف ص.390)

دوسری حدیث پاک میں ہے: عن ابی هریرة قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،لاعدوی، ولاھامۃ ولانوء ولاصفر (رواہ مسلم)۔ یعنی متعدی بیماری اور الو بولنے کی نحوست اور نچھترا اور صفر کی نحوست کچھ نہیں۔ (مشکوۃ شریف ص.392)

تیسری حدیث پاک میں ہے: اصبح من عبادی مومن بی وکافربی فامامن قال مطرنابرحمۃ اللہ وبرزق اللہ وبفضل اللہ فھومومن بی وکافر بالکوکب، وامامن قال مطرنابنجم کذافھومومن بالکوکب وکافربی۔ یعنی میرے بندوں میں سے کچھ نے مجھ پر ایمان لا کر اور کچھ نے کفر کر کے صبح کی، تو جس نے کہا اللہ کی رحمت اسکے رزق اور فضل سے ہم پر بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کا کفر کرنے والا ہے اور جس نے کہا فلاں ستارے نچھتر سے تو وہ ستاروں پر ایمان لایا اور میرا کفر کیا۔ (بخاری شریف جلدثانی باب غزوۃ الحدیبیۃ) مذکورہ احادیث مبارکہ سے ظاہر ہوا کہ کسی دن یا رات یا وقت کو منحوس سمجھنا خلاف شرع بلکہ گمراہی تک ہے۔

اور فقیہ اعظم ہند حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قمر درعقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

(بہار شریعت حصہ شانز دہم ص. 258 مطبوعہ قادری کتاب گھر)

مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دنوں میں کوئی دن اور اوقات میں کوئی وقت اور گھڑی منحوس اور نامبارک نہیں ہے سب دن اللہ تعالی کے ہیں تو کسی دن کی نحوست کا اعتقاد کرنا غیر اسلامی ہے۔

آگے فرماتے ہیں اسی لیے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر ایسے دن کوئی کام پڑ گیا ہو جسکو لوگ خلل مانتے ہوں تو تم کو اس دن اس کام سے رکنا نہیں چاہیے بلکہ کام کرنا چاہیے اور یہ دعا کر لینا چاہیے۔

عن عروۃ بن عامر قال ذکرت الطیرۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احسنھا الفال ولا ترد مسلما فاذا رای احدکم ما یکرہ فلیقل اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (مشکوۃ شریف ص. 392) عروہ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بدفالی اور نحوست کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک فال تو عمدہ ہے اور کوئی مسلمان اگر ایسی کوئی بات دیکھے جسے ناپسند کرے تو وہ اپنی رائے سے نہ لوٹے البتہ یہ دعا پڑھ لے: اے اللہ نیکی کو دینے والا اور برائی کو دفع کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں اور قوت اور طاقت تیری ہی ذات سے ہے۔ (فتاوی بحر العلوم جلد چہارم ص. 142۔141)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم
حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بے اذن ولی نماز جنازہ کا حکم

سوال: زید کی اہلیہ فوت ہوگئی اور زید ابھی سفر میں ہے زید کے محلے والوں نے زید سے ٹیلی فون کے زریعے نماز جنازہ کی اجازت مانگی زید نے اجازت نہیں دی اور محلے والوں نے نماز جنازہ پڑھ کر میت کو دفن بھی کردیا شریعت اسکے بارے میں کیا کہتی ہے۔جواب ضرور عنایت فرمائیں۔
سائل: محمد ابو الکلام۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں کہ شوہر عورت کا ولی نہیں۔جیسا کہ امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شوہر ولی نہیں نہ حیات میں نہ بعد موت۔(فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم ص 9 رضا اکیڈمی) دوسری جگہ فرماتے ہیں: درولایت نماز جنازہ شوہر از ہمہ اقارب موخراست ایں ولایت ہمچو ولایت نکاح بترتیب عصوبت وقرابت اقرب فالاقرب رارسد اگر ازیناں ہیچکس نباشد آنگاہ شوہر مقدم بود۔یعنی نماز جنازہ کی ولایت میں شوہر تمام اقارب کے بعد ہے یہ ولایت، ولایت نکاح کی طرح عصبہ ہونے میں اور قریبی ہونے کی ترتیب پر قریب تر ہے پھر قریب تر کے لیے ہوتی ہے

اگران میں سے کوئی نہ ہوتواس وقت شوہر مقدم ہوگا۔ (ایضاص.55)

اورولایت توبترتیب عصوبت ہوتی ہے الاقرب فالاقرب کے تحت لیکن یہاں باپ مقدم ہوگا بیٹے پر اور اگر بیٹا عالم اور باپ جاہل تو بیٹاہی اولی ہے اگرکوئی ولی نہ ہوتو شوہر پھر ہمسائے۔جیساکہ علامہ علاؤالدین الحصکفی علیہ الرحمہ نےفرمایا: ثم الولی(بترتیب عصوبۃ الانکاح الاالاب فیقدم علی الابن اتفاقاالاان یکون عالماوالاب جاھلا فالابن اولی فان لم یکن لہ ولی فالزوج ثم الجیران)(درمختار باب صلوۃ الجنائز جلداول ص. 12 مطبع مجتبائی دہلی) (عبارت کامفہوم اوپرواضح کردیاگیاہے۔

پس صورت مسئولہ میں اگرولی یعنی باپ یابیٹے وغیرہ نےنماز پڑھائی یاکسی امام کی متابعت میں پڑھ لی تو نماز جنازہ ہوگئی پھردوبارہ کسی کوپڑھناجائزنہیں ہوگااوراگرولی نے نہ پڑھائی نہ کسی کی متابعت میں پڑھی تب بھی نماز جنازہ ہوگئی مگرولی کودوبارہ پڑھنے کی اجازت ہے یہ بھی اس وقت کہ جس نے پڑھایاوہ ولی پرترجیح نہ رکھتا ہو۔جیسا کہ امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں جس میں ولی داخل نہ ہوانمازہوگئی مگر جونماز جنازہ بے اجازت ولی پڑھی جائے ولی کواختیار ہے کہ دوبارہ پڑھےمگر جوپہلے پڑھ چکے ہیں وہ دوبارہ نہیں پڑھ سکتے پھریہ بھی اس صورت میں ہے کہ پہلی نماز کسی ایسے نے پڑھی جس پرولی کوترجیح تھی ورنہ

اگر مثلا بادشاہ اسلام یا قاضیٔ شرع یا امام حی نے نماز پڑھادی تو ولی کو اعادہ کا اختیار نہیں کہ وہ اس باب میں ولی سے مقدم ہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد چہارم ص.33 رضا اکیڈمی ممبئی)

وھکذا فی الدر المختار من الجزء الاول علی 123_122

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بضرورت شرعی نسبندی کا حکم

سوال: مفتیان کرام کی باوقار بارگاہ میں یہ عرض ہیکہ خالدہ کو بچہ کی پیدائش میں دقت آنے کے سبب بڑے آپریشن سے بچہ کو نکالنا ہوتا ہے اور دو بار ایسا کر چکی ہے آگے کیلیے ڈاکٹر نے اسے کہہ دیا ہے کہ تم نسبندی کر کے یہ معاملہ ختم کر دو ورنہ تیسرے بچے کے وقت تمہاری جان جا سکتی ہے تمہیں.بہت بڑا خطرہ ہے یعنی تمہیں جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا تو کیا خالدہ ڈاکٹر کے کہنے پر اپنی جان بچانے کیلیے نسبندی کرا سکتی ہے۔اگر اس کی کوئی صورت ہوتو کرم فرما کر مطلع فرمائیں سائل:(علامہ) صادق رضا پٹنہ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بانجھ کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے

بشر کی طاقت نہیں۔ یجعل من یشاء عقیما۔ (سورہ شوری) ہاں ایسی دوا کا استعمال جس سے حمل نہ ہونے پائے اگر کسی ضرورت شدیدہ قابل قبول شرع کے سبب ہے حرج نہیں ورنہ سخت شنیع ومعیوب ہے اور شرعا ایسا قصد ناجائز وحرام ہے ۔ وقد نھی صلی اللہ علیہ وسلم عن الخصاء وعن التبتل والرھبانیۃ وھذا بمعناھا۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم نصف آخر ص. 298 رضا اکیڈمی)

اور مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نسبندی کسی صورت میں جائز نہیں یہ ناجائز وحرام ہے البتہ ضبط تولید کے اور طریقے جیسے کنڈوم لگانے یا کھانے کی مانع حمل دوائیں صحیح عقیدہ کے ساتھ یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہوئے یہ طریقے اسبابِ علاج ہیں مؤثر حقیقی اللہ تعالی ہے، جائز ہے۔

(فتاوی بحر العلوم جلد دوم ص. 608)

پس صورت مسئولہ میں اگر عورت کو استقرار حمل کی صورت میں جان جانے یا ضرر کا گمان غالب ہے تو خالدہ تجربہ کار ماہر مسلمان سرجنوں سے اچھی طرح تحقیق کرلے اگر انسداد رحم کے علاوہ کوئی کارگر تدبیر نہ ہو تو اسکو ایسا کرانے کی اجازت ہوگی۔ کہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے الضرورات تبیح المحذورات ضرورت یعنی حد درجہ کی شرعی مجبوری ممنوع چیزوں کو مباح بنادیتی ہے ۔ (الاشباہ) اور صورت مسئولہ میں طبیب حاذق غیر فاسق ہی کا کہنا کافی ہوگا۔ جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے : ویعرف ذالك الخوف امابغلبة

الظن عن امارة او تجربة او اخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق كذا فى شرح منية المصلى لابراهيم الحلبى۔
(فتاوی ہندیہ جلد اول باب رابع ص.28)

اسکی ترجمانی حاشیہ فتاوی رضویہ میں یوں ہے: کسی ڈاکٹر یا فاسق یا ناقص طبیب کا کہنا کافی نہیں بلکہ تین دلائل شرعیہ سے ایک ہونا ضروری ہے ۔(1) ظاہر، واضح، روشن علامت (2) صحیح تجربہ (3) یا طبیب حاذق مسلمان، غیر فاسق کا بیان۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد اول ص.613 رضا اکیڈمی)

لیکن فی زماننا طبیب حاذق غیر فاسق شاذ ہیں مگر جدید آلات طب وغیرہ کی ایجاد ایسی ہوگئی ہے کہ عوام وخواص سب علاج کراتے اور اعتماد کرتے ہیں۔لہذا جدید آلات طب کی رپوٹ کافی ہونی چاہیے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

غیر عالم کو وعظ کہنے کا حکم

سوال: غیر عالم کا بیان اور تقریر کرنے کا کیا حکم ہے کیا کوئی مبلغ جو عالم نہیں ہے اور تقریر کرتا ہے جمع کے دن مسجد اور اجتماع وغیرہا میں کیا یہ جائز ہے حوالہ کے ساتھ رہنمائی فرمائیں جزاک اللہ خیرا۔سائل محمد افروز نورانی۔

الجواب بعون الملک الوهاب: غیر عالم کا زبانی وعظ کہنا جائز نہیں ہاں اگر کسی سنی صحیح العقیدہ عالم کی کتاب پڑھ کر سناتا ہے تو اس میں حرج نہیں ۔ اعلی حضرت علیہ الرحمہ قدس سرہ سے سوال ہوا کہ زید نے محض فقہ کی تین کتابیں پڑھی ہیں اردو بولنے اور صحیح املا لکھنے کی لیاقت نہیں ہے اور صرف ونحو سے بالکل ناواقف ہے حتی کہ میزان الصرف نہیں جانتا بلکہ صرف ونحو کے پڑھنے کو حرام اور اس کے پڑھنے کو اچھا نہیں سمجھتا اور فارسی بھی نہیں جانتا ایسے شخص کو منبر پر بیٹھ کر کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر بیٹھ جائے تو مسلمان اسکو منبر سے اتار سکتے ہیں یا نہیں؟ جوابا ارشاد فرماتے ہیں: جاہل اردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ جاہل فاسق مثلا داڑھی منڈا وغیرہ نہ ہو کہ اس وقت وہ جاہل سفیر محض ہے اور حقیقۃ وعظ اس عالم کا جسکی کتاب پڑھی جائے ۔ اور اگر ایسا نہیں (یعنی کتاب پڑھ کر نہ سنائے) بلکہ جاہل خود کچھ بیان کرنے بیٹھے تو اسے وعظ کہنا حرام ہے اور اسکا وعظ سننا حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اسے منبر سے اتار دیں کہ اس میں نہی منکر ہے اور نہی منکر واجب ہے واللہ تعالی اعلم ۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد نہم نصف دوم ص. 306 .رضا اکیڈمی) نیز الملفوظ شریف میں ہے: عرض: کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے ۔ ارشاد: غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے ۔ (الملفوظ شریف حصہ اول ص.5)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم
حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

گورنمنٹ ملازم کی امامت کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔زید ایک بہترین عالم دین اور حافظ وقاری ہیں فی الوقت نوری مسجد بوکارو جھارکھنڈ میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور وہیں انکی مڈل اسکول میں سرکاری نوکری ہے مصلیان کرام میں چند حضرات کو اعتراض ہے کہ انکی سرکاری نوکری ہے اس لیے ایسے امام کو رکھا جائے جو سرکاری نوکری نہ کرتے ہوں۔ سوال یہ ہیکہ کیا سرکاری نوکری کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی قباحت ہے؟ برائے کرم قران وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں تاکہ معترضین کو خاموش کیا جاسکے اور عوام میں ایسی فکریوں پیدا ہوئی اگر کوئی علت ہو تو بتانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جو شخص گورنمنٹ کا ملازم ہے یا نہیں ہے ہر ایک کو امام بنانا جائز ہے بشرطیکہ اس میں شرائط امامت پائے جائیں کیونکہ امام کیلیے گورنمنٹی ملازمت نہ ہونا ضروری نہیں۔حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء

الاسلام والبلوغ والعقل والذکورۃ والقراءۃ والسلامۃ
۔(در مختار جلد اول ص. 206) حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: امام کیلیے چھ شرطیں ہیں اسلام، بلوغ، عاقل، مرد، قراءت، معذور نہ ہونا۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص. 111) اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: امام اسے کیاجائے جو سنی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ، صحیح القراءۃ مسائل نماز وطہارت کاعالم غیر فاسق ہو۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم قدیم ص. 269)

علامہ عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: امام کیلیے نہ توسند یافتہ عالم ہوناضروری ہے نہ گورنمنٹ کی ملازمت مطلقّااسکے منافی، امامت کیلیے امام کاسب سے پہلے سنی صحیح العقیدہ ہوناضروری ہے قرآن عظیم صحیح پڑھناضروری ہے اتنے مسائل جانناضروری ہے جس سے نماز صحیح طریقہ پرادا کرسکے اور علی الاعلان گناہ نہ کرتاہو یعنی فاسق معلن نہ ہو۔

پس سوال میں جس شخص کے بارے میں ذکرہے اگران شرطوں پرپورااترتاہے تواسکی امامت صحیح ہےاور اعتراض کرنے والے غلطی پرہیں اوراگران شرطوں سے کوئی شرط نہ پائی جائے توامامت صحیح نہیں چاہے گورنمنٹ کاملازم نہ ہو۔ (فتاوی بحرالعلوم جلداول ص. 383)

نیز برتقدیر صدق مستفتی مذکورہ امام صاحب جب بہترین عالم

دین اور حافظ و قاری ہیں اور کوئی امور منافئ امامت نہیں تو وہ بخوبی مستحق امامت ہیں۔ جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہر جماعت میں سب سے زیادہ مستحق امامت وہی ہے جو ان سب سے زیادہ مسائل نماز و طہارت جانتا ہے اگرچہ اور مسائل میں دوسروں کے کم علم ہو مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد نہ آنے پائے اور فاسق و بدمذہب نہ ہو۔ (ایضاص. 148)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بال میں سیندور لگانے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرات اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں جو عورتیں سر پر (ماتھے) سندور یعنی لال کلر لگاتی ہیں؟ اس کے بارے میں سنت و حدیث کے مطابق کیا حکم ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔ جزاک اللہ خیرا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عورتوں کو سیندور لگانا جائز نہیں کہ یہ مثلہ میں داخل ہے جو کہ حرام ہے ۔ جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سیندور لگانا مثلہ

میں داخل اور حرام ہے نیز اسکا جرم پانی بہنے سے مانع نہ ہوگا جس سے غسل نہیں اترے گا۔ (فتاوی امجدیہ جلد چہارم ص.60)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عورت کا مہر معاف کرنا کیسا ہے

سوال: السلام علیکم ورحمتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں ایک لڑکی کی مہر فاطمی ادھار تھی اب دونوں میں بحث چلی شوہر کہتا ہے بیوی نے مہر معاف کر دی بیوی کہتی ہے نہیں کی کیا بیوی کے معاف کرنے سے معاف ہو جائیگی یا نہیں نوبت طلاق تک پہنچ گئی ہے مسئلہ واضح فرمائیں حضرات۔سائل: محمد محفوظ عالم۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں اگر بیوی نے بلا جبر واکراہ مہر معاف کر دیا تو معاف ہو جائے گا۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب برضاو رغبت معاف کر دیا تو معاف ہوگیا اور اب وہ مستحق نہ رہی۔

اور اسی میں عالمگیری سے ہے:وان حطت عن مھرھا صح الحط کذافی الھدایہ ولابدفی صحۃ حطھامن الرضاحتی لو

كانت مكرهة لم يصح ومن ان لاتكون مريضة مرض الموت هكذافی البحرالرائق۔ یعنی عورت نے اگرمہرساقط کردیا تواسکاساقط کرنا صحیح ہے اسی طرح ہدایہ میں ہے اورمہر ساقط کرنے کے صحیح ہونے میں رضاضروری ہے یہاں تک کہ اگراکراہ شرعی کی وجہ سے معاف کیا تو مہرساقط یعنی معاف نہ ہوگااوراسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مرض الموت میں نہ ہو اسی طرح بحرالرائق میں ہے ۔(فتاوی امجدیہ جلد دوم ص. 143) اوراسی میں دوسری جگہ ہے کہ جب مہر معاف کردیا تو معاف ہوگیااسکا مطالبہ نہیں کرسکتی ۔ (ایضاص.147)

اورملک العلماء ابن مسعود الکاسانی فرماتے ہیں: مايسقط به كل المهر. منها:الابراء عن كل المهرقبل الدخول وبعده اذاكان المهردينا، لان الابراء اسقاط۔ یعنی جسکے سبب سے کل مہرساقط ہوجاتاہے ان میں سے ایک یہ ہےکہ کل مہر سے بری کردیناہے دخول سے پہلے اوراسکے بعد جبکہ مہرقرض ہواس لیے کہ بری کردینایہ ساقط کر دیناہے ۔(بدائع الصنائع الجزءالثانی ص.436 مطبوعہ برکات رضافوربندر)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

اللہ تعالی کاروح قبض کرنا

سوال: السلام علیکم۔حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روح کس نے قبض کی اور کیسے قبض کی۔مع حوالہ بیان کریں۔سائل:اے خان۔

الجواب بعون الملک الوھاب: سیدہ طیبہ عابدہ زاہدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح اقدس کوخود اللہ تبارک وتعالی نے نکالی انکی طرف کوئی فرشتہ نہیں بھیجا گیا۔

(تفسیر نعیمی پارہ ہفتم ص.537 معلومات ص.136)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

حاملہ جانورکی قربانی کاحکم

سوال: مسئلہ بہت جلدحل فرمائیں بکری اگرحاملہ ہواورقربانی اس شخص پرواجب ہوجس کی بکری ہےتوکیااسکی قربانی کی جائے یادوسرا جانورخرید کر قربانی کی جائے اسکا کیا شرعی حکم ہےجواب فوراً عنایت کردیں مہربانی ہوگی۔سائل:(قاری)عبدالمتین۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اگربکری کاحمل ایساہےکہ اس میں جان نہیں پڑی توبالاتفاق جائزہےمگرجان پڑنے کے

بعد اسکی قربانی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ جیسا کہ فقیہ النفس علامہ حسن بن منصور المعروف بقاضی خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شاۃ اوبقرۃ اشرفت علی الولادۃ قالوایکرہ ذبحھالان فیہ تضییع الولدوھذاقول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ۔ یعنی وہ بکری یا گائے جوولادت کے قریب ہے فقہاء نے فرمایااسکاذبح کرنامکروہ ہے اس لیے کہ اس میں بچے کو ضائع کرنا ہے اور یہ قول امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ہے۔(فتاوی خانیہ جلدسوم ص.367)

الانتباہ!! واضح رہے مذکورہ عبارت میں کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے کیونکہ علامہ قاضی خاں قول ضعیف میں قالوافرماتے ہیں۔ ھکذافی الفتاوی الھندیہ من الجزءالخامس علی 287 وھکذا فی بحرالرائق من الجزءالتاسع علی313

اوراعلی حضرت علیہ الرحمہ البریلوی فرماتے ہیں: دودھ کے جانوریا گابھن کی قربانی اگرچہ صحیح ہے مگر ناپسند ہے حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی۔ (فتاوی رضویہ جلدہشتم ص.393رضااکیڈمی) اورفقیہ اعظم ہندحضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گابھن جانورکی بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر گابھن ہونا معلوم ہے تواحترازاولی اوراگرصرف پندرہ بیس روزکا گابھن ہے تواس میں کسی قسم کامضائقہ نہیں۔ (فتاوی امجدیہ جلدسوم ص.328)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم
حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

امام کے ساتھ قصائی نے بھی ذبح کرنے میں ہاتھ بٹائی توذبح کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بارگاہ علماء الاعلام میں ایک سوال ہے قصائی پوری طرح تیاری کر چکا ہے جانور بھی قربان گاہ میں موجود ہے قریبی مسجد کے پیش امام بھی تیز چھری ہاتھ میں لیے تیار کھڑے ہیں صاحب قربانی بھی لفافہ ہاتھ میں لیے انتظار میں ہیں کہ ذبح کے فورا بعد امام صاحب کی خدمت میں پیش کرنا ہے ایسے میں قصائی نے جانور کو زمین پر گرایا امام صاحب آگے بڑھے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر جانور کے گلے پر چھری چلائی لیکن ذبح ہونے سے پہلے ہی قصائی نے بھی بغیر بسم اللہ پڑھے چھری پر ہاتھ لگایا اب اس جانور کا کیا حکم ہوگا آیا حلال ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

نیز ایک اشکال اور دور فرمادیں کہ ذابح نے چھری چلائی جلد کٹ چکی تھی اسکے بعد اگر دوسرے نے بغیر بسم اللہ پھر ہاتھ لگایا تو اب کیا حکم ہوگا یا کتنا کٹنے کے بعد بغیر بسم اللہ پڑھے دوسرے کے ہاتھ لگانے سے جانور حرام نہیں ہوگا؟ طوالت کیلیے معذرت۔سائل: (حافظ وقاری مولینا) عتیق الزماں (صاحب) ممبئی

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں امام کے ساتھ قصائی پر بھی بسم اللہ پڑھنا ضروری تھا اگر قصائی نے قصداً تسمیہ کو ترک کیا یا اس گمان سے کہ امام صاحب نے تسمیہ پڑھ لیا تو جانور حلال نہ ہوگا۔ علامہ علاؤ الدین الحصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تشترط التسمیة من الذابح۔ اور علامہ شامی اسکی شرح میں فرماتے ہیں: وشمل ما اذا کان الذابح اثنین فلو سمی احدھما وترك الثانی عمدا حرم اکله کما فی التاتر خانیه۔ (درمختار مع شامی جلد نہم ص. 438) یعنی جب ذابح دو ہوں تو دونوں پر تسمیہ پڑھنا ضروری ہے اگر اس میں سے کسی ایک نے عمداً ترک کر دیا تو جانور حرام ہوگا ایسا ہی تاتارخانیہ میں بھی ہے۔

دوسری جگہ علامہ حصکفی فرماتے ہیں: فوضع یدہ مع ید القصاب فی الذبح واعانه علی الذبح سمی کل وجوبا فلو ترکھا احدھما او ظن ان تسمیة احدھما تکفی حرمت۔ یعنی اگر کسی نے اپنے ہاتھ کو قصاب کے ہاتھ کے ساتھ رکھا اور ذبح میں مدد کی تو دونوں پر تسمیہ ضروری ہے اگر ان میں سے ایک نے تسمیہ ترک کر دیا یا گمان کیا کہ دونوں میں سے ایک کی تسمیہ کافی ہے تو ذبیحہ حرام ہے۔ (درمختار جلد نہم ص. 482)

اور علامہ عبد العلی برجندی فرماتے ہیں: یشترط تسمیة من اعان الذبح بحیث وضع یدہ علی المذبح کما وضع الذابح حتی

لو ترك احدهما التسمية لايحل۔ (شرح النقایہ جلد سوم ص.191)
اور فقیہ النفس علامہ قاضی خاں فرماتے ہیں: یجب علی کل واحد منهما التسمیة حتی لو ترك احدهما التسمیة لاتحل الذبیحة۔
(فتاوی خانیہ جلد سوم ص.355)
دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ذابح ومعین ذابح دونوں پر تسمیہ ضروری ہے اگر کسی نے عمدا ترک کیا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔ اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک نے دوسرے کو نفس ذبح میں مدد کی مثلا زید ذبح کرتا ہے عمرو نے دیکھا اسکا ہاتھ ضعیف ہے ذبح میں دیر ہو گی اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا اور دونوں نے مل کر چھری پھیری تو بیشک دونوں میں جو کوئی قصدا تکبیر نہ کہے گا جانور حرام ہو جائے گا۔ ملخصا۔ (فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص.316 رضا اکیڈمی)
دفع اشکال یہ ہے کہ اگر دوسرے نے فقط جلد کٹنے کے بعد بغیر تکبیر کے ذبح کیا تو جانور حلال نہ ہوگا اس لیے کہ صحت ذبح کے لیے تین رگوں یا ان میں سے ہر ایک کے اکثر حصہ کا کٹنا شرط ہے اور امام صاحب نے رگوں کو کاٹا نہیں اور دوسرے نے کاٹا لیکن بسم اللہ نہیں پڑھا جو کہ بنیادی شرط تھی۔
علامہ حصکفی فرماتے ہیں: وحل المذبوح بقطع ای ثلاث منها یعنی مذبوح کے حلال ہونے کے لیے تین رگوں کا کٹنا ضروری ہے۔ (درمختار جلد نہم ص. 425) فتاوی عالمگیری میں ہے: اذا قطع نصف الحلقوم ونصف الاوداج ونصف المرئی لایحل لان الحل متعلق

بقطع الکل اوالاکثر۔ یعنی جب نصف حلقوم اورنصف ودجین اورنصف مرئ کٹا تو جانورحلال نہ ہوگا اس لیے کہ حلت متعلق ہے کل یا اکثر کے کٹنے سے۔ (جلد پنجم ص. 287) اورحضورصدرالشریعہ فرماتے ہیں کہ جانورحلال ہوجائے گا جبکہ موضع ذبح کی اکثر رگیں کٹ جائیں۔(فتاوی امجدیہ جلدسوم ص. 294)

حلقوم،مری،ودجین،کی وضاحت۔جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں چار ہیں:

(1)حلقوم،جس میں سانس آتی جاتی ہے

(2)مری،جس سے کھانا،پانی اترتا ہے

(4،3)ودجین جس میں خون کی روانی ہوتی ہے

فتاوی امجدیہ جلدسوم ص. 294 کا حاشیہ نمبر ایک

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مہرسے متعلق متعدد سوالات کے جوابات

سوال: علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔زیداور خالدہ نے شادی ونکاح کیا.مہر کی مقدار دس 10 پون سونا مقرر کی گئی. پانچ پون تو اسی دن دیا اور باقی کے پانچ کو مہر مؤجل غیر معین مدت تک کے لیے کہہ دیا.اب تقریباً پانچ سال

اکٹھے رہنے کے بعد دونوں کا طلاق ہوا.تو زید خالدہ کو نفقہ تو دے گا. پھر کیا مہر واپس کرتے وقت اس مہر کو نفقہ میں شمار کیا جائے گا یا مہر الگ سے ہوگا۔

سوالات: (1) دس پون سونا یا چاندی سے مہر ہو جائے گا کیا (2) کیا آدھا مہر ابھی دیں اور باقی بعد میں، کیا یہ جائز ہے؟ (3) آدھا مہر تو معجلا ادا کر دیا باقی کو مؤجل کر دیا کیا یہ شرعی رو سے صحیح ہے۔ (4) کیا مہر مؤجل میں مدت معین نہیں کرنا صحیح ہے؟ اگر معین نہ کی ہو تو کتنے مدت پر یہ مہر مؤجل دینے کا تعین ہوگا؟

(5) طلاق کے بعد مہر جو دیا تھا اس سے کتنا واپس کرے گا؟ مدخول بہا اور غیر مدخول کا حکم کیا ہے؟

(6) اگر باقی کا آدھا مہر مؤجل وہ طلاق بعد دیتا ہے یا کیا جو بھی دیتا ہے مہر واپس کرتا ہے اس کا شمار خالدہ کو دیے جانے والے نفقہ میں ہوگا یا وہ دوسرا کچھ الگ ہوگا؟ مبرہن و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: (1) دس پون کی مقدار اگر دس درہم یا زیادہ ہے تو مہر ہو جائے گا اور اگر کم ہے تو اتنا اور ملائے جس سے دس درہم ہو جائے۔ شرح وقایہ میں ہے: **المہر اقلہ عشرۃ دراھم۔** اور اسکے حاشیہ میں حدیث شریف ہے: **لامھر دون عشرۃ دراھم۔** (شرح وقایہ جلد دوم ص.30 اور حاشیہ نمبر 3) یعنی مہر دس درہم کی مقدار سے کم جائز نہیں۔

(4،3،2) آدھامہرابھی دیں باقی بعدمیں ایساجائز ہے نیز آدھے کومعجل اورآدھے کومؤجل کرنا صحیح ہےاور مؤجل میں میعادکومقرر کرناہوتاہے ۔جیساکہ حضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مہر کی تین قسمیں ہیں:

اول: معجل ۔کہ خلوت سے پہلے دیناقرار پایاہے

دوم: مؤجل ۔جس کے لیےکوئی میعادمقررہو

سوم: مطلق ۔جس میں نہ وہ ہونہ یہ یعنی نہ خلوت سے پہلے دیناقرار پایاہونہ ہی اسکے لیےکوئی مدت مقررہواور یہ بھی ہوسکتاہےکہ کچھ حصہ معجل ہویامطلق یاکچھ مؤجل ہوکچھ مطلق یاکچھ معجل اور کچھ مؤجل اور کچھ مطلق ۔

(بہارشریعت حصہ ہفتم ص.74)

اوراگرمدت متعین نہ کی تومہر مطلق ہوااب آپسی رضاسے جوچاہیں متعین کرلیں جیساکہ اوپر کی عبارت سےظاہرہے ۔

(5)اگرخلوت صحیحہ پائی گئی تومقررمہر دیناواجب ہوگاورنہ نصف ۔شرح وقایہ میں ہے: فالمسمی عندالوطی اوموت احدھماونصفه بطلاق قبل وطی وخلوۃ صحت یعنی مقررہ مہرواجب ہوگاوطی اورزوجین میں سےکسی کےموت کےوقت اورنصف مہرواجب ہوگاوطی اورخلوۃ صحیحہ سےقبل طلاق دینے سے ۔ (کتاب النکاح جلدثانی ص.31)

(6) اسکاشمارنفقہ سے نہیں ہوگااس لیے کہ مہرمنافع بضعہ کے عوض ہوتاہےجبکہ نفقہ عورت کوملک متعہ کے لیے قید کرنے کی جزاہے ۔شرح وقایہ

کے حاشیہ میں ہے : المهر عبارة عمایساق الی الزوجة من الزوج عوضا لمنافع البضعه... النفقة جزاءالاحتباس لملك المتعة۔ (شرح وقایہ جلد دوم باب المہر ص.30.حاشیہ 1..وباب النفقۃص.150 حاشیہ 3)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

شوھرکاانتقال ھوااورعورت سفرمیں ھوتوکیاوہ گھرآسکتی ھے

سوال: کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل کے بارے میں۔زید نے دوشادی کی تھی اب جبکہ زید بیمار ہوا دونوں بیویاں علاج کیلیے دوسرے شہر لےگئیں۔زید کا وہاں انتقال ہوگیا دونوں بیویاں وہیں عدت کے ایام گزارنے کی نیت سے رک گئیں اب دونوں کہتی ہیں کہ چالیسواں کر کے اپنے گھر جائیں گے۔کیاعدت سے نکل کر زید کی دونوں بیویاں اپنے گھر جاسکتی ہیں؟ براہے کرم عندالشرع بحوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں عورت کوسفر کرنا جائزنہیں ہے وہیں عدت گزارنی چاہیے۔عالمگیری میں ہے:

لوسافر بها ثم مات عنها ان كان كل واحد من الطرفين فی سفر و كانت فی مصر لم تخرج بغير محرم وان كان معها محرم لم تخرج عند ابی حنيفة وهو الاظهر یعنی شوہر عورت کو ساتھ لے کر سفر میں گیا اور سفر ہی میں شوہر کا انتقال ہو گیا. جہاں انتقال ہوا اور گھر میں 90 کلو میٹر کی دوری ہو اور وہ جگہ آبادی ہو تو عورت کے ساتھ کوئی محرم ہو یا نہ ہو عورت وہیں عدت پوری کرے۔

(بحوالہ فتاوی بحر العلوم جلد سوم ص.425)

بحر الرائق جلد 261 / 4 میں ہے: مات عنها فی سفر فلو كانت فی مصر تعتد ثمة فتخرج بمحرم یعنی سفر میں شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس مکان اور شوہر کے جائے قیام میں مدت سفر کی دوری ہو تو عورت اگر آبادی میں ہے تو وہیں عدت گذارے پھر کسی محرم کے ساتھ نکلے۔(ایضا ص.425) اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اسی طرح کے سوال کے جواب میں کہ عورت کو سفر کرنا حرام تھا۔ (فتاوی رضویہ جلد پنجم قدیم ص . 857) لہذا عورت جب کچھ دن عدت وہاں گذار لی ہے تو باقی بھی وہاں گذارے چار مہینہ دس دن کی مدت کوئی لمبی مدت نہیں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

جفتی کرانے کا روپیہ لینے کا حکم

سوال: کچھ لوگ اپنے گھروں میں انڈو بکرے رکھتے ہیں اور جولوگ اپنے گھروں میں بکریاں پالتے ہیں انکی بکری جب گرم ہوتی ہےتو وہ لوگ انڈو بکرے کے پاس لے جاتے ہیں۔انڈو بکرا بکری سے صحبت کرتا ہےاور بکری کے حمل ٹھہر جاتا ہےاور پھر چھ ماہ میں بکری بچے دیتی ہے۔اب قابل غور بات یہ ہے کہ انڈو بکرے والا بکری والے سے 100 روپیے لیتا ہے۔کیا انڈو بکرے والے کی یہ رقم حلال ہے یا حرام ہے۔جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا فاروق رضا برکاتی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بکرا کے جفتی کرنے کا پیسہ لینا جائز نہیں۔ ہدایہ جلد سوم ص. 287 میں ہے. لا یجوز اخذ اجرۃ عسب التیس وھو ان یواجر فحلا لینزو علی اناث۔
(بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد دوم ص. 419)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

دونوں سجدوں کے درمیان کیا پڑھیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں کیا پڑھا جائے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں؟ محمد غوث محی الدین ہولگندہ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: دونوں سجدوں کے درمیان اللھم اغفرلی کہنا مستحب ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ دونوں سجدوں کے درمیان میں اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی پڑھنا چاہیے امام کو یا مقتدی کو یا دونوں کو یا امام ومقتدی بلا اسکے پڑھے دونوں سجدے ادا کریں؟ جواباً فرماتے ہیں: اللھم اغفرلی کہنا امام ومقتدی ومنفرد سب کو مستحب ہے اور زیادہ طویل دعاء سب کو مکروہ ہاں منفرد کو نوافل میں مضائقہ نہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص.62۔61.رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

قسط پر گاڑی لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت ذیل میں تحریر کردہ سوال کے بارمیں کہ زید جو کہ ایک مسجد کے امام ہیں ساتھ ہی ساتھ ایک چھوٹا سا

تجارت بھی ہے،اسی تجارتی ضرورت اور شہر میں چل کر بچوں کو قرآن پڑھانا، مذکورہ ضرورتوں کے تحت ایک موٹر سائیکل خریدا جس کا لگ بھگ آدھا پیسہ کمپنی کو دیا باقی کا فائینس کر دیا دو سال کیلیے جس میں (Extra) گیارہ ہزار روپیہ دینا پڑ رہا ہے۔ اس مسئلے کا جوبھی حکم ہو امامت، نماز، جواز، جلدی سے جلدی ہو سکے تحریر فرمائیں تا کہ حالات کو بہتر بنایا جاسکے ۔والسلام مع الاکرام۔سائل: محمد شوکت علی رضوی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اس طرح فائینس یعنی قسط پر گاڑی وغیرہ خریدنا جس میں نقد کے بنسبت زیادہ دام دینا پڑے جائز ہے کہ یہ زیادتی سود نہیں۔جیسا کہ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں: ان کون الثمن علی تقدیر النقد الفا وعلی تقدیر النسیئۃ الفین لیس فی معنی الربا یعنی قیمت نقد کے طور پر ایک ہزار ہو اور ادھار کے طور پر دو ہزار ہو تو یہ سود کے معنی میں نہیں۔

(فتح القدیر جلد سادس ص.81)

اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قرضوں پر بیچنے میں نقد بیچنے سے دام زائد لینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا یہ باہمی تراضی بائع ومشتری پر ہے۔ قال اللہ تعالی: الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔

(فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص. 472 رضا اکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم
حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سینگ نہ نکلے تو قربانی کا حکم

سوال: کیا داغے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے؟ بچپن میں سینگ کو داغ دیتے ہیں جس کی وجہ سے سینگ نہیں نکلتا تو کیا اسکی قربانی جائز ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ فعل کرنے سے سینگ نہ نکلے تب بھی قربانی جائز و درست ہے اس لیے کہ سینگ جانور کے اعضاء سے ضرور ہے مگر یہ عضو کامل مقصود نہیں اور جو عضو کامل مقصود نہ ہو اسکے فوت ہونے یا پیدائشی طور پر نہ ہونے سے قربانی کے صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہی وجہ ہے کہ اگر جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہیں نکلتی یا اس جانور کے سینگ ہوتی ہی نہیں جیسے اونٹ تو بھی قربانی صحیح ہے اسکے برخلاف اگر عضو کامل مقصود فوت ہو جائے یا پیدائشی طور پر معدوم ہو جیسے کان، دم، تو قربانی صحیح نہ ہوگی۔

جیسا کہ علامہ برہان الدین مرغینانی فرماتے ہیں: ولا تجزی مقطوعة الاذن والذنب اما الاذن فلقوله علیه السلام استشرفو العین والاذن ای اطلبوا اسلامتها واما الذنب فلانه عضو کامل مقصود فصار کالاذن ویجوزان یضحی بالجماء وھی

اللتی لاقرن لھالان القرن لایتعلق به مقصود و کذا مکسورۃ القرن لماقلنا۔(ہدایہ 4/ 431) (مفہوم اوپر بیان کردیا گیاہے) فتاوی شامی میں ہے: ویضحی بالجماء اللتی لاقرن لھا خلقة۔(9/ 467) فتاوی ہندیہ میں ہے: ویجوز بالجماء اللتی لاقرن لھا۔ (جلد پنجم ص.297)

مجمع الانھر میں ہے: وھی اللتی لاقرن لھابالخلقة اذلایتعلق به المقصود۔(4/171) مذکورہ فقہی عبارات کاخلاصہ یہ ہے کہ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوتواسکی قربانی جائز ہے اس لیے کہ سینگ سے مقصود متعلق نہیں۔اوراعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایراث نقص میں عدم طاری واصلی میں تفرقہ کی کوئی وجہ ظاہر نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص.470 مطبوعہ رضااکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

قربانی کی کھال مسجدمیں دینے کاحکم

سوال: قربانی کی کھال مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ سائل: مسلم رضانعمانی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں کھال مسجد میں دینا جائز ہے۔تبیین الحقائق میں ہے۔جاز لانہ قربۃ کالتصدق یعنی جائز ہے اس لیے کہ یہ قربت ہے جیسے کہ صدقہ۔(جلد سادس ص.9)

اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قربانی کے چمڑوں کو للہ مسجد میں دے دینا کہ انھیں یا انکی قیمت کو متولی یا منتظمان مسجد، مسجد کے کاموں مثلاً ڈول رسی، چراغ بتی، فرش مرمت، تنخواہ امام ومؤذن وغیرہا میں صرف کریں بلاشبہ جائز و باعث اجر و کار ثواب۔ (فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص.476 رضا اکیڈمی)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں: اور کھال مہتمم مسجد کو مسجد کے لیے دے دی اس نے مسجد کی طرف سے امام کی تنخواہ میں دے دی تو اس میں کچھ حرج نہیں۔(ایضا ص. 479) نیز فرماتے ہیں اگر چہ امام غنی ہو اسکی تنخواہ دینے کو متولی یا منتظم ان چمڑوں کو بیچ سکتے ہیں۔ (ایضا ص.476)

الانتباہ: قربانی کی کھال قصاب وغیرہ کی اجرت میں نہیں دے سکتے۔ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نوکر کی تنخواہ یا کسی کام کی اجرت میں نہیں دے سکتے۔ (ایضا ص.486)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

فطرہ کی رقم مدرسہ میں لگانے کاحکم

سوال: فطرہ کی رقم مدرسے میں لگانے کیلیے حیلۂ شرعی کروانا ضروری ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: فطرہ وزکاۃ اسکے مستحقین فقراء ومساکین ہیں۔ کما قال اللہ تعالی: انما الصدقات للفقراء والمساکین۔ (پارہ 10) لیکن جہاں خالص دینی تعلیم ہوتو فقہانے دین کی بقا کے لیے ضرورتا بعد حیلہ شرعی کے اجازت دی ہے۔ علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں: الضرورات تبیح المحذورات۔ (الاشباہ والنظائرص.49) یعنی ضرورتیں ممنوع کو مباح کردیتی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

طلاق دینے میں شک ہواسکاحکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیا لیکن اسے یاد نہیں دو بار کہا یا تین۔اور بیوی نے بھی نہیں سنا دوسرا کوئی شاہد بھی نہیں کی کتنی بار

طلاق دیا لیکن زید اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق دی لیکن غصے میں ہونے کی وجہ سے یاد نہیں دو بار دیا یا تین۔ اب کون سی طلاق واقع ہوگی عندالشرع جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔ سائل عتیق احمد رضوی۔

الجواب بعون الملک الوهاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صورت مسئولہ میں دو طلاق ضرور ہے البتہ شک تیسری طلاق کے بارے میں ہے ایسی صورت میں اگر زید کی طبیعت کا رجحان تیسری طلاق کی طرف ہو تو زید کی بیوی اسکے لیے بغیر حلالہ کے حلال نہیں۔ اور اگر یہ فیصلہ نہ ہو پائے تو قضاءً دو طلاق رجعی اور دیانۃً تین طلاق واقع ہوگی۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں: اس میں شک ہے کہ طلاق دی ہے یا نہیں تو کچھ نہیں اور اگر اس میں شک ہے کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو قضاء ایک ہے دیانۃ زیادہ ہے اور اگر کسی طرف غالب گمان ہے تو اسی کا اعتبار ہے۔

(بہار شریعت مخرج حصہ ہشتم ص.125)

یعنی عدت کے اندر رجعت کر لے وہ عورت زید کی بیوی مانی جائے گی شریعت میں باز پرس نہ ہوگی اور عند اللہ اسکا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد ہوگا وہ چاہے مواخذہ کرے یا نہ کرے۔ (فتاوی بحر العلوم جلد سوم ص.17)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مسبوق کی تیسری رکعت کا حکم

سوال: مقتدی کی ایک رکعت چھوٹ گئی اور اب اسکی تیسری رکعت ہے اور امام کی آخری رکعت ہے تو کیا مقتدی تشہد کے بعد اگر درود اور دعاء ماثورہ پڑھ لے تو کیا سجدہ سہو کا حکم ہے۔ سائل: یوسف رضا جامود۔

الجواب بعون الملک الوھاب: مذکورہ صورت میں سہو کا حکم نہ ہوگا اس لیے کہ امام کے سہو سے مقتدی پر سہو کا حکم ہوتا ہے اور امام کے عدم سہو سے مقتدی پر عدم سہو کا حکم ہوتا ہے پس جب امام پر حکم سہو نہیں تو مقتدی پر حکم سہو کیوں ہوگا۔ فی شرح المعانی الآثار. ان المامومین یجب علیھم حکم السھو سھو الامام وینتفی عنھم حکم السھو بانتفائه۔ (بحوالہ فتاوی امجدیہ جلد اول ص 275) اور صورت مسئولہ میں ایسے مقتدی کو مسبوق کہتے ہیں یعنی جسکی کوئی رکعت چھوٹ گئی ہو اور ایسا مقتدی بعد تشہد کچھ نہ پڑھے۔ رہا یہ سوال کہ بعد تشہد کچھ نہ پڑھے پھر کیا کرے تو اس میں فقہا کے متعدد اقوال ہیں۔ بعض فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ ٹھہر ٹھہر کر تشہد کے الفاظ ادا کریں کہ امام کے درود و دعا سے فارغ ہونے تک یہ اپنا تشہد ختم کرے۔ بعض فقہا یہ فرماتے ہیں کہ مسبوق اپنے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد کلمۂ شہادت کی تکرار کرے یہاں تک کہ امام سلام پھیر دے۔ اور بعض فقہا یہ بھی فرماتے ہیں کہ سکوت کرے۔

درمختار میں ہے : اما المسبوق فیترسل لیفرغ عند سلام امامه وقیل یتم وقیل یکرر کلمة الشهادة والصحیح ان المسبوق یترسل فی التشهد حتی یفرغ عند سلام الامام کذافی الوجیز للکردری وفتاوی قاضیخاں وهکذا فی الخلاصة وفتح القدیر اور بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر مسبوق تشہد پڑھے اور باوجود اس کے امام کے فارغ ہونے سے پہلے اگر تشہد سے فارغ ہوگیا تو کلمۂ شہادت کی تکرار کرے کہ ترسل سے مقصود یہی تھا کہ یہ بیکار نہ رہے۔ (بحوالہ فتاوی امجدیہ جلد اول ص.180)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کافر کے پیسے سے حج کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی کافر اپنے پیسے سے مسلمان کو حج کیلیے بھیجنا چاہتا ہے تو کیا اس کے پیسے سے حج کیلیے جاسکتے ہیں۔ ادلۂ اربعہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد رضوان رضوی۔

الجواب بعون الملک الوهاب: صورت مسئولہ میں

جب کافر نے اپنی رضا سے روپیہ مسلمان کو دیا تو اس کو لینا جائز ہے اور جائز پیسے سے حج کرنا بھی جائز ہے ۔حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب گورنمنٹ ایک رقم اپنی رضا سے خود زائد دیتی ہے تو اسکو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی مصطفویہ ص.414)

اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں اور گورنمنٹ حربی کافروں کی ہے اور بغیر غدر و دھوکہ کے ان سے مال لینا مباح ہے اور مذکوہ سوال میں کافر نے بغیر کچھ دیے اپنی خوشی سے دے رہا ہے یہ تو بدرجہ اولی جائز ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

بینک سے قرض لینا اور زیادہ دینے کا حکم

سوال: کیا حکم ہے اس بات پر کہ بکر بھارت کا رہنے والا ہے اور شریعت کا کافی پابند ہے اور بکر ایک سرکاری اسکول کا ماسٹر ہے جس کی تنخواہ دس ہزار روپے ہے کسی وجہ سے بکر کو بینک سے چار لاکھ روپے قرض لینا پڑتا ہے جس کے بدلے بینک والا بکر کی تنخواہ ہر ماہ میں روپے وصول کرلے گا مگر حساب سے کچھ روپے زیادہ لے گا۔کیا بکر کو اس طرح سے قرض

لینا صحیح ہے شریعت کے حکم میں؟ سائل شاکر رضا نوری۔

الجواب بعون الملک الوھاب: یہاں کے کفار حربی ہیں اور حکومت انھیں کافروں ہے، لہذا یہاں کی حکومت کی بینکوں سے نفع لینا جائز ہے کہ وہ شرعا سود نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: لاربابین المسلم والحربی فی دار الحرب۔ یعنی مسلم اور حربی کافر کے درمیان سود نہیں۔لیکن انکو نفع دینا جائز نہیں کہ خسارہ مسلم ہے ہاں اگر تھوڑا نفع دینے میں اپنا زیادہ نفع ہو تو جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: الظاھران الاباحۃ یفید نیل المسلم الزیادۃ وقدالزم الاصحاب فی الدرس ان مرادھم من حل الربا والقمار ما اذاحصلت الزیادۃ للمسلم۔(ردالمحتار جلد چہارم ص. 188) اور اگر ایسا نہیں ہے لیکن شرعی مجبوری ہے تو تب بھی نفع کے ساتھ قرض لے سکتا ہے۔ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں: فی القنیہ والبغیہ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح۔ (الاشباہ والنظائر ص.92)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

رکھشابندھن کاحکم

سوال: سرکاراں کلاہان علوم و فنون کے درخشندہ و تابندہ ستاروں سے گزارش ہے کہ کرم فرمائیں۔مسلمانوں کارکھشا بندن کے دن اپنی بہنوں پر پیار جتاناانہیں تحفہ دینا کیسا؟ نیز غیر مسلموں کے تہواروں پر انہیں تہنیت و مرحبا و مبارکاں کہنا کیسا؟ عقیدہ تو یہی ہے کہ انکے تہوار غیر شرعی ہیں لیکن اب انسانیت کے ناطے یا محبت کے ناطے یا سیکولرازم کے ناطے یا جو بھی اچھی سوچ رکھ لیجیے اس کے ناطے ایسا کرنا کیسا ہے؟ سائل ابن حواءممبئی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: رکھشابندھن اہل ہنود کا تہوار ہے اسکو اچھا سمجھ کر کرے گا تو اسلام سے خارج ہو جائے گا ورنہ فسق ومعصیت ضرور ہے کہ انکے اس تہوار کو منا کر تعداد میں اضافہ کرنا ہے۔علامہ حموی فرماتے ہیں: من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ۔یعنی جس (بدنصیب) نے کفار کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا سمجھا تو مشائخ کے اتفاق سے کافر ہوگیا۔

(غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ جلد اول ص.295 مطبع ادارۃ القرآن کراچی)

اعلی حضرت علیہ الرحمہ ہنود کے ایک تہور ہولی کے تعلق سے فرماتے ہیں: مشرکین کے تہوار کی خوشی منانا معصیت قطعیہ ہے اور معصیت قطعیہ کا استحلال کفر ہے اور انھیں براجان کر کیا تو مرتکب کبائر ہوئے مستحق عذاب

نارہوئے سزاوارلعنت جبارہوئے مگر عنداللہ کافرنہیں لیکن شرع ظاہرپرحکم فرماتی ہے۔حدیث میں ہے: من تشبہ بقوم فھو منھم۔ جوکسی قوم سے مشابہت پیدا کرے گاوہ انھیں میں سے ۔ دوسری حدیث میں: من کثرسوادقوم فھو منھم جوکسی قوم کی جماعت بڑھائے وہ انھیں میں سے ہے۔

ان پربھی توبہ تجدیداسلام فرض ہے تائب ہوں اورنئے سرے سے کلمہ پڑھ کراپنی عورتوں سے دوبارہ نکاح کریں۔ملخصا۔

(فتاوی رضویہ شریف جلدنہم غیرمترجم باب دوم ص123)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

ناک میں بالی کدھرپہنیں

سوال: عورت ناک میں جو بالی پہنتی ہےکس طرف پہننا چاہیے داہنےطرف یا بائیں طرف اور ناک میں کس طرف چھیدنا چاہیے داہنے یابائیں طرف؟ مفتیان کرام توجہ فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اسی طرح کے سوال کے جواب میں اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی

تخصیص شرعی نہیں، جدھر چاہیں پہنیں۔ چھیدوانے کے لیے بھی کوئی خاص حصہ مقرر نہیں۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد نہم غیر مترجم باب دوم ص.258)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جے ہند بولنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جے ہند بولنا کیسا ہے؟ جے ہند بولنا ناجائز ہونے کی وجہ کیا ہے حضور جبکہ اسکا معنی تو خلاف شرع نہیں ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مسلمانوں کو جے ہند بولنا حرام ہے اور اسکی علت اور وجہ شعار ہنود ہے۔اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جے بولنا حرام حرام سخت حرام جے بولنا ہنود کا شعار ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جلد ششم غیر مترجم ص153)

اور حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کو جے ہند بولنا جائز نہیں اس لیے کہ یہ ہندؤوں کا شعار ہے۔اس لیے کہ اسکو جب کوئی بولتا ہے تو بولنے والا ہندو سمجھا جاتا ہے تا اور حدیث شریف میں ہے۔ ایاکم وذی الاعاجم یعنی عجمیوں کے طریقہ سے دور رہو۔

(فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص463)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ جے کا معنی اگر چہ صحیح ہو پھر بھی ناجائز ہے کیونکہ یہ شعار ہنود ہے اور ہمیں غیروں کے شعار سے بچنے اور دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مرضعہ کے اقرار سے رضاعت کا حکم

سوال: کیا صرف مرضعہ کے اقرار سے رضاعت ثابت ہو جائیگی یا پھر گواہان کی ضرورت کب پڑتی ہے مع حوالہ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: رضاعت کے ثبوت کے لیے گواہ شرعی چاہیے لیکن اگر گواہ شرعی نہ ہوں تب بھی بہتر یہ ہے کہ عورت کے کہنے سے جدائی کر دی جائے۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رضاع کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں عادل گواہ ہوں اگر چہ وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہو فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کر لے۔

(درمختار۔جوھرہ) (بہار شریعت حصہ ہفتم ص.33)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

قول امام سے عدول کب جائز ہے

سوال: علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کب امام اعظم کے قول کو ترک کر کے صاحبین کے قول پر عمل کرنا جائز ہے؟ کب امام اعظم کے قول کے خلاف فتوی اور صاحبین کے قول کے موافق فتوی دیا جائے گا۔اس کیلیے کیا ضابطہ ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ضابطہ یہ ہے کہ فتوی مطلقا قول امام پر دیا جائے گا مگر چند وجوہ سے جب امام اعظم کی دلیل کمزور اور صاحبین کی دلیل پختہ ہوتی ہے تو فتوی صاحبین کے قول پر دیا جاتا ہے یعنی ضعف دلیل یا ضروت یا تعامل یا اختلاف زمان سے ۔جیسا کہ فتاوی خیریہ کی کتاب الشہادات مسئلہ شہادۃ الاعمی میں ہے: المقرر ایضا عندنا انہ لایفتی ولایعمل الابقول الامام الاعظم ولایعدل عنہ الی قولھما اوقول احدھما اوغیرھما الالضرورۃ (من ضعف دلیل اوتعامل بخلافہ) کمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولھما لانہ صاحب المذھب والامام مقدم۔

یعنی ثابت شدہ ہے ہمارے نزدیک کہ فتوی وعمل قول امام اعظم پر

ہی ہوگا اور اس سے صاحبین کے قول یا صاحبین میں سے کسی ایک کے قول یا صاحبین کے علاوہ کے قول کی طرف عدول نہ کیا جائے گا مگر ضرورت کی وجہ سے (یعنی ضعف دلیل یا اسکے خلاف تعامل ہو) جیسے بٹائی کا مسئلہ اگر چہ مشائخ نے تصریح فرمائی ہو کہ فتوی قول صاحبین پر ہے اس لیے کہ امام اعظم صاحب مذہب ہیں اور امام کا قول مقدم ہوتا ہے۔ (مشاہدی)

اور علامہ نوح افندی نے فرمایا: **لایرجح قولهما علی قوله الا بموجب من ضعف دلیل اوضرورۃ اوتعامل اواختلاف زمان** یعنی صاحبین کے قول کو قول امام پر ترجیح نہیں دی جائے گی مگر کسی سبب سے یعنی ضعف دلیل یا ضروت یا تعامل یا اختلاف زمان سے، جس سے تغییر حکم ہوتا ہے۔ (مشاہدی)

(بحوالہ فتاوی رضویہ جلد خامس رضا اکیڈمی. ص. 477)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ڈاکٹر کا میڈیکل والوں سے کمیشن لینا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ڈاکٹر میڈیکل والوں سے جو کمیشن لیتا

ہے کیا وہ جائز ہے؟ ڈاکٹر اور میڈیکل والوں کے بیچ طے ہوتا ہے کہ ڈاکٹر دوائی لکھ کر دے گا وہ دوائی اسی میڈیکل والے کے یہاں ملے گی.اس کے عوض میں میڈیکل والا 5۔10٪ ڈاکٹر کو دے گا.کیا یہ لینا ڈاکٹر کے لیے جائز ہے؟ اگر میڈیکل غیر مسلم کی ہو اور ڈاکٹر مسلمان ہو تب کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مستفسرہ میں ڈاکٹر کا غیر مسلم سے مال لینا جائز ومباح ہے کہ یہاں کفار حربی ہیں انکا مال غدر کے علاوہ ہر طرح سے لینا درست ہے۔ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں ہے: لان مالھم مباح فبای طریق اخذہ جاز اذالم یکن فیہ غدر۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

غیر مسلم، وہابی کا بخود مسجد میں چندہ دینے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔کوئی غیر مسلم یا وہابی اگر خود سے تعمیر مسجد کے لیے چندہ دے تو اس کی رقم تعمیر مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں برتقدیر ثانی اگر متولی مسجد نے تعمیر مسجد میں وہابی/غیر مسلم کا چندہ لگا دیا ہے تو

اس کا کیا حکم ہے. بحوالہ کتب معتمدہ اہل سنت جواب مرحمت فرمائیں. اجرکم اللہ تبارک وتعالی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: کسی بھی بے ایمان کافر ومشرک اور وہابی دیوبندی وغیرہم (خذلھم اللہ تعالی فی الدنیا والآخرۃ) سے تعمیر مسجد میں چندہ لینا ناجائز وگناہ ہے۔ کماقال اللہ تعالی: ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجداللہ یعنی نہیں ہے روا مشرکوں کے لیے کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو۔ انما یعمر مساجداللہ من آمن باللہ والیوم الآخر۔ صرف وہی آباد کرسکتا ہے اللہ کی مسجدوں کو جو ایمان لایا ہو اللہ پر اور روز قیامت پر۔ (سورہ توبہ آیت نمبر 17 / 18) اور حدیث شریف میں ہے انالا نستعین بمشرك۔ ہمیں جائز نہیں کہ مشرکوں سے مدد طلب کریں۔

(بحوالہ رضویہ جلد ششم قدیم 320)

اور اگر کافر ومشرک مسجد میں خود سے روپیہ وغیرہ دیں تو اسکی دو صورتیں ہیں:

(1) ایک یہ کہ بطور احسان وغیرہ دیں

(2) دوسرا یہ کہ بطور نیاز مندانہ پیش کریں

پہلے کا حکم: اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کافر اگر اس طور پر روپیہ دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے یا اسکے سبب مسجد میں کوئی مداخلت رہے گی تو لینا جائز نہیں۔

دوسرے کا حکم: اور اگر نیاز مندانہ طور پر پیش کرتا ہے تو حرج نہیں جبکہ اسکے عوض کافر کی طرف سے کوئی چیز خرید کر نہ لگائی جائے بلکہ مسلمان بطور خود خرید یں یا راہبوں مزدوروں کی اجرت میں دیں اور اس میں بھی اسلم طریقہ یہ ہے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کر دے مسلمان اپنی طرف سے لگائے۔ (فتاوی رضویہ جلد ششم قدیم ص. 484) نیز فرماتے ہیں کہ اگر اس نے مسجد بنوانے کی صرف نیت سے مسلمان کو روپیہ دیا یا روپیہ دیتے وقت صراحۃً کہہ بھی دیا کہ اس سے مسجد بنوادو مسلمان نے ایسا ہی کیا تو وہ ضرور مسجد ہوگئی اور اس میں نماز پڑھنی درست۔ لانہ انمایکون اذنالِلمسلم بشراء الآلات للمسجد بمالہ۔ (ایضاص. 396)

پس اگر غیر مسلم کافر نے اپنے روپئے کو نیاز مندانہ دیا ہے یا مسلمان کو ہبہ کیا ہے تو اس سے تعمیر مسجد وغیرہ درست ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

اور وہابی دیوبندی وغیرہم کافر و مرتد گمراہ وگمراہ گر ہیں ان سے تعلق دین وایمان کیلئے زہر قاتل ہے لہذا اگر وہ کسی طرح کا تعاون از خود کریں تب بھی اسکو لینا جائز نہیں کہ ان سے لینا بہت بڑے فتنہ کا باعث ہوگا کہ میل جول سلام وکلام تعظیم وغیرہ تعلقات قائم ہونگے اور یہ سب ان سے حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ یعنی بدمذہبوں سے دور رہو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردیں یا فتنہ میں مبتلا کردیں۔ (مسلم شریف جلد اول 10) لہذا اگر متولی

مسجد نے وہابی وغیرہ کا پیسہ لیا ہے جو انھوں نے از خود دیا ہے تو متولی کو اس فعل سے توبہ کرنی چاہیے کہ اس میں مذکورہ حدیث (ایاکم وایاهم) کی مخالفت لازم آرہی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

پہلا جانور گم ہوا دوسرا خریدنے پر مل گیا اس میں غریب وغنی کا حکم

سوال: غریب نے بکرا قربانی کے لیے خریدا پھر وہ غائب ہو گیا غریب نے دوسرا بکرا خریدا پھر پہلا والا مل گیا اب کیا پہلے بکرے کی قربانی کرے گا یا دونوں کی قربانی کرے گا جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: محمد کرم الدین۔

الجواب بعون الملک الوهاب: صورت مسئولہ میں غریب پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانیاں کرے۔ علامہ علاؤ الدین الحصکفی فرماتے ہیں: لوضلت اوسرقت فشری اخری فظهرت فعلی الغنی احدهما وعلی الفقیر کلاهما یعنی اگر جانور گم ہوا یا چوری ہوا پھر دوسرا خریدا تو اول ظاہر ہوا تو غنی پر ان دونوں میں سے ایک ہے اور فقیر پر دونوں۔ (درمختار جلد نہم ص. 471) (ھدایہ لبرھان الدین

مرغینانی 4/ 432) (فتاوی نوازل للفقیہ ابو اللیث ص. 366)

اور حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں: اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اسکی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب وہ مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کی چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانیاں کرے۔ (بہار شریعت حصہ پانزدہم ص. 142)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مشترکہ قربانی میں باعتبار لحم قیمت کی کمی بیشی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں آج کل جو حصہ والی قربانی کا انتظام کیا جاتا ہے کہ ایک حصہ 2500 جس میں گوشت ملے گا اور جو تقسیم کروانا ہو تو ایک حصہ کی رقم 1600 میں تو کیا اس صورت میں قربانی درست ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ گوشت جو ملے گا اس جانور کے ذبح کی جگہ بتائی جاتی ہے مگر تقسیم والے کی نہیں اور حصہ جو دیا جاتا ہے وہ صرف اندازے سے دیا جاتا ہے وزن کر کے نہیں کیا یہ درست ہے؟ گوشت لینے پر 2500 اور تقسیم کرنے پر 1600 اس طرح جانوروں میں حصے کی تعیین جائز ہے یا نہیں۔

سائل: سید خالد رضا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اگر بنیت تقرب قربانی کی،گوشت کھانے کی نیت سے نہیں تو بلاشبہ قربانی جائز ہے۔اس لیے کہ قربانی نام ہے مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بنیت تقرب ذبح کرنے کا۔ (بہار شریعت حصہ پانزدہم ص128)

فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص 464 میں ہے : قربانی اراقۂ دم کا نام ہے اور قربانی کے لیے جگہ کی شرط نہیں ہے بلکہ نیت کی شرط ہے۔اگر کسی نے کسی کو اجازت دی اور اس نے اسکی طرف سے قربانی کر دی تو جائز ہے۔

اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قربانی وصدقۂ فطر جانور مشترک عبادت میں نیت شرط ہے۔ (فتاوی رضویہ غیر مترجم جلد ہشتم ص.465)

اور گوشت کو وزن سے تقسیم کرے اندازے سے نہیں۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر وہ مشترک جانور ہے جیسے گائے اونٹ تو وزن سے گوشت تقسیم کیا جائے محض تخمینہ سے تقسیم نہ کریں۔

(بہار شریعت حصہ پانزدہم ص.150)

قربانی کے جانوروں کا انتظام کرنے والوں کے لیے تعیین کرنا درست ہے وہ اپنے پیسے سے جانور خرید کر الگ الگ بقیمت حصہ تسلیم کر لیے جو مقرر کیا ہے اس کے بدلے میں بیع ہے کیونکہ جانور کے ایک غیر معین حصے کی بیع جائز ہے جب بیع جائز ہے تو اصل قیمت یا اس سے کم داموں بیچنا جائز ہوگا بشرطیکہ

جھوٹ وفریب سے کام نہ لے۔

در مختار کتاب الشرکۃ میں ہے:و دابته حيث يصح بيع حصته اتفاقا ج۔

رد المحتار کتاب الشرکۃ میں ہے: لا يشترط فى صحة البيع الا افراز عند التسليم لاتفاقهم على صحة بيع شاع لا يمكن افرازه كالعبد والدابة یعنی جانورمشترک کی وجہ سے اپنا حصہ بیچنا بالاتفاق جائز ہے۔

از: ھاشم مصباحی

ترتیب وتضئیف: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ

بغیرنکاح عورت رکھنےاورمسلم کو کافرکھنے کاحکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں محمد صابر بن محمد یاسین ومحمد عقیل بن محمد جمیل شیخ دونوں کا دنیوی معاملات میں اختلاف تھا۔اسی درمیان میں محمد عقیل بن محمد جمیل شیخ نے اسی درمیان مذہب اسلام کے بارے میں نازیبہ کلمات کہا یعنی کلمہ کفر بکا معاذ اللہ۔اسکے بعد علمائے کرام کے کہنے پرتجدید ایمان کیاپرتجدید نکاح نہ کیا۔

اور مسلسل تجدید ایمان کے بعد تین ماہ تک اپنی عورت سے تعلقات برقرار رکھا اسکے بعد تجدید نکاح کیا۔ایسی صورت میں محمد عقیل بن محمد جمیل شیخ پر شریعت کا کیا حکم ہوگا؟ تجدید ایمان کے بعد محمد صابر بن محمد یاسین نے محمد عقیل کو خبیث کافر مرتد کہا تھا لہذا محمد صابر بن یاسین پر شریعت کا کیا حکم ہوگا؟ برائے کرم قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔فقط والسلام سائل: فقیر غلام نبی حنفی قادری رضوی حشمتی بہرائچ شریف۔

الجواب بعون الملک الوھاب: برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں محمد عقیل بن محمد جمیل نے بغیر تجدید نکاح کے اپنی عورت کے ساتھ تین ماہ تک جو زندگی گذاری سخت حرام اور گناہ کا کام کیا پس زوجین پر لازم کہ اس فعل حرام سے توبہ واستغفار کریں۔اور شخص مذکور کے تجدید ایمان کے بعد محمد صابر بن محمد یاسین نے جو کافر ومرتد کہا اسکی تین صورتیں ہیں:

اول بالاتفاق کافر نہیں

دوم فقہاء کے نزدیک کافر ہے لیکن متکلمین کے نزدیک کافر نہیں

سوم بالاتفاق کافر بالترتیب ہر ایک کی توضیح اور حکم ملاحظہ فرمائیں۔

(1) کسی مسلمان کو اگر بطور گالی کسی نے کافر کہا تو کافر نہ ہوگا۔عالمگیری میں ہے: المختار للفتوی حین ھذا المسائل القائل بمثل ھذا المقالات ان کان ارادالشتم ولا یعتقد کافر الا یکفر یعنی مختار فتوی یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی کو بطور گالی کافر کہا اعتقادا نہیں تو کفر نہیں۔

(وھکذا فی الدر المختار من الجزء السادس علی 116)

(2) اور اگر قائل حقیقت میں اسکو کافر سمجھتا ہے اور کافر ہونے کی کوئی وجہ بتاتا ہے اگر چہ وہ غلط ہی ہو ایسا شخص فقہاء کے نزدیک کافر ہوگیا لیکن متکلمین کے نزدیک نہیں ایسی صورت میں احتیاطا تجدید نکاح، توبہ واستغفار کا حکم ہوگا۔ درمختار میں ہے ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح۔ (جلد سادس ص. 390 باب المرتد مطبع ذکریا) عالمگیری میں ہے: ماکان فی کونہ کفرا اختلاف فان قائلہ یومر بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذالك بطریق الاحتیاط۔ یعنی جس بات کے کفر ہونے میں اختلاف ہوتو اسکے قائل کو احتیاطا تجدید نکاح، توبہ اور اس سے رجوع کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

(عالمگیر جلد دوم ص. 283 احکام المرتدین مطبع رشیدیہ پاکستان)

(3) اور اگر مسلمان کو بلا تاویل کافر اعتقاد کر کے کافر کہا اور سمجھا تو ایسا شخص سب کے نزدیک کافر ہے اور اسکے تمام اعمال ونکاح باطل ہو گئے۔ حدیث شریف میں ہے من قال لاخیہ یاکافر فقدباء بھا باحدھما۔ یعنی جس نے اپنے کسی مسلم بھائی کو اے کافر کہا (بروجہ اعتقاد) تو اس کلمہ کفر کے ساتھ ان دونوں میں سے کوئی ایک ہوگا۔ (مسلم شریف جلد اول ص. 57 مطبع اصح المطابع، مشکوۃ ص. 411) ملا علی قاری زیر حدیث فرماتے ہیں رجع الیہ تکفیرہ لکونہ جعل اخاہ المومن

کافر افکانه کفر نفسه. اه ملخصا یعنی قائل کی طرف کفر لوٹے گا کیونکہ اس نے اپنے مومن بھائی کو کافر کہا گویا کہ اس نے خود کفر کیا۔(مرقاۃ جلد نہم ص. 137)

درمختار میں ہے: وعزر الشاتم بیا کافر. وهل یکفر؟ ان اعتقد المسلم کافر انعم والالا به یفتی یعنی اور، اے کافر، کہہ کر گالی دینے والے کو سزا دی جائے گی اور کیا وہ کافر ہوجائے گا؟ ہاں اگر مسلمان کو کافر اعتقاد کرے، ورنہ نہیں، اسی پر فتوی ہے۔(درمختار جلد سادس ص. 116 باب التعزیر مطبع ذکریا) درمختار میں ہے مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح یعنی جو سب کے نزدیک کفر ہو تو اس سے تمام اعمال ونکاح باطل ہوجاتے ہیں۔ (باب المرتد جلد سادس ص. 390 مطبع ذکریا) اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کو بلا وجہ کافر کہنے پر حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا کہ وہ کہنا اس کہنے والے ہی پر پلٹ آئے گا، یعنی جبکہ بروجہ اعتقاد ہو اور بروجہ سب ودشنام تو اشد کبیرہ۔ (فتاوی رضویہ جلد سادس غیر ترجم ص. 45. رضا اکیڈمی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ملکیت ہو لیکن قبضہ نہیں اور مال نقد نہ ہو تو قربانی کا حکم

سوال: ایک شخص نے کرایہ پہ مکان لیا اس کی ملکیت میں 50000 روپیہ تھا اس نے مالک مکان کو ڈپوزٹ میں روپیہ دے دیا اس کے علاوہ اس کے پاس مال نہیں تو کیا جو ڈپوزٹ میں روپیہ دیا ہے اسکی ملکیت ہونے کی وجہ سے اس پر قربانی واجب ہے؟ کیونکہ وہ روپیہ تو اصلا اس کی ملکیت میں صرف قبضہ میں نہیں ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں قربانی واجب ہے کہ ملکیت پائی گئی البتہ اگر نقد نہ ہو تو کسی سے ادھار لیکر قربانی کرے۔ جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قربانی واجب ہونے کے لیے صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصلی حاجتوں کے علاوہ 56 روپئے (اس وقت کی قیمت ہے) مال کا مالک ہو الخ۔ اور جس پر قربانی ہے اور اس وقت نقد اسکے پاس نہیں وہ چاہے قرض لیکر کرے یا اپنا مال بیچے۔ (فتاوی رضویہ جلد ہشتم غیر مترجم ص.393)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عورتوں کو خلافت دی جا سکتی ہے یا نہیں

سوال: الحلقتہ العلمیہ گروپ کے مفتیان کرام سے سوال ہے کہ کیا ازروئے شریعت عورتوں کو طریقت کی خلافت دی جا سکتی ہے یا نہیں اکابرین سلاسل اربعہ میں سے کسی نے دیا ہے یا نہیں صورت ثانیہ میں دینے والے پیر پر شرع کا کونسا حکم عائد ہوگا اس کی ارادت برقرار رہے گی یا نہیں مدلل و مفصل جواب مرحمت فرما کر ماجور ہوں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: فتاوی مرکز تربیت افتاء دوم صفحہ 649 پر اعلی حضرت کا قول نقل کرتے ہیں۔

اولیاء کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضروری ہے لہذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا۔ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ رواہ الائمۃ احمد والبخاری والترمذی والنسائی عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالی عنہ۔ (فتاوی رضویہ مترجم جلد 21 ص 494)

معلوم ہوا عورت کو طریقت کی خلافت نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی کسی نے آج تک کسی عورت کو خلافت دی اب اگر کوئی پیر کسی عورت کو خلافت دیتا ہے تو اپنے پیران طریقت کی مخالفت کرتا ہے لہذا ایسے پیر سے مرید ہونا ممنوع ہوگا۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

جس مال کی زکاۃ ادانہیں کی اس سے حج کرنے کا حکم

سوال: اگرکسی نے بغیر زکوۃ ادا کئے ہوئے مال سے حج کیا تو اس کا حج ادا ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جس مال کی زکاۃ ادانہیں کیاہے اس سے حج کریگا تو حج ادا ہوجائے گالیکن زکاۃ کادینااب بھی فرض ہے نہ دے گا تو گنہگار ہوگا۔ جس مال کی زکاۃ ادانہیں کیاہے اس سے حج کریگاتو حج ادا ہو جائے گالیکن زکاۃ کادینااب بھی فرض ہے نہ دے گا تو گنہگار ہوگا۔ (فتاوی فیض الرسول جلداول ص.538)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

قضاء نمازیں زیادہ ہوں تو اداء کرنے کا طریقہ

سوال: اگر کسی کی بہت ساری نمازیں قضا ہوں اور اسکو یاد نہیں کہ کتنی نمازیں قضا ہیں تو کیسے ادا کرے۔سائل مشتاق رضوی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: ان نمازوں کی قضا کرے اور جس قدر روز پڑھ سکے اسی قدر بہتر ہے مثلا دس دن کی روز پڑھے یا آٹھ کی یا سات کی اور ایک وقت پڑھے یا متفرق اوقات میں اور ہر باریوں نیت کرے کہ جو مجھ سے پہلے قضا ہوئی پھر یوں کرے کہ ان باقیوں میں پہلے جو مجھ سے قضا ہوئی اخیر تک اتنا پڑھے کہ گمان ہو جائے اب قضاء نہ رہی اور ایک دن کی قضاء بیس رکعت ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم غیر مترجم ص.624)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کھڑکی آئینہ کی طرح ہو تو اس کے سامنے نماز کا حکم

سوال: ایک مسجد ہے اس مسجد میں جو کھڑکی لگی ہے اس کھڑکی میں

تصویر صاف صاف نظر آتی ہے اور کھڑکی چاروں طرف لگی ہوئی ہے کھڑکی آئینہ کی طرح ہے تو آپ حضرات کیا فرماتے ہیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں نماز بلا کراہت ہو جائے گی کہ وہ تصویر کے حکم میں نہیں۔ حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ آئینہ سامنے ہو تو نماز میں کراہت نہیں کہ سبب کراہت تصویر ہے اور وہ یہاں موجود نہیں اور اگر اسے تصویر کا حکم دیں تو آئینہ کا رکھنا بھی مثل تصویر ناجائز ہو جائے حالانکہ بالاجماع جائز ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ وہاں تصویر ہوتی ہی نہیں بلکہ خطوط شعاعی آئینہ کی صقالت کی وجہ سے لوٹ کر چہرہ پر آتے ہیں گویا یہ شخص اپنے کو دیکھتا ہے نہ یہ کہ آئینہ میں اسکی صورت چھپتی ہے.

(فتاوی امجدیہ جلد اول ص. 184)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

قربانی میں دیوبندی شریک ہو اسکا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ وہابی دیوبندی یا اور کوئی بدعقیدہ قربانی میں شرکت کرے تو کیا حکم ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب دیں کرم ہوگا۔ فقط سلام.و

دعا محمد عقیل احمد

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں سنی کی قربانی نہ ہوئی کہ دیوبندی کی شرکت سے تقرب الی اللہ نہ پائی گئی۔علامہ عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قربانی کے جانورمیں دیوبندی شریک ہوتوسنی کی قربانی نہیں ہوگی دیوبندیوں پرعلمائے عرب وعجم نےکفرکافتوی دیاہے۔

(فتاوی بحرالعلوم جلدپنجم ص. 189 کتاب الاضحیہ)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

طوطاکی بیٹ وکُتّاکی بیع کاحکم

سوال: یہ ہےکہ گھر میں طوطاپالتے ہیں بولنےوالا طوطا اسکی بیٹ کے بارے میں کیاحکم ہےاگراسکی بیٹ کپڑایابدن میں لگ جائےتوکیاکپڑا یابدن ناپاک ہوجائیگا اور اسےدھونا واجب ہےاور گھر میں پالنےوالےطوطےکاجوٹھاکھانےمیں توکوئی حرج نہیں۔

سوال ہےکہ کچھ لوگ شوقین سے کتے پالتے ہیں اورگھرمیں کتے پالتے ہیں شوقیہ طور پر، تو اسکے بارےشرعی حکم کیاہےاور کچھ لوگ کتے کا کارو بار

کرتے ہیں تو کتے کی خرید و فروخت کا حکم شریعت میں کیا ہے ۔ سائل عبدالقدوس۔

الجواب بعون الملک الوھاب: (1) صورت مسئولہ میں طوطااسکی بیٹ پاک ہے کہ یہ ہوامیں اڑتا ہےاور حلال پرندہ ہے لہٰذااگرکپڑاوغیرہ میں لگ جائے تو کپڑاوغیرہ پاک رہے گادھوناواجب نہیں ہے ۔تاجدار اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہندعلیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: سوال: طوطا، ہدہد، بگلا، خرگوش، حلال ہیں یا نہیں ۔جواب: سب حلال ہیں ۔(فتاوی مصطفویہ ص. 434 کتاب الذبائح، مطبع چھتیس گڑھ) اورحضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو پرندہوامیں اڑتی ہیں اورحلال ہیں انکی بیٹ پاک ہے۔ (فتاوی امجدیہ جلداول ص.33)

اورجب حلال پرندہ ہےتواسکاجھوٹابھی پاک ہے ۔جیساکہ بہارشریعت میں ہے : کہ جن جانوروں کاگوشت کھایاجاتاہے چوپائے ہوں یاپرندانکاجھوٹاپاک ہے۔ (بہارشریعت حصہ دوم ص.56)

(2) شوقیہ وتفریح کے طورپرکتے کاپالناجائزنہیں ہاں ضرورت وحاجت جیسے مکان وغیرہ کی حفاظت کیلیے ہوتو جائز ہے ۔جیساکہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کتاپالناحرام ہے جس گھرمیں کتاہواس گھرمیں رحمت کافرشتہ نہیں آتاروزاس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں ۔آگےفرماتے ہیں: توصرف دوقسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یادواوغیرہ منافع

صحیحہ کیلیے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کیلیے پالا جائے اور حفاظت کی سچی حاجت ہو۔ تلخیصا۔

(فتاوی رضویہ جلد نہم ص. 196 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اور خنزیر کے علاوہ ہر درندہ کی خرید وفروخت جائز ہے ۔ جیسا کہ ملک العلماء ابو بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی فرماتے ہیں: بیع کل ذی ناب من السباع سوی الخنزیر کالکلب، الفهد، والاسد والنمر و الذئب والهر ونحوها فجائز عند اصحابنا۔ یعنی ہمارے اصحاب حنفیہ کے نزدیک خنزیر کے علاوہ درندہ جیسے کتا، تیندوا، شیر، چیتا، بھیڑیا، بلی وغیرہا کی بیع جائز ہے۔ (بدائع الصنائع الجزء الخامس ص. 213 پور بند گجرات) وہکذا فی الهدایہ مع فتح القدیر من الجزء السادس علی 345

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بدمذہب وغیرہ کے یہاں شادی کرنے والے کا حکم

سوال: زید اپنے آپ کو سنی کہتا ہے لیکن اس نے اپنے بیٹے کی شادی اہل حدیث کی لڑکی کے ساتھ کیا ہے اور لڑکی لڑکے کا آنا جانا سسرال میں

برابر ہے اب زید پر کیا حکم ہے شریعت کا اور لڑکے پر کیا حکم ہے ایسے گھر والوں کے یہاں شادی دعوت میں سنی بریلوی کا شرکت کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: امام اہلسنت اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وہابیہ ونیچریہ وقادیانیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وچکڑلویہ (خذلھم اللہ تعالی اجمعین) قطعا یقینا کفار مرتدین ہیں۔ فتاوی رضویہ شریف جلد ششم رضا اکیڈمی ممبئی ص. 90 پر ہے: اور وہابیہ غیر مقلدین کے یہاں شادی بیاہ رسم و راہ سلام وکلام سب ناجائز وگناہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے: ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ تم انکو دور رکھوان سے دور رہو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈالدیں۔ دوسری حدیث پاک میں ہے: لاتجالسوھم ولاتوا کلواھم ولا تشاربو ھم ولا تنا کحوا ھم ولا تصلو علیھم ولاتصلومعھم۔ نہ انکے ساتھ بیٹھو نہ کھاؤ نہ پیو نہ نکاح کرو نہ انکی نماز جنازہ پڑھو نہ انکے ساتھ نماز پڑھو۔

لہذا زید اور اسکا لڑکا ان ناجائز فعل کی وجہ سے گنہگار ہوئے جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں مسلمان اہل سنت انکا بائیکاٹ کریں اور انکے کسی تقریب دعوت وغیرہ میں شرکت نہ کریں ورنہ یہ بھی گنہگار ہونگے۔ قال اللہ تعالی: واما ینسینک الشیطن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ یعنی شیطان جب تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم قوموں کے ساتھ

نہ بیٹھو۔

والله اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

آقا علیہ السلام نے جہنم میں کیا دیکھا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس واقعہ معراج میں کہ حضور جب جہنم کا مشاہدہ فرمارہے تھے تو آقا نے ایسے لوگوں کو دیکھا جنکی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں آقا نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ آپکی امت کے بڑے بڑے خطباء ہیں جو کہتے تھے کچھ اور کرتے تھے کچھ اور۔ کیا یہ حدیث ہے؟ نیز جب جنت وجہنم کا حساب کتاب نہیں ہوا ہے تو پھر کن لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم میں دیکھا۔ برائے کرم اس کا جواب عنایت فرمائیں۔سائل: غلام سرور اویسی بھاگلپور۔

الجواب بعون الملک الوھاب: مذکورہ حدیث شریف صحیح ہے اصل متن ملاحظہ فرمائیں: عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مررت ليلة اسرى بي بقوم

تقرض شفاههم بمقاريض من النار فقلت ياجبريل من هؤلاء قال هؤلاء خطباء امتك الذين يقولون مالا تفعلون رواه الترمذی۔ (مشکوۃ شریف باب البیان والشعرص.410)

اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالی نے جو ہو چکیں اور جو ہونگیں سب کا علم عطا فرمایا ہے جسکے سبب سے ہمارے پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے شب معراج عجائب کا مشاہدہ فرمایا۔ صاحب تفسیر خازن سورہ رحمٰن کے تحت رقمطراز ہیں: قيل اراد بالانسان محمد صلى الله عليه وسلم علمه البيان يعنى بيان ما كان وما يكون لانه صلى الله عليه وسلم ينبئ عن خبر الاولين والآخرين وعن يوم الدين۔ یعنی بیان کیا گیا ہے کہ سورہ رحمٰن میں لفظ انسان سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے ۔علمہ البیان۔اللہ تعالی نے آپکوان تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا جو ہونگی اور جو ہو چکیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولین وآخرین اور قیامت کے دن کی خبریں بتاتے ہیں۔

(تفسیر خازن جلد چہارم مطبوعہ مصر. ص. 272)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جس مجلس میں وہابی دیوبندی بدمذہب ہوں اس میں شرکت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید اور ہندہ دونوں اوران دونوں کے گھر والے سنی ہیں دونوں کی شادی ہوئی جس میں بہت سے وہابی اور دیوبندی بھی شریک ہوئےاورسنی بھی اورسنی امام نےنکاح بھی پڑھایا جبکہ سنی شرکا اور امام کو معلوم بھی تھا کہ اس میں فرقہائے باطلہ کےلوگ شریک ہیں تو ایسی صورت میں امام اورشرکت کرنےوالےسنیوں پر کیا حکم شرعی نافذ ہوگا اور اگر امام صرف نکاح پڑھادیں کھانا نہ کھائیں یا صرف پانی پی لےتو کیا حکم ہوگا جواب عطافرما کر ممنون ومشکور رہوں ۔المستفتی مولینا محمد عقیل رضوی ممبئی ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وہابی دیوبندی کافر ومرتد ہیں جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وہابیہ ونیچریہ وقادیانیہ وغیرمقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ (خذلھم اللہ تعالی اجمعین) قطعا یقینا کفارمرتدین ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ششم ص.90 رضااکیڈمی ممبئی)

پس امام صاحب اورسنی حضرات کاایسی مجلس میں شرکت کرناناجائزوگناہ ہواکہ قرآن وحدیث میں ان سے دوررہنے اورانکے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کی ممانعت آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔** یعنی اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ان ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ (پارہ 7 رکوع 14) اور حدیث میں ہے **فایاکم وایاھم۔** یعنی ان سے بھاگو اور انھیں اپنے سے دور رکھو۔ دوسری حدیث میں ہے **ولا تجالسوھم ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم۔** نہ انکے پاس بیٹھو نہ انکے ساتھ کھانا کھاؤ نہ انکے ساتھ پانی پیو۔ (بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ششم ص. 90)

لہٰذا سب پر توبہ لازم ہے اگر یہ سب توبہ نہ کریں تو مسلمان انکا بائیکاٹ کریں ورنہ یہ بھی گنہگار ہونگے۔ اور بر تقدیر صدق مستفتی اگر زید و ہندہ سنی صحیح العقیدہ تھے تو صرف انکا نکاح پڑھا دینے سے امام پر شرعی گرفت نہ ہوگی لیکن اگر ظن غالب تھا کہ ہم دباؤ ڈالینگے اور نہیں جائینگے تو شخص مذکور بدمذہب وغیرہ نہیں ہوگا تو امام پر دباؤ ڈالنا واجب ولازم تھا کہ نہی عن المنکر واجب ہے لیکن اسکے باوجود ایسا نہ کیا تو، توبہ لازم ہے۔ اور اگر ظن غالب تھا کہ دباؤ وغیرہ ڈالنے سے شخص مذکور بدمذہب ہو جائے گا تو فقط نکاح پڑھانے کے سبب ان پر کوئی الزام نہیں۔ البتہ پانی نہیں پینا چاہیے۔ ایسا ہی فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص. 114 پر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بھنگ کی بیع اور اسکی رقم کا حکم

سوال: نشے آور اشیاء جیسے بھنگ افیم کی تجارت کرنا کیسا ہے اور اس سے کمائی گئی رقم جائز ہے یا ناجائز؟ سائل: عتیق احمد رضوی گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں افیون و بھنگ اوران جیسے قسم کی بیع اگر دوا وغیرہ غرض صحیح کیلیے ہو تو جائز ہے اور اگر غلبہ گمان ہو کہ نشہ کیلیے استعمال کرے گا تو جائز نہیں کیونکہ یہ اعانت علی الاثم ہے۔ جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں بزبان عربی فرماتے ہیں: یجوز للدواء وان ظن انہ یتعاطاہ للتفتیر لایحل البیع منہ لقیام المعصیۃ بہ بعینہ یعنی دوا کے لیے جائز ہے اور اگر غلبہ گمان ہو کہ نشہ کیلیے استعمال کرے گا تو بیع حلال نہیں اسکے ساتھ قیام معصیت کے متعین ہونے کی وجہ سے۔

(مترجم) (فتاوی رضویہ شریف جلد نہم ص.40 مطبع رضا اکیڈمی ممبئی)

دوسرے فتوی میں فرماتے ہیں: جب وہ معصیت کیلیے متعین نہیں تو اسکے بیچنے میں حرج نہیں مگر اسکے ہاتھ جسکی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص. 189 مطبع رضا اکیڈمی ممبئی)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: افیون کا کھانا ناجائز ہے، مگر جبکہ کسی دوا وغیرہ میں اتنی قلیل ملائی گئی کہ اس دوا کے کھانے سے حواس پر اثر نہ پڑے تو جائز ہے۔حدیث میں ہے: نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم من كل مسكر ومفتر۔ افیون شراب کی طرح نجس وناپاک نہیں، لہذا اسکا لیپ وغیرہ کرنا جائز، اکثر آشوب چشم میں اسکا ضماد آنکھوں پر لگاتے ہیں اور یہ لگانا جائز اسی حالت میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لہذا اسکی بیع وشراء جائز ہے البتہ اسکی بیع ایسے شخص سے کرنا جو اسے ناجائز طور پر کھاتا ہو ممنوع ہے کہ یہ معصیت پر اعانت ہے۔

(فتاوی امجدیہ جلد سوم ص. 183 کتاب البیوع)

اور دوسرے فتوی میں فرماتے ہیں: اسکی زراعت اور تجارت میں حرج نہیں مگر پینے والوں کے ہاتھ انکی فروخت کرنا درست نہیں کہ اعانت علی الاثم ہے اور قرآن میں اسکی ممانعت موجود۔ (فتاوی امجدیہ جلد چہارم ص. 307)

جب اسکی تجارت مطلقا حرام نہ ہوئی بلکہ جائز صورتوں پر بھی مشتمل ہے تو اسکی وہ رقم جو دواء وغیرہ کے طور پر بیچنے سے حاصل ہوئی جائز ہے اور جو معلوم ہوتے ہوئے نشہ والے کے ہاتھ بیچا وہ رقم ناجائز ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

بیع وفاوازخودزائدرقم دینے کاحکم

سوال: السلام علیکم ایک مسئلہ حل فرمائیں زید نے بکرکو کچھ بھی سامان سو روپیے میں اس شرط پر بیچا کہ وہ دو ماہ میں ایک سوبیس روپیہ بیس روپیہ کی زیادتی کے ساتھ واپس دے کر اپنا سامان لے لیگا اگر مذکورہ عرصہ میں نہیں دے سکا تو وہ سامان بکر کا پرمانینٹ طور پر ہو جائیگا تو کیا مذکورہ شرط کے ساتھ بکر کا بیس روپیہ منافع لینا جائز ہوگا؟ سائل: ممتاز عالم رضوی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں مذکورہ بیع، بیع بالوفاء ہے اورعندالتحقیق یہ بیع نہیں بلکہ رہن ہے مشتری کواس شئ سے فائدہ حاصل کرنا جائزنہیں ہاں اگر یہ شرط بیع ہونے کے بعدلگائی گئی یاقبل بیع ہوئی تھی لیکن وقت بیع اسکاانکارکردیاگیاتو یہ بیع،بیع قطعی ہوگی مشتری فائدہ حاصل کرے گااورشرط یہ وعدہ کہلائے گا۔جیساکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ زید نے ایک چیز عمرو کے ہاتھ بیچی اورسال دوسال یاکم بیش باہم ایک مدت طے کرلی کہ اس مدت میں اگرزید زرثمن واپس کردے توعمروشئ مبیع واپس کردے گا اوراگراسکی مدت میں زید زرثمن نہ دے گاتو بیع قطعی ہوجائے گی اس صورت میں اکثرتویہ کرتے ہیں کہ وہ چیز قبضہ مشتری میں دے دیتے ہیں مشتری اس

سے نفع حاصل کرتا رہتا ہے بذریعہ سکونت یا کرایہ یا زراعت وغیرہ یہ حرام ہے کہ صحیح مذہب و معتمد مذہب میں بیع وفا بیع نہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

اگر مشتری کا قبضہ ہوگیا ہے تو وہ رہن ہے مشتری کو اس سے نفع لینا حرام ہے اور بائع ہر وقت روپیہ دے کر جائداد واپس لے سکتا ہے اگر چہ میعاد گزر گئی ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص. 7۔6 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اور بکر کا یہ منافع لینا جائز نہیں کہ مبیع کی واپسی میں اسکو اسکی رقم مل جائے گی لہذا یہ زیادتی بلاعوض ہوگی جو کہ ناجائز ہے ہاں اگر خود خوشی سے زائد دے تو یہ جائز و احسان ہے۔ جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اگر قرض دینے میں یہ شرط ہوئی (یعنی زیادتی) تو بیشک سود و حرام قطعی و گناہ کبیرہ ہے اور قرض دینے والا مطلقا ملعون اور لینے والا بھی اسی کے عون ہے۔ اور چند سطور کے بعد فرماتے ہیں: دس روپیہ کا نوٹ قرض لیا کہ اسکے عوض دس ہی روپیہ کا نوٹ ادا کیا جائے گا پھر عمرو کے دل میں آیا کہ نوٹ کے بدلے دس اور دو روپے اپنی طرف سے احساناً بڑھا کر بارہ روپے دے تو یہ جائز و احسان ہے۔ (ایضا ص. 75)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

وھابیوں کے یہاں نوکری کرنے کا حکم

سوال: زید ایک سنی صحیح العقیدہ ہے پر ایک وہابڑے کے یہاں نوکری کرتا ہے پر اس سے سلام کلام نہیں کرتا ہے صرف اپنے کام سے کام رہتا ہے لہذا زید کا اس خبیث وہابڑے کے یہاں نوکری کرنا درست ہے ؟ علمائے کرام حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بڑا کرم ہوگا۔سائل: غلام نبی حشمتی نانپارہ بہرائچ یوپی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں وہابیوں دیوبندیوں و دیگر فرقہائے باطلہ کے یہاں نوکری کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ حدیث پاک میں ان سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دیوبندی و نیچری غرض جو بھی ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہو سب مرتد کافر ہیں، ان کے ساتھ کھانا پینا، سلام علیک کرنا، ان کی موت وحیات میں کسی طرح کا کوئی اسلامی برتاؤ کرنا سب حرام، نہ ان کی نوکری کرنے کی اجازت، نہ انہیں نوکر رکھنے کی اجازت کہ ان سے دور بھاگنے اور انہیں اپنے سے دور کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم**۔ یعنی ان سے بچو، انہیں دور رکھو تاکہ وہ تمہیں نہ گمراہ کریں نہ فتنہ میں ڈال سکیں۔مترجم۔

(فتاوی رضویہ جلد ششم قدیم ص.95 مطبع رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ہولی کی مبارکبادی دینا
علماء وصحابہ کوبرا کہنے کا حکم

سوال: ایک شخص نے دوران گفتگو کہا کہ ہولی کی مبارک باد دینا جائز ہےاس پر اسے بتایا گیا کہ یہ جائز نہیں بلکہ کفر ہے؟ اس پر وہ شخص مفتیان اسلام کو گالیاں دینے لگا اور کہا کہ میں ان کے فتوؤں کو نہیں مانتا اور کہنے لگا کہ ہم جو درود ابراہیم پڑھتے ہیں وہ درود یہود ونصاری کی طرف جاتا ہے۔ مزید اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی بھی کی۔ ایسے شخص پر کیا حکم شرع ہے؟ جو لوگ ایسے شخص کی ان بری باتوں کے باوجود اس کے ساتھ رہتے ہیں ان پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ علمائے کرام تشفی بخش جواب ارسال فرمائیں۔ زید رضا قادری بھیونڈی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: ہولی ہندوؤں کا مذہبی تہوار وافعال کفار ہے پس اگر کوئی مسلمان اسکو اچھا سمجھ کر مبارکبادی دیتا ہے تو کفر ہے ورنہ گناہ وفسق ہے۔ جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر انکے مذہبی تہوار کو اچھا جان کر منائے گا اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

غمزالعیون میں ہے من استحسن فعلامن افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ یعنی جس نے کفار کے فعلوں میں سے کسی فعل کو اچھا جانا تو باتفاق مشائخ وہ کافر ہوا۔مترجم۔ورنہ فسق ومعصیت ضرور ہے۔

(رضویہ جلدنہم قدیم نصف آخرص.176)

اورعالم کو بوجہ علم گالی دیاہے تو کافرہے اور اگر دنیوی سبب سے دیاہے توسخت گنہگار ہے۔جیساکہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگرعالم کواس لیے براکہتاہے کہ وہ عالم ہے جب توصریح کفرہے اوراگر بوجہ علم اسکی تعظیم فرض جانتاہے مگراپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث براکہتاہے گالی دیتاتحقیر کرتاہےتوسخت فاسق فاجرہےاوراگر بےسبب رنج رکھتاہےتومریض القلب خبیث الباطن ہےاوراسکےکفرکااندیشہ ہے۔

(فتاوی رضویہ جلدنہم نصف اول ص.140)

اورمستندعلمائے دین کےفتوٰوں کو نہ ماننا گمراہی ہے۔جیساکہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ شخص اگرخودعالم کامل نہیں تومستندعلمائے دین کےفتوے نہ ماننےکےسبب ضال وگمراہ ہے۔

(رضویہ جلدنہم قدیم نصف آخرص.140)

اوریہ کہناکہ درود ابراہیمی یہود ونصاری کی طرف جاتاہے یہ غلط اوربے کارکی بات ہے۔اس لیے کہ حدیث پاک میں ہےانماالاعمال بالنیات یعنی اعمال کادارومدار نیتوں سے ہےپس جب ہم درود حضرت ابراہیم

اور آپکی آل علیہم السلام پر بھیجتے ہیں تو یہود و نصاری کی طرف کیوں جائے گا۔ حضرت امیر معاویہ یا کسی صحابی کو بھلائی کے ساتھ یاد کرنا ضروری ہے اور لعن طعن کرنا گمراہی و رفض ہے۔ حدیث شریف میں ہے : میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان پر لعن طعن نہ کرو جس نے میرے صحابہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے میرے صحابہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(ترمذی شریف کتاب المناقب)

اور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کو برا کہنا رفض ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص. 272) اسکی تفصیل کے لیے اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ ردالرفضہ مطالعہ فرمائیں۔

پس صورت مسئولہ میں قائل پر توبہ ضروری ہے اور اگر مبارکبادی اچھا سمجھ کر دیا ہے تو تجدید ایمان و نکاح بھی کرے اور جب تک توبہ وغیرہ نہ کرے اسکا بائیکاٹ کیا جائے اور جو لوگ بغیر توبہ کے اسکی موافقت کریں وہ بھی گنہگار ہیں انکا بھی بائیکاٹ کیا جائے۔ قال اللہ تعالی: وامایںنسینك الشیطن فلاتقعد بعدالذکری مع القوم الظلمین۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم
حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

فاتحه کا دن متعین کرنے کی وجه

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔علمائے کرام کی مقدس بارگاہ میں ایک سوال ہے ایصال ثواب کی غرض سے چہارم، چالیسواں کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ یعنی تاریخ طے کر کے کرنا جیسے چہارم چالیسواں اس کی وجہ کیا ہے؟ سائل: شہباز عالم نعمانی۔

الجواب بعون الملک الوهاب: تیجا، چہارم، سوئم، دسواں، چہلم، وغیرہ یہ اموات مسلمین کو ثواب پہنچانے کے مختلف نام ہیں اور یہ تعین کوئی شرعی تعین نہیں یعنی شریعت مطہرہ نے کسی خاص وقت یا خاص چیز کی تعیین نہ فرمائی ہے بلکہ تعین عرفی ہے ۔جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ تعینات عرفیہ ہیں ان میں اصلاحرج نہیں جبکہ شرعاانھیں لازم نہ جانے ۔یہ نہ سمجھے کہ انھیں دنوں ثواب پہونچے گا آگے پیچھے نہیں۔ (فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص.219)

کسی جائز مقصد کیلیے ان تخصیصات کا اہتمام فقیر مشاہدی کی نظر میں کتب اہلسنت کے مطالعہ سے تین وجہیں نظر آتی ہیں۔

(1) وجہ اول یہ کہ عوام الناس کی سہولت کیلیے انتظامی

طور پر ایسا کیا جاتا ہے کہ دوست واحباب وغیرہ بآسانی پہونچ جائیں اور تلاوت قرآن وغیرہ بکثرت ہوسکے۔

(2) وجہ دوم لعدم المانع الشرعی یعنی شریعت مطہرہ کی جانب سے اس پر کوئی ممانعت نہیں۔ جیسا کہ سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ البریلوی فرماتے ہیں: یہ سب امور شرعا جائز، رواومباح ہیں جنکے منع پر شرع مطہر سے اصلا دلیل نہیں (فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص.195)

(3) وجہ سوم یہ کہ تاریخ متعین کرنا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں زبان فارسی میں فرماتے ہیں جس کا فقط ترجمہ پیش ہے: حدیث میں آیا ہے کہ حضو پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی زیارت کیلیے ہر سال کا وقت مقرر فرمالیا تھا جیسا کہ آرہا ہے اور سنیچر کے دن مسجد قبا میں تشریف لانا جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور شکر رسالت کیلیے دوشنبہ کا روزہ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے دینی مشاورت کے لیے صبح وشام کی تعیین، جیسا کہ صحیح بخاری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور سفر جہاد شروع کرنے کیلیے پنج شنبہ کی تعیین جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور طلب

علم کیلیے دوشنبہ کی تعیین جیسا کہ ابوالشیخ بن حبان، اور دیلمی نے بسند صالح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے وعظ وتقریر کیلیے پنج شنبہ کا دن مقرر کیا، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابووائل رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اور علما نے سبق شروع کرنے کیلیے بدھ کا دن رکھا، جیسا کہ امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ نے اسکی حکایت فرمائی اور کہا اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے۔ (فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم ص.192۔191)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

قبضہ سے پہلے مال بیچنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنلائن بزنس کے بارے میں کیا حکم شرع ہیں؟ اس میں مال قبضہ میں آئے اس سے پہلے بیچ دیا جاتا ہے .مثلاً جب کسٹمر ویبسائٹ پر آرڈر دیتا ہے اس وقت مال قبضہ میں نہیں ہوتا البتہ wholesaler کے ساتھ ویبسائٹ کے مالک کی بات ہو چکی ہوتی ہے کہ جتنا آرڈر آئے گا اتنا مال بھجوا دینا.کیا یہ درست ہے؟ سائل؛ ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: قبل از قبضہ مال

فروخت کرنا جائز نہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے نیز قبل از قبضہ اسکی قیمت میں کمی بیشی کا بہت امکان ہے زیادتی کی صورت میں بائع جھگڑا کرے گا کہ میں نہیں اٹھانے دیتا اور کمی صورت میں مشتری رونا روئے گا کہ تم نے مجھے لوٹ لیا خصوصا جبکہ عہد و پیمان کے ایفاء کا دور ہی ختم ہو رہا ہے ان باتوں پر لڑائی جھگڑا کوئی بعید نہیں۔ حدیث پاک میں ہے:

عن حکیم بن حزام قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رجل ابتاع ھذہ البیوع وابیعھا فما یحل لی منھا وما یحرم قال لاتبیعن شیئہ حتی تقبضہ رواہ احمد فی مسندہ وابن حبان وقال ھذا الحدیث مشھور۔

یعنی حکیم بن حزام نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں ایسا شخص ہوں کہ ان چیزوں کی خرید کے بعد ان کو فروخت بھی کرتا ہوں میرے لیے ان میں سے حلال کونسی اور حرام کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی چیز کو قبضہ میں لیے بغیر ہرگز نہ بیچو اسے امام احمد نے اپنی مسند اور ابن حبان نے ذکر کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث مشہور ہے۔

(فتح القدیر جلد پنجم ص۔264 مطبوعہ مصر)

اور علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: من اشتری شیئا مما ینقل ویحول لم یجزلہ بیعہ حتی یقبضہ لانہ نھی عن بیع مالم یقبض ولان فیہ غرر انفساخ

العقد علی اعتبار الهلاك۔ (ہدایہ اخیرین ص. 77 کارخانہ اسلامی کتب خانہ کراچی) جس نے کوئی منقولی چیز خریدی (ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والی چیز خریدی) تو اسکی آگے فروخت قبضہ کئے بغیر جائز نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے قبل از قبضہ چیز کی فروخت سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ اسطرح کرنے میں عقد کے فسخ ہونے کا دھوکہ بھی موجود ہے کیونکہ ہوسکتا ہے مذکورہ چیز ہلاک ہوجائے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

علی بخش نبی بخش نام رکھنے کا حکم

سوال: علی بخش نبی بخش ولی بخش وغیرہ یہ سب نام رکھنا کیسا ہے دلیل کے ساتھ بتانے کی زحمت گوارا کریں۔سائل: خطیب رضا نظامی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں ایسا نام رکھنا جائز ہے کہ ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: محمد بخش احمد بخش نبی بخش پیر بخش علی بخش حسین بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش ملا کر نام

رکھا گیا ہو جائز ہے۔ (بہار شریعت حصہ 16 ص.214)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

بچہ کے کان میں اذان کا حکم

سوال: یہ ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسکے کان میں اذان دینے کا شرعی حکم اور سنت طریقہ کیا ہے اور پوچھنا یہ ہے کہ کیا عورت بھی بچے کے کان میں اذان دے سکتی ہے اور بچے کو غسل دینے سے پہلے اذان دیں یا غسل کے بعد۔ رہنمائی فرمائیں۔ سائل: عبد القدوس ملک: بحرین۔

الجواب بعون الملک الوھاب: نومولود کے کان میں اذان دینا مسنون و مستحب ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی، ابوداؤد، شعب الایمان للبیھقی وغیرہ میں بسند حسن حدیث پاک ہے: عن عاصم ابن عبیداللہ بن ابی رافع قال رایت او قال اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اذن الحسن بن علی حین ولدتہ فاطمۃ۔ عاصم بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ مجھے عبید اللہ بن ابی رافع نے خبر دی کہ وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا یا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں اذان دی جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انھیں

پیدا کیا۔ (شعب الایمان للبیھقی، باب فی حقوق الاولاد والاہلین جلد 6 ص.389 دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قد جاء فی مسند ابی یعلی الموصلی عن الحسین رضی اللہ عنہ مرفوعا من ولد له ولد فاذن فی اذنه الیمنی واقام فی اذنه الیسری لم تضره ام الصبیان۔ یعنی مسند ابو یعلی موصلی میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ آپنے فرمایا جب بچہ پیدا ہو اسکے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی جائے تو بچہ ام الصبیان (آسیب) بیماری سے بچے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح باب العقیقہ جلد 7 صفہ 2691 دار الفکر بیروت)

اور بہار شریعت میں ہے: بچے کے کان میں اذان مستحب ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم ص.30)

اور طریقہ یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو فورا اسکے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے وہ اسطرح کہ بچے کو گود میں لیں اور قبلہ کی جانب متوجہ ہو جائیں۔

جیسا کہ فقیہ اکبر علامہ عبد القادر الرافعی الفاروقی الحنفی م.1343 فرماتے ہیں: قال السندی فیرفع المولود عند الولادۃ علی یدیه مستقبل القبلة ویؤذن فی اذنه الیمنی ویقیم فی یسری ویلتفت بالصلاۃ لجهة الیمین وبالفلاح لجهة الیسار۔ یعنی

سندی نے کہا کہ بچہ کو ولادت کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا جائے قبلہ رو ہو کر اسکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور حی علی الصلاح میں داہنی جانب چہرہ کرے اور فلاح میں بائیں جانب۔

(تقریرات الرافعی علی ردالمحتار جلد اول باب الاذان ص. 47 مطبع ذکریا دیوبند)

اور امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ حقوق اولاد میں فرماتے ہیں: جب پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان وام الصبیان سے بچے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد نہم قدیم ص. 46 نصف اول، رضا اکیڈمی ممبئی)

فقیر مشاہدی کہ نظر سے یہ بات نہ گزری کہ قبل غسل اذان دی جائے یا بعد غسل البتہ فتاوی رضویہ کی عبارت میں لفظ فوراً سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ قبل غسل دی جائے اس لیے کہ شیطان سے حفاظت اور ام الصبیان بیماری سے نجات کیلیے جلدی کرنے ہی میں فائدہ ہے لیکن دونوں صورتوں میں سنت ادا ہو جائے گی چاہے قبل غسل اذان ہو یا بعد غسل۔ رہا عورت کا اذان دینا تو اگر کوئی اذان دینے والا نہ ملے یا وقت پر کوئی نہ ہو تو عورت کے اذان سے مقصود یعنی (حفظ خلل شیطان وغیرہ) حاصل ہو جائے گا لیکن خلاف سنت ہے۔ بہار شریعت میں ہے: عورتوں کو اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم ص. 30 عالمگیری جلد اول ص 50)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مسلم ضابطہ سے طلاق فائنل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مندرجہ شخص نے اپنی بیوی سے کہا میں ایس جی محمود شاہ آپ کو مسلم قاعدے کے مطابق طلاق دیتا ہوں اب اس طلاق کے بعد آپ کا اور میرا کوئی شادی کا رشتہ نہ رہا اور ایک دوسرے پر کسی طرح کا رشتہ نہیں رہے گا لہذا میں بنا کسی دباؤ میں آ کر افروز بانو خان کو دو گواہ کی موجوگی میں طلاق فائنل دیا۔ اب اگر رجوع کرنا چاہے تو اسکی صورت کیا ہوگی۔ المستفتی .ایس جی محمود خان۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں تین قول ہے:

(1) شخص مذکور کا اپنی بیوی کی نسبت یہ کہنا کہ "مسلم قاعدے کے مطابق طلاق دیتا ہوں" اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اس طہر میں جس میں جماع نہ کیا ہو اس لیے کہ یہ طلاق سنت سے ہے۔ علامہ علاؤ الدین ابوبکر ابن مسعود الکاسانی الحنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: طلاق الدین والاسلام

والقرآن والکتاب ھومایقتضیه الدین والاسلام والقرآن والکتاب وھوطلاق السنة۔ یعنی طلاق دین واسلام وقرآن وکتاب کہنے سے وہ طلاق ہے جس کا دین واسلام وقرآن وکتاب مقتضی ہے اور وہ طلاق سنت ہے۔ (بدائع الصنائع الجزء الثالث ص. 135)

اب اگر مذکورہ طلاق یعنی طلاق سنت سے عدد طلاق کی نیت نہیں کی تو ایک ہی طلاق واقع ہوئی اس لیے کہ طلاق سنت کی دو قسم ہے طلاق احسن اور طلاق حسن۔ اور طلاق احسن یہ ہے کہ ایک طلاق دینا ایسی طہر میں جس میں جماع نہ کیا ہو اور طلاق حسن یہ ہے کہ تین طلاق دینا تین طہر میں پس جب تین کی نیت کرے گا تو اسکی نیت صحیح ہوگی۔ جیسا کہ ابو بکر ابن مسعود الکاسانی الحنفی فرماتے ہیں: ان نوی ثلاث فثلاث لان التطلیقة المختصة بالسنة المعرفة بلام التعریف نوعان حسن واحسن فالاحسن ان یطلقھاواحدة فی طھرلاجماع فیه. والحسن ان یطلقھاثلاثافی ثلاثة اطھارفاذانوی الثلاثة فقدنوی احدنوعی التطلیقة المختصة بالسنة فتصح نیته۔

(بدائع الصنائع الجزء الثالث ص. 134)

(مذکورہ عبارت کا مفہوم اوپر بیان کر دیا گیا ہے)

اور امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ طلاق مسنون کا طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں: عورت جب حیض سے فارغ ہو اسکے بعد قبل جماع اس

سے ایک بار کہے میں نے تجھے طلاق دی پھر اسے چھوڑے رہے اور اس سے بالکل الگ رہے یہاں تک کہ طلاق کے بعد تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں اس وقت وہ نکاح سے نکل جائے گی۔

(فتاوی رضویہ جلد پنجم غیر مترجم ص.618)

(2)شخص مذکور کا یہ کہنا کہ" اس طلاق کے بعد آپکا اور میرا شادی کا کوئی رشتہ نہ رہا اور ایک دوسرے پر کسی طرح کا رشتہ نہیں رہے گا" یہ جملہ پہلے والے طلاق کا نتیجہ ہے جیسا کہ سوال کی نوعیت سے ظاہر ہے۔

(3)اور یہ کہنا کہ" طلاق فائنل دیا" اس سے طلاق بائن واقع ہوگی اس لیے کہ طلاق کے ساتھ لفظ فائنل تو یہ نکاح کے ختم اور عورت کے جدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور طلاق کے ساتھ ایسی صفت ذکر کرنا جو بینونت پر دلالت کرے تو اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:اذاوصف الطلاق بصفة تدل علی البینونة کان بائنا اه وهذه الصفة بمعنی قوله انت طالق طلقة بائنة۔ یعنی جب طلاق ایسے وصف سے موصوف ہو جو بائنہ ہونے پر دلالت کرے تو وہ طلاق بائنہ ہوگی،اور یہ صفت،،تو بائنہ طلاق والی ہی کے معنی میں ہوگی۔

(ردالمحتار باب الصریح الجزء الثانی ص.450)

اور صریح جب بائن سے لاحق ہو تو وہ بھی بائن ہو جاتی ہے۔جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے اذالحق الصریح البائن کان بائنا۔(ردالمحتار جلد دوم ص.

509) پس صورت مسئولہ میں محمود شاہ کی بیوی پر دوطلاق بائن واقع ہوگئی اگراس سے پہلے طلاق نہ دی تھی پس اگر رکھنا چاہتا ہے اورعورت راضی ہے تو نئے سرے سے نکاح کرلے۔

الانتباہ : یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ طلاق فائنل سے کچھ نیت نہ کیا ہو یا بینونت غیر مغلظہ کی نیت کیا ہو اور اگر بینونت کبری یعنی تین طلاق کی نیت کیا ہے تو طلاق مغلظہ واقع ہوگی کہ بے حلالہ عورت شوہر اول کیلیے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالی: فان طلقھافلاتحل لہ من بعدحتی تنکح زوجاغیرہ۔ اور امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب طلاقیں تین تک پہونچ جائیں خواہ ایک بار میں خواہ دس برس میں تو وہ بھی بائن ہوجاتی ہے بلکہ وہ بائن کی قسم اکبر ہیں کہ پھر بے حلالہ اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ (فتاوی رضویہ جلد پنجم غیر مترجم ص.700)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

دلالی کے پیسے لینے کا حکم

سوال: السلام علیکم۔ حضرت ایک سوال ہے کہ جو گھروں کی دلالی کی جاتی ہے اور اس میں جو پیسے لیتے ہیں وہ جائز ہے یا نہیں۔ سائل. حافظ جاوید۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صورت مسئولہ میں اگرفردثالث یعنی دلال نے محنت کی ہے دوادوش میں اپنازمانہ صرف کیاہےتواسکومثلی اجرت لینے کاحق ہے اوراگر محنت نہیں کیا ہےبلکہ صرف بیٹھے بیٹھے دو چارباتیں کیایامشورہ اورصلاح دیاتواجرت کا مستحق نہیں۔ جیساکہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اجرت آنے جانے محنت کرنے کی ہوتی ہے، نہ بیٹھے بیٹھے دو چارباتیں کہنے، صلاح بتانے، مشورہ دینے کی۔ اورآگے فرماتے ہیں: اگربائع کی طرف سے محنت وکوشش ودوادوش میں اپنازمانہ صرف کیاتوصرف اجرمثل کا مستحق ہوگایعنی ایسے کام میں اتنی سعی پرجومزدوری ہوتی ہے اس سےزائد نہ پائے گااگرچہ بائع سے قراردادکتنے ہی زیادہ کاہواوراگرقراردااجرمثل سےکم کاہےتوکم ہی دلائیں گےکہ سقوط زیادت پرخودراضی ہوچکا۔ (فتاوی رضویہ شریف جلدہشتم غیرمترجم ص.146.147)

اورعلامہ ابن عابدین شامی بزازیہ اورولوالجیہ سے فرماتے ہیں:

الدلالۃ والاشارۃ لیست بعمل یستحق بہ الاجروان قال لرجل بعینہ ان دللتنی علی کذافلك کذاان مشی لہ فدلہ فلہ اجرالمثل للمشی لاجلہ لان ذالك عمل یستحق بعقد الاجارۃ۔ یعنی محض بتانااوراشارہ کرناایساعمل نہیں ہے جس پروہ اجرت کامستحق ہواگرکسی نے ایک خاص شخص کوکہااگرتومجھے فلاں چیزپررہنمائی

کرے تو اتنا اجر دونگا اگر وہ شخص چل کر رہنمائی کرے تو اسکو اجر مثل ملے گا کیونکہ وہ اس کی خاطر چل کر گیا کیونکہ چلنا ایسا عمل ہے جس پر عقد میں اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔

(ردالمحتار کتاب الاجارۃ مسائل شتی من الاجارۃ جلد خامس ص.58.بیروت)

اور علامہ حموی علیہ الرحمہ خزانۃ الاکمل سے فرماتے ہیں: امالو دله بالكلام فلاشئ له۔ (غمز عیون البصائر مع اشباہ الفن الثانی کتاب الاجارات جلد دوم ص.60.مطبع کراچی)

اور فقیہ النفس قاضی خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ان كان الدلال الاول عرض تعنى وذهب فى ذالك روزگاره كان له اجر مثله بقدر عنائه وعمله۔ یعنی اگر روزگار کے سلسلہ میں دلال نے محنت کی اور آیا گیا تو اسکی محنت اور عمل کے مطابق مثلی اجرت ہوگی۔

(فتاوی قاضی خاں کتاب الاجارات جلد ثالث ص.434)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

لوح وقلم کے فناء ہونے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آج درس بہار شریعت میں مدرس نے کہا

کہ لوح وقلم، جنت وجہنم سب فنا ہو جائے گی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔کیا یہ جملہ درست ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوهاب: صورت مسئولہ میں مدرس کا کہنا غلط ہے اور غالباانکواس آیت کریمہ کے سمجھنے میں خطا ہوئی۔

قال الله تعالى: كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذوالجلال والاکرام۔ (سورہ رحمن) اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ سب فنا ہو جائیں گے سوائے اللہ عزوجل کے۔

لیکن واضح رہے کہ سات چیزیں ایسی ہیں جنھیں فنا نہیں اور وہ سات چیزیں مذکورہ آیت کریمہ سے مستثنیٰ ہیں: عرش، کرسی، لوح، قلم، روح، جنت اور اس میں رہنے والے، دوزخ اور اس میں رہنے والے۔ یہ سب چیزیں كل شيء هالك سے مستثنیٰ ہیں۔لہذا مدرس صاحب اپنے اس بات سے رجوع فرمائیں اور لوگوں کو اس سے متنبہ فرمائیں۔

(شرح الصدور ص133 شرح فقہ اکبر بحر العلوم ص76)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ماتھے پر قشقہ لگوانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کی ایک شخص ہے جو سنی ہے اور نیتا ہے وہ الیکشن میں چناؤ لڑ رہا ہے اور وہ ووٹ مانگنے کے لیے نکلتا ہے اور اس دوران میں کافروں کے مندر میں جاتا ہے اور بتوں کے سامنے سر جھکاتا ہے اور پجاری اسکے ماتھے پر قشقہ (یعنی ٹیکا) لگاتا ہے۔ تو وہ شخص اسلام سے خارج ہوگیا کہ نہیں۔ جواب دے کر کرم فرمائیں۔ سائل: محمد حقیق ممبئی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں برضاورغبت بت کے سامنے سر جھکانا یا قشقہ لگوانا کفر ہے کہ یہ کفار و مشرکین کا مذہبی شعار ہے جو کوئی کسی کو بت کے سامنے سر جھکاتا ہوا یا ماتھے پر قشقہ دیکھتا ہے تو یقین کر لیتا ہے کہ ایسا شخص ہندو ہے لہذا مذکورہ شخص اسلام سے خارج ہوگیا۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: انکم اذا مّثلھم۔ اب جبکہ تم انکے کام پر راضی ہو تو تم بھی کافر ہو۔ (سورہ نساء آیت نمبر 140) اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ماتھے پر قشقہ لگانا خاص شعار کفر ہے اور اپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہو اس پر لزوم کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے۔ اشباہ والنظائر میں ہے: عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبہ۔ اور اسکا اعتبار نہیں جو دل میں ہے۔ مشاہدی۔

(فتاوی رضویہ جلد نہم قدیم نصف آخرص. 316)

وھکذا فی الفتاوی الرضویہ من الجزء السادس علی 150، مطبع ممبئی۔ لہذا شخص مذکور توبہ، تجدید، ایمان اور تجدید نکاح کرے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

خنثی کی نماز جنازہ کا حکم

سوال: خنثی یعنی ہجڑے کی نماز جنازہ پڑھی جائے اگر ہاں تو اس میں کونسی دعا پڑھی جائیگی؟ جواب سے ضرور نوازا جائے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اگر خنثی مسلمان ہے تو اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور بالغ ہے تو بالغ کی دعا ورنہ نابالغ کی دعا پڑھینگے اس لیے کہ خنثی ان اشخاص میں سے نہیں جنکی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ انکی نماز نہیں:

(1) باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے

(2) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ انکو غسل دیا جائے نہ انکی نماز پڑھی جائے

مگر جب کہ بادشاہ اسلام نے ان پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

(3) جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو انکا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آکر لگا اور مر گئے تو انکی بھی نماز نہیں۔

(4) جس نے کسی شخص کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا

(5) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں اس حالت میں مر جائیں تو انکی بھی نماز نہ پڑھی جائے

(6) جس نے اپنے ماں باپ کو مار ڈالا اسکی بھی نماز نہیں

(7) کسی کا مال چھین رہا تھا اس حالت میں مارا گیا اسکی بھی نماز نہیں

(عالمگیری درمختار وغیرہما۔

(بہارشریعت حصہ چہارم قدیم ایڈیشن کتب خانہ اشاعت الاسلام دہلی۔ص۔118/19)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

حاجتمند سید کی امداد کا حیلہ

سوال: بہت ہی ارجنٹ مسئلہ ہے کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک

سیدہ ہے انکا شوہر سید نہیں اور وہ کچھ گھر میں بیوی بچوں کے کھانے پینے کا کچھ بھی سامان نہ پیسہ وغیرہ دے رہے ہیں تو اب اس صورت میں سیدہ جی کی مدد کیسے کی جائے۔سائل محمد فہیم رضوی نوری۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مستفسرہ میں اگر سیدہ صاحبہ کو کہیں سے اخرجات نہیں مل پا رہے ہیں تو وہ حاجتمند ہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ انکی اعانت کریں اور اگر ایسا بھی نہیں تو مالدار کی زکوۃ سے قدر ضرورت لے اور قدر ضرورت میں صرف کرے۔ جیسا کہ امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سید کو زکوۃ لینا دینا حرام ہے اور اسے دیے زکوۃ ادا نہیں ہوتی اگر واقعی کسب پر قادر نہیں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسکی اعانت کریں اور اگر لوگ بے پرواہی کریں اور اسے کوئی ذریعہ رزق کا سوائے زکوۃ لینے کے نہ ہو تو بقدر ضرورت لے اور قدر ضرورت میں صرف کرے۔ (فتاوی رضویہ جلد چہارم غیر مترجم ص.476)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: زکوۃ کا مال بہ نیت زکوۃ کسی محتاج کو دے کر مالک کر دیا جائے پھر اسکی رضامندی سے تھوڑے داموں کو اس سے خرید لیں یہ حیلہ بضرورت صرف ایسی جگہ ہو کہ مثلاً کسی سید صاحب کو حاجت ہے مال زکوۃ انھیں دے نہیں سکتے اور اپنے پاس زر زکوۃ سے زیادہ دینے کی وسعت نہیں تو اسطرح زکوۃ ادا کر کے برضامندی مول لے کر سید صاحب کے نذر کر دیا جائے۔ (ایضا.ص. 473) مذکورہ طریقہ سے مالدار کی زکوۃ بھی

اداہو جائے گی اور سیدہ صاحبہ کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

جہیز کے ترکہ کا حکم

سوال: السلام علیکم۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں خالدہ اپنی شادی کے دو سال بعد انتقال کرگئی اور لاولد رہی خالدہ کے والدین نے جو جہیز میں خالدہ کو دیا تھا اسکے وارث خالدہ کے والدین ہونگے یا پھر شوہر کو بھی اس میں سے حصہ ملیگا اگر ملیگا تو کتنا؟ جواب عنایت فرمائیں۔
سائل: نظام الدین بڑودہ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں خالدہ کو جوسامان جہیز میں ملا ہے وہ خالدہ کی ملک ہے اوراسکے انتقال کے بعدوہ اسکا ترکہ ہے جوکہ وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ جیساکہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ان الجھاز للمراۃ اذاطلقھاتاخذکلہ واذاماتت یورث عنھا۔ یعنی جہیز عورت کی ملک ہے جب شوہراس کوطلاق دے تو عورت سب لے گی اورجب مرجائے تو وہ ورثہ کا ہے۔ (ردالمحتار جلددوم ص.399)

پس حسب شرائط فرائض جب خالدہ لاولد ہے تو شوہر کو نصف ملے گا۔ کما قال اللہ تعالی ولکم نصف ماترك ازواجکم ان لم یکن لھن ولد اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر انکی اولاد نہ ہو۔ (پارہ 4 سورہ نساء)

اور اگر بھائی یا بہن موجود ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا ورنہ تہائی باقی باپ کو اور باپ کی موجودگی میں بھائی و بہن محروم ہونگے۔ جیسا کہ جماعت علمائے ہند نے فرمایا: والمحجوب یحجب بالاتفاق کالاخوین اوالاخوتین فصاعدا بای جھة کانا یرثان مع الاب ویحجبان الام من الثلث الی السدس۔

(فتاوی ہندیہ مع بزازیہ جلد ششم ص.453)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ بالاتفاق دو بھائی یا دو بہن یا زیادہ ہوں تو یہ ماں کے حصہ کو تہائی سے چھٹا کر دیتے ہیں۔ دوسری جگہ ہے یسقط الاخوۃ والاخوات بالاب بالاتفاق یعنی باپ کے ہوتے ہوئے بھائی اور بہنیں بالاتفاق ساقط ہو جاتے ہیں یعنی انکا شرعا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

(فتاوی ہندیہ جلد ششم ص.428 مطبوعہ مصر)

پس خالدہ کا کل مال چھ حصوں میں منقسم ہوگا جن میں سے تین حصہ شوہر کو اور ایک حصہ ماں کو باقی باپ کو ملے گا اور بھائی و بہن محروم ہونگے۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ عورت کا ترکہ چھ سہام

پر منقسم ہو کر تین شوہر اور دو باپ اور ایک سہم ماں کو ملے گا بھائی محروم ہیں۔

(فتاوی امجدیہ جلد سوم ص.362)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

امام سے متعلق چند سوال کا حکم

سوال: علمائے کرام کی بارگاہ میں چند سوالات:

(۱) مسجد میں امام صاحب کو کیوں رکھا جاتا ہے

(۲) کیا امام صاحب کسی کو بتائے بنا دعوت میں جا سکتے ہیں

(۳) کیا مسجد میں اذان ہو مگر جماعت نہ ہو درست ہے

(۴) بار بار ایسا کرنے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے

رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل حسنین رضا۔

الجواب بعون الملک الوھاب:

(1) مسجد میں امام صاحب نماز پڑھانے کے لیے رکھے جاتے ہیں۔

(2) اگر مدعو ہوں تو بلا شبہ سنی صحیح العقیدہ کے یہاں جا سکتے ہیں لیکن وقت نماز کا خیال کرتے ہوئے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے جائیں کہ امامت امام صاحب کے فرائض سے ہے۔

(3۔4)اور مسجد میں اگر جماعت نہ ہوتو اسکے ذمہ دار امام صاحب ہونگے کہ یہ انکے فرائض سے ہے جس کو انجام دینا ضروری ہے ۔وقت کی پابندی لازم ہے اگر ایسا نہیں کر پاتے تو ایسے امام کو رکھا جائے جو پابند ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

قبل اذان درود پڑھنے کا حکم

سوال: اذان سے پہلے درود پڑھنا کہاں سے ثابت ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں نیز یہ بھی بتائیں کہ اسکی ابتدا کس دور میں ہوئی اور کس نے کی۔

ہاشمی خان کیرل۔

الجواب بعون الملک الوھاب: سرکار مدینہ علیہ الصلاۃ والسلام کی مقدس بارگاہ میں مطلقا درود وسلام پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود۔ کما قال اللہ تعالی: یاَیہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ یعنی اے ایمان والو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم پر درود وسلام بھیجو۔ اس حکم میں کسی ہیئت اور وقت کی قید نہیں جو قبل اذان اور بعد اذان وغیرہ سب کو شامل ہے ۔ نیز اسکے اباحت وجواز میں اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اسکی ممانعت شریعت مطہرہ میں ثابت نہیں اور ہر شئ مباح

حسن نیت کے ساتھ استحباب کے دائرہ میں ہےلہذااذان سے پہلے درود وسلام پڑھنےکو مستحب کہنے میں کوئی حرج نہیں کس نے ابتدا کی کس زمانہ سے ابتدا ہے اس سے کوئی بحث نہیں۔

البتہ اگرکوئی انکار یا منع کرےتو وہ مدعی ہے دلیل منع اسکے ذمہ لازم۔

لقوله عليه السلام البينة على المدعى...هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

والله اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

طاهرالپادری کومجدد کهنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد سلام عرض ہے کہ مجدد کس کو کہتے ہیں ہمارے ملک میں کچھ علما طاہر القادری کو اس صدی کا مجدد کہتے ہیں انکے عقائد اور جو انکو مجدد کہے اسکے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے تفصیل سے بتائیں۔

سائل وسیم اختر حیدر آباد۔

الجواب بعون الملک الوهاب: مجدد اللہ تعالیٰ کا وہ محبوب بندہ ہے جو امت مسلمہ کے لیے اسکے دین کو تر وتازہ کرے، اور یہ تعریف اس حدیث سے مستفاد ہے ۔ حدیث پاک میں ہے : ان الله

عزوجل یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها ۔یعنی بے شک اللہ تعالی ہر سو سال پر ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس امت کیلیے اس کے دین کو ترو تازہ کرے۔

(مشکوۃ شریف ص.36)

اور علمائے کرام نے مجدد کیلیے کچھ چیزیں بطور لوازم ذکر کی ہیں ۔مذکورہ حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں: ای یبین السنة من البدعة ویکثر العلم ویعز اهله ویقمع البدعة ویکسر اهلها ۔اور چند سطر کے بعد تحریر فرماتے ہیں: لکن المبعوث بشرط ان یکون مشارا الیه۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص.302)

یعنی سنت کو بدعت سے علاحدہ کرے اور علم دین کو پھیلائے اور علمائے دین کو عزت دے اور بدعت کو اکھاڑے اور بدعتیوں کا زور توڑے ۔لیکن شرط یہ ہے کہ یہ ہستی سارے فن میں مشار الیہ ہو یعنی اپنے علم و فضل، ورع وتقوی، استقامت فی الدین، تحریر یا تقریر یا دونوں میں ایسا یکتا ہو کہ وہ مرجع عوام وخواص ہو،عوام وخواص سب اپنی دینی ضرورتوں میں اسکی طرف رجوع کرتے ہوں اور سب اسکی باتوں کو تسلیم کرتے ہوں۔

اور طاہر الپادری وہ شخص ہے جسکے عقائد ونظریات شریعت مصطفویہ سے متصادم ہیں جیساکہ اسکی تقریروں اور تحریروں سے واضح ہے جسکی بنا پر ہندو پاک کے علمائے کرام نے کفر کا فتوی دیا ہے اور اس تعلق

سے متعدد کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں جیسے طاہر الپادری کی حقیت وغیرہ۔پس جب وہ اسلام سے خارج ہے تو امت مسلمہ کا مجدد اور دین کا رہبر اور عوام وخواص کا مرجع کیسے ہوسکتا ہے۔لہذا ایسے شخص کو مجدد کہنا شریعت پر زیادتی ہے جنھوں نے اسکو مجدد کہا انکو اپنے اس قول سے توبہ لازم ہے اور اس سے دور رہنا ضروری ہے کہ اسی میں ہمارے ایمان کی حفاظت ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سو کے نوٹ کو 500 میں بیچنے کا حکم

سوال: علمائے کرام سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ پر ضرور اور جلد روشنی ڈالیں کرم ہوگا کہ مودی نے 1000،،500 کا نوٹ بند کر دیا ہے تو کچھ لوگ سو کا نوٹ ایک دو دیکر یا جو بھی مناسب لگتا ہے بیچتے ہیں کیا یہ کمی زیادتی کرنا جائز ہے۔کیا اسکو سود کہیں گے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ بینوا توجروا۔ سائل افسر رضا میواتی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مستفسرہ میں اس طرح نوٹ کی بیع جائز ہے اس لیے کہ نوٹ اصلا ایک پرچہ کاغذ ہے اور اصطلاحا ثمن ہے۔جیسا کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلی حضرت علیہ

الرحمہ البریلوی نے اپنے رسالہ"کفل الفقیہ الفاھم فی احکام القرطاس الدراھم" میں تحقیق انیق وعمیق فرمائی ہے: ارشاد فرماتے ہیں: نوٹ اصل میں ایک متاع ہے اس لیے کہ ایک پرچہ کاغذ ہے اور اصطلاح میں ثمن ہے اس لیے کہ اسکے ساتھ ثمن کا سا معاملہ کیا جاتا ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص.135،،رضا اکیڈمی ممبئی)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں: اسکی اصل تو معلوم ہے کہ وہ کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے اور کاغذ مال متقوم ہے اور معلوم ہے کہ شرع مطہر نے کبھی مسلمان کو اس سے نہ روکا کہ اپنے پارہ کاغذ میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ تلخیصا۔ (ایضا ص.128)

اور سوال یازدہم کے جواب میں ارشاد فرمایا: ہاں نوٹ پر جتنی رقم لکھی ہے اس سے زیادہ یا کم کو جتنے پر رضامندی ہو جائے اسکا بیچنا جائز ہے کہ نوٹ کا ان مقداروں سے اندازہ کرنا صرف لوگوں کی اصطلاح سے پیدا ہوا ہے اور بائع ومشتری پر انکے غیر کی ولایت نہیں جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر سے گزرا تو ان دونوں کو اختیار ہے کہ کم زیادہ جتنا چاہیں اندازہ مقرر کرلیں۔(ایضا ص.159)

اور علامہ امام ابن ہمام فرماتے ہیں: **لو باع کاغذۃ بالف یجوز ولایکرہ**۔ یعنی اگر کوئی اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپئے کا بیچے تو بلا کراہت جائز ہے۔ (فتح القدیر، کتاب الکفالۃ الجزء السادس ص.324)

اور اس طرح کمی بیشی کے ساتھ بیچنا سود نہیں ہے۔ جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں: حرمت ربا کی علت وہ خاص اندازہ یعنی ناپ یا تول ہے
اتحاد جنس کے ساتھ اور معلوم ہے کہ نوٹ اور روپیوں میں شرکت نہ قدر میں ہے
نہ جنس میں۔جنس میں تو اس لیے نہیں کہ یہ کاغذ ہے اور وہ چاندی اور قدر میں
اس لیے نہیں کہ روپئے تول کی چیز نہیں اور نوٹ نہ تول کی نہ ناپ کی تو واجب
ہوا کہ بیشی اور ادھار دونوں جائز ہوں تو ظاہر ہوا کہ نوٹ سرے سے مال ربا ہی
سے نہیں۔ (ایضا ص.160،تلیخصا)

نوٹ کی بیع اور مبادلہ میں کمی بیشی برضامندی فریقین مطلقا جائز ہے کہ وہ اموال
ربویہ سے نہیں ہاں سو روپیہ کا نوٹ قرض دیا جائے اور یہ ٹھہرالیا جائے کہ پیسہ
او پر سو لینگے یہ سود اور حرام قطعی ہے۔ (ایضا ص.247)

ایک جگہ اور فرماتے ہیں: نوٹ اگر قرض دیا جائے اور ایک پیسہ زیادہ
لینا ٹھہرالیا جائے تو قطعی حرام ہے۔قال اللہ تعالی:حرم الربو۔
اور اگر نوٹ روپیہ کے عوض بیع کرے اور اس پر جو قیمت مکتوب ہے اس
سے کم یا زیادہ برضائے باہمی معجل خواہ مؤجل باجل معلوم ثمن قرار دیں
تو ضرور حلال ہے۔قال اللہ تعالی:احل اللہ البیع۔ (ایضا ص.248)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

فاسق کو مدرسے کا ناظم بنانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے رضامندی سے اپنی لڑکی ہندہ کی شادی علی الاعلان بکر سے کی جو وہابی ہے اور نکاح بھی وہابی مولوی سے پڑھوایا لیکن زید سنی گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور عقائد مسلک اعلی حضرت کے مطابق دیگر معاملات میں اتباع بھی کرتا ہے اس کا ایک لڑکا علیمیہ جمد اشاہی بستی میں زیر تعلیم بھی ہے لیکن شادی کے مسئلہ میں معمولات اہل سنت کی مخالفت کرنے پر علمائے کرام نے اسے سمجھایا مگر نہیں مانا اور اس نے اپنے اس فعل بد سے آج تک توبہ بھی نہ کیا اب عمرو نے اس کو ایک سنی مدرسے کا منتظم بنا دیا ہے تو شخص مذکور اور بنانے والے پر عند الشرع کیا حکم ہوگا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل و براہین سے مزین جواب عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط المستفتی: محمد انوار الحسن خاں نعیمی امجدی عفی عنہ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وہابی دیوبندی بحکم علمائے حرمین شریفین اسلام سے خارج ہیں انکے ساتھ سنیہ کا نکاح ہوتا ہی نہیں ہے۔ کما قال اللہ تعالی: لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن۔ یعنی مسلمان عورتیں کافروں کیلیے حلال نہیں نہ کافر مسلمان عورتوں کیلیے۔ (سورہ ممتحنہ آیت نمبر 10)

فقہائے کرام نے فرمایا ہے :لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ و کذالک لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد۔ یعنی مرتد کا نکاح مرتدہ، مسلمہ، کافرہ اصلیہ کے ساتھ جائز نہیں اسی طرح مرتدہ کا کسی کے ساتھ جائز نہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ یعنی تم ان سے دور رہو انکو اپنے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں یا فتنہ میں نہ ڈالدیں۔

(مسلم شریف)

لہذا مسلمانوں نے انکا بائیکاٹ کیا یہ صحیح کیا ورنہ یہ بھی گنہگار ہوتے۔ قرآن شریف میں ہے: واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ (سورہ انعام آیت نمبر 68)

ایسے شخص کو دینی مدرسہ کا منتظم نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ علامہ علاؤالدین الحصکفی فرماتے ہیں: وینزع وجوبا لو الواقف فغیرہ بالاولی غیر مامون اوعاجزا وظھر بہ فسق۔ یعنی جو امانت دار نہ ہو یا عاجز و کمزور یا فاسق ہو اسکو انتظام سے علیحدہ کردینا واجب ہے واقف ہو یا غیر واقف۔

(درمختار جلد سادس ص.453)

اور بحر العلوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایسے شخص کو کسی دینی ادارے کارکن بنانا یا کوئی اعزاز کا درجہ دینا خود فسق ہے عام کتب فقہ میں ہے لانا امرنا بتحقیرھم یعنی ہمیں انکی تحقیر کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ تعظیم۔

(فتاوی بحر العلوم جلد پنجم ص.83)

پس ایسا شخص جب تک توبہ شرعی نہ کرے مسلمان اسکا بائیکاٹ رکھیں جس نے اسکو ناظم بنایا اس نے خود فسق کیا ایسے شخص کو کوئی عہدہ دینا اسکی تعظیم ہے جبکہ ہمیں اسکی تحقیر کا حکم دیا گیا ہے لہذا عمرو کو چاہیے کہ توبہ کرے اور حکم شرع پر عمل کرے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

منفرد مصلی کی اقتدء کا حکم

سوال: ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا عصر کے فرض کی امام کی نیت بھی نہیں کی اور ایک شخص آ کر شامل ہو گیا اس کی اقتداء میں۔ کیا اس شخص کی نماز فرض ہوئی۔ سائل: وسیم اختر حیدر اباد۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اقتدا درست ہے اگر مقتدی نے فرض کی تعیین کی ہے یعنی یہ نیت ہو کہ نماز امام میں اسکا مقتدی ہوں۔ اور امام کو مقتدی کی نماز صحیح ہونے کیلیے نیت امامت کرنا ضروری نہیں بلکہ قصدا نہ کیا تب بھی اقتدا درست ہے ہاں اگر کرے گا نہیں تو ثواب جماعت نہ پائے گا۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں: مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیت امامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کیلیے ضروری نہیں یہاں تک کہ اگر امام نے قصد کرلیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اقتدا کی نماز ہوگئی مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا اور ثواب جماعت حاصل ہونے کیلیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کرلینا ضروری نہیں بلکہ وقت شرکت بھی نیت کرسکتا ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص. 53)

(عالمگیری جلد اول ص.62 درمختار جلد اول ص.282)

اور فرماتے ہیں: مقتدی نے نیت اقتدا کی مگر فرضوں میں تعیین فرض نہ کی تو فرض ادا نہ ہوا یعنی جب تک یہ نیت نہ ہو کہ نماز امام میں اسکا مقتدی ہوتا ہوں۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص.54)(غنیہ ص.249)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

کلام کرنے پر نکاح کو ختم کرنے کا حکم

سوال: اگر کسی کے شوہر نے جھگڑے میں یہ کہا کہ اگر تو اپنے ابو اور اپنی بہن سے بات کرتی ہے تو میرے نکاح سے باہر ہے۔ اس کے شوہر کے اس

جملے کے بعد بھی وہ اپنی بہن سے بات کیا کرتی تھی اب شریعت کا کیا حکم ہوگا اس عورت پر۔جواب عنایت فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقعہ عنایت فرمائیں۔
سائل ارمان نوری۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں جب والدین سے کلام کرنے پر نکاح کو ختم کرنے کی شرط لگائی تو بعد شرط وہ نکاح سے نکل گئ۔علامہ برہان الدین مرغینانی فرماتے ہیں: اذا علقه علی شرط وقع عقیب الشرط۔یعنی طلاق کو جب کسی شرط پر معلق کیا تو بعد شرط طلاق واقع ہوجائے گی۔ (ہدایہ 4/103)

پس شوہر دوبارہ نکاح کرلے پھر نکاح کے بعد اگر عورت نے بات کی تو نکاح سے باہر نہ ہوگی کہ ایک مرتبہ شرط پائی جانے سے تعلیق ختم ہوجاتی ہے۔جیسا کہ حضور صدرالشریعہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ شرط پائی جانے سے تعلیق ختم ہوجاتی ہے یعنی دوبارہ شرط پائی جانے سے طلاق نہ ہوگی مثلاً عورت سے کہا اگر تو فلاں کے گھر میں گئی یا تو نے فلاں سے بات کی تو تجھ کو طلاق ہے عورت اسکے گھر گئی تو طلاق ہوگئی دوبارہ پھر گئی تو اب واقع نہ ہوگی۔

(بہار شریعت حصہ ہشتم ص.43)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

حیعلتین کے جواب میں لاحول کیوں پڑھا جاتا ھے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اذان کے وقت جب موذن حی علی الفلاح پر پہنچتا ہے تو لاحولا ولاقوۃ الاباللہ کا ورد کیوں کیا جاتا ہے مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔فقط تنویر حشمت مشاہدی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں حیعلتین کی جگہ لاحول ولاقوۃ پڑھا جاتا ہے اس لیے کہ حیعلتین کا معنی ہے آؤ نماز کی طرف اور آؤ کامیابی کی طرف اور یہ مؤذن کہے تو سمجھ میں آتا ہے کہ اعلان کر کے بلا رہا ہے لیکن سامع کہے تو یہ کس کو بلا رہا ہے اس لیے اسی کا اعادہ کرنا یہ استہزاء کے مشابہ ہے اس لیے فقہاء نے بیان فرمایا ہے کہ اسکی جگہ لاحول ولاقوۃ کہا جائے یعنی گناہ سے روکنے اور کامیابی کی طرف بلانے کی طاقت وقوت صرف اللہ کو ہے۔لہذا حیعلتین کے جواب میں اسکو کہنا موافق عقل ہے۔جیسا کہ علامہ علاؤالدین الکاسانی الحنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لان اعادة ذالك تشبه المحاكاة والاستهزاء۔ یعنی حیعلتین کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الاباللہ کہے کیونکہ اس کا اعادہ کرنا یہ محاکات اور استہزاء کے مشابہ ہے۔ (بدائع صنائع الجزء الاول ص.231)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

خنثی مشکل کے ختنہ کا حکم

سوال: خنثیٰ مشکل کا ختنہ کے بارے میں کیا مسئلہ ہے بالتفصیل باحوالہ پیش فرمائیں۔ مسئولہ از کلکتہ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: علامہ علاؤ الدین ابن مسعود الکاسانی الحنفی الملقب بملک العلماء خنثیٰ مشکل کے ختنہ کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں: اما حکم الختان فلا یجوز للرجل ان یختنه لاحتمال انه انثی ولا یحل له النظر الی عورتها ولا یحل لامراة اجنبیة ان تختنه لاحتمال انه رجل فلا یحل لها النظر الی عورته فیجب الاحتیاط فی ذالك، وذالك ان یشتری له من ماله جاریة تختنه انکان له مال لانه ان کان انثی فالانثی تختن بالانثی عند الحاجة وان کان ذکرا فتختنه امته لانه یباح لها النظر الی فرج مولاها، وان لم یکن مال یشتری له الامام من مال بیت المال جاریة ختانة فاذا ختنه باعها ورد ثمنها الی بیت المال لان الختان من سنة

الاسلام وهذا من مصالح المسلمين وقيل يزوجه الامام امراة ختانة لانه ان كان ذكرا فللمراة ان تختن زوجها وانكان انثى فالمراة تختن المراة عند الحاجة۔

یعنی خنثیٰ مشکل کے ختنہ کا حکم یہ ہے کہ مرد کو جائز نہیں کہ اسکا ختنہ کرے مؤنث کے احتمال ہونے کی وجہ سے اس لیے کہ مرد کا اسکے ستر کو دیکھنا جائز نہیں اور نہ ہی اجنبی عورت کو اسکا ختنہ کرنا جائز ہے اسکا احتمال مرد ہونے کی وجہ سے پس اس بارے میں احتیاط واجب ہے اور وہ احتیاط یہ ہے کہ اگر خنثیٰ مشکل کے پاس مال ہے تو اسکے مال سے ایک باندی خریدی جائے گی اور وہ اسکا ختنہ کرے گی اب اگر مؤنث ہے تو مؤنث کا مؤنث وقت حاجت ختنہ کر سکتی ہے اور اگر وہ مرد ہے تو باندی ختنہ کرے گی کیونکہ باندی کو اپنے آقا کی شرمگاہ دیکھنا جائز ہے ۔ اور اگر اسکے پاس مال نہیں تو حاکم بیت المال سے ایک باندی ختنہ کے لیے خریدے پس جب ختنہ ہو جائے تو باندی کو بیچ کر اسکی قیمت بیت المال میں واپس کر دی جائے گی اس لیے کہ ختنہ سنت اسلام سے ہے اور یہ مسلمانوں کی مصلحتوں سے ہے ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ حاکم ختنہ کیلیے ایک عورت سے شادی کرائے گا اب اگر وہ مرد ہے تو عورت کا اپنے شوہر کی ستر دیکھنا جائز اور اگر مؤنث ہے تو عورت وقت ضرورت عورت کا ختنہ کر سکتی ہے ۔

(بدائع صنائع الجزء السابع ص.483۔484 مطبوعہ فور بندر گجرات)

اورعلامہ ابوالحسین بغدادی فرماتے ہیں: تبتاع له امة من ماله

تختنه ان كان له مال فان لم يكن له مال ابتاع له الامام من بيت المال امة فاذاختنته باعهاورد ثمنها الى بيت المال۔ یعنی اگرخنثیٰ مشکل کے پاس مال ہے تواس سے باندی خریدی جائے گی وہ اسکا ختنہ کرے گی اوراگراسکے پاس مال نہیں توامام بیت المال سے باندی خریدے گااورختنہ ہونے کے بعد باندی کو بیچ کر قیمت بیت المال میں لوٹادی جائے گی۔(قدوری شریف ص.149 ناشر وسیم بک ڈپوئی دہلی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

ختان نساء کیا ھے اوراس کا حکم

سوال: السلام علیکم اس گروپ کے مقتدرعلما کی بارگاہ میں عریضہ ہے کہ علمی استفادہ کیلیے اس پرایک مفصل ومدلل مضمون تحریرفرمائیں: عورت کا ختنہ کرانا کیسا؟ عورت کے ختنہ میں کیا کاٹا جاتاہے؟ کب سے عورت کے ختنہ کا سلسلہ ہوااورکب بند ہوا بند ہونے کے وجوہات مفصل بیان فرمائیں؟ جس عورت نے ختنہ کرایاہواس سے نکاح کرنا کیساہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔عورت کاختنہ کرانا مستحب اورایک عمدہ فعل ہےاوراس سے لذت جماع

میں اضافہ ہوتا ہے۔ اشباہ میں ہے: لایسن ختانہا وانما ھو مکرمۃ
لڑکیوں کا ختنہ کرانا سنت نہیں وہ ایک عمدہ فعل ہے۔ غمز العیون میں ہے:
وانما کان الختان فی حقہا مکرمۃ لانہ یزید فی اللذۃ۔
یعنی لڑکیوں کے حق میں ختنہ ایک عمدہ فعل ہے کیونکہ اس سے لذت
جماع میں اضافہ ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے: ختان المرأۃ لیس سنۃ
بل مکرمۃ للرجال یعنی عورت کا ختنہ سنت نہیں بلکہ وہ مردوں کے لیے
ایک اچھا طریقہ ہے۔ (بحوالہ فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص.162)

اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اندام زن کے دونوں لبوں
کے بیچ میں جو گوشت پارہ تند و بلند سرخ رنگ مثل تاج خروس کے ہے اس
میں سے ایک ٹکڑا کھال کا جدا کرتے ہیں یہ ختنۂ زنان ہے۔

ابتداء سلسلۂ ختنہ زنان: قصص الانبیاء میں ہے کہ بی بی سارہ نے بی بی
ہاجرہ کے کان چھیدے اور ختنہ کیا۔ ہند میں عدم رواج کی وجہ جہاں اسکا رواج
ہے مستحب ہے ان بلاد میں اسکا نشان نہیں اگر واقع ہو تو جہال ہنسیں اور مسئلہ
شرعیہ پر ہنسنا اپنا دین برباد کرنا ہے تو یہاں اس پر اقدام کی حاجت نہیں
خود ایک مستحب بات کرنی اور مسلمانوں کو ایسی سخت بلا میں ڈالنا پسندیدہ نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول ص.191)

نیز فرماتے ہیں: لڑکیوں کے ختنہ کرنے کا تاکیدی حکم نہیں
اور یہاں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے اور یہ انکے گناہ عظیم

میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظ دین مسلمانوں پر واجب ہے لہذا یہاں اسکا حکم نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص.162)

اور ختنہ شدہ عورت سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ ارکان وشرائطِ نکاح سے نہیں ہے بلکہ یہ بھی ایک عمدہ فعل ہے۔ کماسبق آنفا.

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

فاسق سے ابتداء بسلام کا حکم

سوال: علمائے کرام بیان فرمائیں کہ فاسق معلن سے جیسے داڑھی منڈا وغیرہ سے سلام میں پہل کرنا کیسا ہے؟ نظر کرم فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں ابتداء بہ سلام منع وگناہ ہے۔ جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایسے شخص سے ابتداء بسلام ناجائز وگناہ ہے۔

(فتاوی رضویہ نصف اول ص.211 رضا اکیڈمی ممبئی)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ان لوگوں کو بے ضرورت ومجبوری ابتدا بالسلام حرام۔

(رضویہ جلد نہم نصف آخر ص.121 رضا اکیڈمی ممبئی)

علامہ حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یکرہ السلام علی الفاسق

لو معنا یعنی فاسق معلن کو ابتداء بسلام منع ہے۔

(در مختار بحوالہ فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول ص.211)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو شخص علانیہ فسق کرتا ہے اسے سلام نہ کرے۔ (بہار شریعت حصہ 16 ص.91)

فاسق معلن مستحق اہانت ہے اسکی تعظیم ناجائز ہے اور ابتداء بہ سلام میں اسکی تعظیم وتوقیر ہے اس لیے یہ بھی ناجائز و منع ہے۔ غنیہ ص 479 میں ہے: لوقدموا فاسقایاثمون، لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا۔ یعنی نماز میں فاسق کو مقدم کرنا گناہ ہے کیونکہ تقدیم میں اسکی تعظیم اور فاسق کی اہانت واجب ہے۔ (رد المحتار جلد اول ص.414)

اور مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فاسق معلن کی تعظیم یا اس سے ابتداء بہ سلام منع ہے البتہ وہ سلام کرے تو اسکے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

(فتاوی بحر العلوم جلد پنجم ص.518)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سنت مؤکدہ کو عادۃ ترک کرنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک عاجزانہ سوال ہے کہ امام اور غیر امام کیلیے ہمیشہ جان بوجھ کر سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ چھوڑنا کیسا ہے اگر امام ایسا کرتا ہے تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا نماز ہوگی یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔بہت مہربانی ہوگی۔جمیل برکاتی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جو شخص سنت مؤکدہ کا عادۃ تارک ہے وہ مستحق عذاب ہے۔ اور جو سنت غیر مؤکدہ کا عادۃ تارک ہے وہ موجب عتاب نہیں پھر بھی ایسا ناپسند ہے۔ملخصا،(فتاوی رضویہ شریف جلد اول اور بہار شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر 2) پس اگر امام سنت مؤکدہ کو عمدا اعادۃ ترک کرتا ہے تو مستحق عذاب اور گنہگار ہے بغیر توبہ اسکی امات درست نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کمپنی کے مینیجر سے سیٹنگ کرکے زیادہ مال خریدنے کا حکم

سوال: علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال: ایک شخص کسی میل، کمپنی یا

گوڈاون سے مینیجر سے سیٹنگ کر کے ایکسٹرا مال لے کر آتا ہے۔ تو کیا اسے چوری کا مال کہا جائے گا؟ اس مال کو خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مال کو وہ شخص کسی کو بیچتا ہے تو کیا جسے وہ بیچے اس سے خریدا جا سکتا ہے یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب سے نوازیں۔ جمیل حشمتی بھیونڈی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: کمپنی وغیرہ کے مینیجر چونکہ ملازم واجیر ہوتے ہیں اور ملازم کو جو چیزیں جس کام کے لیے دی جائیں وہ امانت ہوتی ہیں لہذا اسکے خلاف کرنا خیانت اورفریب ہے اور یہ ناجائز وحرام ہے۔ قال اللہ تعالی: ولا تخونوا الامانات لاھلھا۔ (القرآن) حدیث شریف میں اسکو علامت منافق بتایا گیا ہے: آیة المنافق ثلث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان۔ (مشکوۃ شریف کتاب الایمان)

نیز کسی شخص کا مینیجر سے سیٹنگ کر کے کم دام میں زیادہ مال حاصل کرنا یہ مالک کے ساتھ دھوکہ اور فریب ہے اور دھوکہ وفریب کسی کے ساتھ جائز نہیں حتی کہ حربی کافر سے بھی۔ علامہ برہان الدین مرغینانی فرماتے ہیں: لان مالھم مباح بای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا لم یکن فیہ غدر۔ (ہدایہ آخرین ص86)

اور علامہ ابن ہمام مبسوط سے فرماتے ہیں: وانما یحرم علی المسلم اذا کان بطریق الغدر فاذالم یاخذ غدرا فبای طریق اخذہ

حل بعد کونہ رضاء۔

(فتح القدیر بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص.88 رضا اکیڈمی)

دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلم جب حربی کافر کا مال بغیر دھوکہ کے اسکی رضا سے لے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

اور حضور صدرالشریعہ فرماتے ہیں: کافر حربی کا مال مباح ہے یعنی عہد شکنی نہ ہو کہ غدر حرام ہے۔(فتاوی امجدیہ جلد سوم ص. 210) اجیر کے پاس جو چیز ہے وہ امانت ہے اور امانت میں خیانت یہ بھی غدر ہے۔(ایضا ملخصا ص.280)

لہذا کسی شخص کا اس طور سے مال خریدنا جائز نہیں پھر بعد میں جو اس سے خریدے اگر لاعلمی میں خریدا تو جائز ہے پھر اگر ثابت ہو جائے کہ دھوکہ وفریب کا مال ہے تو اسکا استعمال جائز نہیں۔البتہ ایسے مال کو چوری کا مال نہ کہینگے اس لیے کہ چوری کا مال وہ ہے جو چھپ کر حاصل کیا جائے۔جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے: ھی اخذ العاقل البالغ عشرۃ دراھم اومقدارخفیۃ عمن ھو یقصد للحفظ ممالایتسارع الیہ الفساد من المال المتول للغیر من حرز بلا شبہ۔ یعنی عاقل بالغ شخص دس درہم یا اس مقدار کی کوئی چیز خفیہ طریقہ سے ایسے شخص کے پاس سے لے جائے جس نے اسکی حفاظت کا ارادہ کیا اور وہ چیز غیر سے محفوظ ہو شبہ کی جگہ نہ ہو۔ (مرقاۃ الجزء السابع ص.153)

اور لسان العرب میں ہے: السارق عند العرب من جاء مستترا

الی حرزفاخذمنه مالیس له فان اخذمن ظاهر فهو مختلس ومستلب ومنتهب ومخترس۔(لسان العرب الجزء الاول ص. 156) اورعندالعرب چوروہ ہے جومالک کے پاس چھپ کرآئے اوروہ مال لے جائے جواسکانہیں ہے اوراگرظاہرالے جائے تواچکا،لوٹنے والا،چھین کرلے جانے والا،زبردستی لے جانے والا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

کافرکے نابالغ بچے کے سلام کے جواب کا حکم

سوال: السلام علیکم کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کافر کے نابالغ بچے نے سلام کیا توکیاجواب دے سکتے ہیں اوراگرکافرکے نابالغ بچے نے وضوکے لیے پانی دیا تووضوکرسکتے ہیں برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوهاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔سلامت ورحمت یہ خاص ہے ایمان والوں کے ساتھ اورکافر کے بچوں کے بارے میں مذہب جمہوریہ ہے کہ وہ اپنے باپ کے تابع ہیں

لہذا جو حکم انکے باپ سے سلام کرنے کا ہے وہی ان سے بھی یعنی لفظ سلام نہ کہے بلکہ آداب وغیرہ کہے۔رہا وضو کا مسئلہ تو چونکہ وہ نابالغ ہے اس لیے اسکا مالک باپ ہوگا لہذا اگر اس بچے نے پانی نکال کر دیا ہے تو اسکے باپ سے اجازت لیے بغیر درست نہیں۔جیسا کہ اسکی تحقیق انیق اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ جلد اول رضا اکیڈمی میں فرمائی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

تبلیغ دین کی وجہ سے وھابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کی کوئی شخص اگر تبلیغ دین کیلیے یہ کہے کہ وہابی دیابنہ کی اقتدا میں نماز جائز ہونی چاہیے آیا یہ صورت جواز ہو سکتی ہے کیا اور اگر نہیں تو صورت جواز کے طالب پر کیا حکم لگے گا بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔المستفتی: تنویر حشمت سدھارتھ نگر۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔وہابیہ دیابنہ (خذلھم اللہ تعالی فی الدنیا والآخرۃ)

اپنے عقائد باطلہ کاسدہ کی بناء پر کافر و مرتد ہیں کما فی فتاوی حرمین شریفین للامام احمد رضا وعلماء مکہ و مدینہ علیھم الرحمہ۔ پس انکے پیچھے نماز کسی بہانہ سے جائز نہیں بلکہ باطل ہے اور جو انھیں مسلمان سمجھ کر پڑھے وہ بھی انھیں میں سے ہے۔ (العیاذ باللہ). اور جو انکے پیچھے نماز کو تبلیغ دین کا سہارا لیکر جائز کہے وہ گمراہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

محرم الحرام کی وجہ تسمیہ

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سوال محرم شریف کو محرم الحرام کیوں کہا جاتا ہے؟ حضور مفتیان کرام جواب عنایت فرمائیں۔ سائل! غلام نبی رضوی بہرائچ شریف یو. پی.۔

الجواب بعون الملک الوھاب: حرمت وعظمت کی وجہ سے اس ماہ مبارک کو محرم الحرام کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عرب والے اس ماہ مبارک میں جنگ وجدال وقتال کو حرام سمجھتے تھے۔ جیسا کہ علامہ اسمعیل حقی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: یحرم فیھا القتال ثم المحرم

شھرالانبیاءوراس السنة واحداشھرالحرم۔ یعنی اس ماہ میں جدال وقتال حرام ہے پھر یہ انبیاء کا مہینہ ہے اور سال کا پہلا مہینہ ہے اور حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ (روح البیان الجزء الثالث ص420) ھکذافی عجائب المخلوقات ص.44۔

اللہ تعالیٰ فرماتاہے : ان عدة الشھورعنداللہ اثناعشر اشھرافی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھاا ربعة حرم۔ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اورزمینوں کوبنایاان میں سے چارحرمت والے ہیں۔ (پارہ دس سورہ توبہ)

حکیم الامت علامہ احمد یارخاں نعیمی علیہ الرحمہ مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: کفارعرب محترم مہینوں یعنی رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اورمحرم کے بڑے معتقد تھے اوراس زمانہ میں جنگ حرام سمجھتے تھےلیکن اگرکبھی دوران جنگ یہ مہینے آجاتے توانہیں ناگوارگذرتااس لیے محرم کوصفراوربجائے اسکے صفرکومحرم بنالیتے یاجب کبھی حرمت کومٹانے کی ضرورت محسوس کرتے توایسے ہی مہینوں کاتبادلہ کرلیتے تھے اس طرح تحریم کے مہینے سال میں گردش کرتے رہتے تھے۔ (تفسیرنورالعرفان ص.307)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم

باپ کا اپنی زندگی میں اولاد کے درمیان کمی بیشی سے جائداد دینے کا حکم

سوال: السلام علیکم۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ زید کے چار لڑکے ہیں زید اپنی حیات ظاہری میں اپنی زمین و جائداد اپنے چاروں بیٹوں کے نام کر دینا چاہتا ہے لیکن کسی بیٹے کو زیادہ اور کسی کو کم دے رہا ہے۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طرح تقسیم کرنے سے زید حق العباد میں گرفتار ہوگا؟ زید کہتا ہے یہ میری ملکیت ہے میں جس طرح چاہوں تقسیم کروں قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

العبد العاصی محمد نظام الدین اشرفی نقشبندی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں باپ نے اگر چاروں بیٹوں میں سے کسی کو فضل دینی کے سبب زیادہ دیا تو جائز ہے کوئی گناہ نہیں اور اگر سب مساوی ہوں تو سب کو برابر دے کسی کو زیادہ دینا مکروہ ہے۔جیسا کہ فقیہ النفس امام قاضی خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: روی عن ابی حنیفة رضی الله تعالی عنه انه لاباس به اذا کان التفضیل لزیادة فضل له فی الدین وان کان سواء یکره۔ یعنی امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

اگراسکو دینی فضیلت حاصل ہوتواسکوزیادہ دینے میں حرج نہیں اورسب مساوی ہوں توایک کوزیادہ دینا مکروہ ہے۔ (فتاوی خانیہ کتاب الھبۃ فصل فی ھبۃ الوالدلولدہ جلدچھارم ص.705)

اورسیدالعلماءعلامہ طحطاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یکرہ ذالك عند تساویھم فی الدرجۃ کمافی المنح والھندیہ اما عند عدم التساوی کمااذاکان احدھم مشتغلا بالعلم لا بالکسب لاباس ان یفضلہ علی غیرہ۔ یعنی درجہ میں برابرہونے کی صورت میں کسی ایک کوزیادہ دینا مکروہ ہے جیسا کہ منح ہندیہ میں ہے لیکن مساوی نہ ہوں جیسے ایک علم دین میں مشغول ہے کسب نہیں کرتا تواسکوزیادہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر جلد ثالث ص.399)

علامہ شہاب ابن بزاز فرماتے ہیں: لوخص بعض اولادہ لزیادۃ رشدہ لاباس بہ وان کان سواء لایفعلہ۔ یعنی اگر اولاد میں سے بعض کواسکی نیکی کی بناء پرزیادہ دینے میں خصوصیت برتے توکوئی حرج نہیں اورسب مساوی ہوں توایسانہ کرے یعنی سب کوبرابردے۔
(فتاوی بزازیہ برہامش، فتاوی ہندیہ الفصل الاول جلدسادس،ص. 237)

اوراگرباپ نے ایک ہی لڑکے کوسب جائداد دے دی یاکسی ایک کونہ دیاتب بھی جائزہے لیکن باپ گنہگار ہوگا۔ جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں:ان وھب مالہ کلہ لواحدجاز قضاءوھواثم۔

(بحرالرائق جلد ہفتم ص. 388) وهذا كله فی الدر المختار من الجزء الثانی علی 160، کتاب الهبة۔

اوراعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جبکہ یہ لڑکا باپ کا خدمت گزار زیادہ ہے توان دو پرایک طرح کا فضل دینی رکھتا اگراورکوئی وجہ اسکے منافی نہ ہوے توایسی صورت میں باتفاق روایات اسکوترجیح دینے میں مضائقہ نہیں جبکہ دوسروں کوضرر پہنچانے کی نیت نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص 74 رضا اکیڈمی)

اورفرماتے ہیں: وعند الامام الثانی التنصیف وعلیه الفتوی والکلام فی الافضلیة والکل جائز یعنی اماابویوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک برابر دیناہے اوراسی پرفتوی ہے اورکلام افضلیت میں اور سب جائز ہے۔(یعنی کمی بیشی وغیرہ کے ساتھ باپ کی ملکیت کی وجہ سے)

(ایضاص.75)

اورحضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: زندگی میں جوکچھ اولادکو دیناچاہے سب کوبرابردے یہاں تک کہ لڑکے اورلڑکی میں بھی برابری ملحوظ رکھے۔

(فتاوی امجدیہ جلدسوم ص. 264)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

عارضی طورپرمکان میں نمازپڑھنے اور اس کے مسجد نہ ہونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ محلے کی مسجد ایک مکان میں عارضی طور پر دس سال پہلے نماز اور جمعہ کے لیے شروع کی گئی۔ مسجد کی جگہ لمبائی میں تقریبا تین سوفٹ سے زائد ہے ابھی موجودہ مکان روڈ کے سائڈ میں ہے جبکہ وہاں ہندؤوں کے تہوار میں شور شرابہ ہوتا ہے۔ دریافت طلب امر ہے کہ موجودہ عارضی مکان کو چھوڑ کر مسجد ہی کی جگہ جو تین سوفٹ پیچھے ہے اس میں پچاس فٹ کے بعد مسجد کی نئی تعمیر کر سکتے ہیں کہ نہیں اور ابھی عارضی مکان ہے نماز ہو رہی ہے وہاں مدرسہ یا دوسری مسجد کی ضرورت کیلیے استعمال کر سکتے ہیں کہ نہیں اور وہ مسجد ہوگی یا نہیں؟ سائل:: غلام احمد کرنا ٹک انڈیا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وہ مکان جو عارضی طور پر نماز کے لیے متعین کیا جائے وہ مسجد بیت ہے مسجد شرعی نہیں اور اسکا حکم مسجد شرعی جیسا نہیں۔ جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے: البول فوق بیت فیہ مسجد ای مکان اعد للصلاۃ وجعل لہ محراب وانما قلنا ھذا لانہ لم یعط لہ حکم المسجد۔ یعنی ایسے گھر (کہ نیچے مسجد ہو اور اوپر رہنے کا مکان) کے اوپر پیشاب کرنا جس میں مسجد ہو یعنی وہ جگہ جسکو نماز کے لیے متعین کیا اور اسکے لیے محراب بنایا اور یہ ہم نے اس لیے کہا کہ

اس جگہ کو مسجد کا حکم نہیں دیا گیا۔ (شرح وقایہ جلد اول ص.169)

اور مسجد شرعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ بندے کے املاک سے خارج ہو۔ ملک العلماء علامہ علاؤ الدین کاسانی فرماتے ہیں: ان الوقف اخراج المال عن الملك على وجه الصدقه۔ بیشک وقف یہ مال کا بطور صدقہ ملکیت سے نکالنا ہے۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع جلد سادس ص.336)

اور علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں: حاصله ان شرط كونه مسجدا ان يكون سفله وعلوه مسجدا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالى وان المساجد لله۔ یعنی مسجد ہونے کے لیے شرط ہے کہ اسکا اوپر اور نیچے سب مسجد ہو تاکہ بندے کا حق اس سے ختم ہو جائے اللہ تعالی کے فرمان کی وجہ سے اور مسجدیں خاص اللہ کے لیے ہیں۔ (بحر الرائق جلد خامس ص.250) وھکذا فی رد المحتار من الجزء الثالث علی ص.370۔

اور مجدد اعظم مظہر غوث اعظم اعلی حضرت علیہ الرحمہ البریلوی فرماتے ہیں: مسجد ہونے کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی شش جہت میں جمیع حقوق عباد سے منزہ ہو اگر اسکے کسی حصہ میں ملک عبد باقی ہے تو مسجد نہ ہوگی۔

(فتاوی رضویہ جلد ششم ص.453 رضا اکیڈمی)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مسجد کے لیے یہ ضرور ہے کہ اپنی املاک سے اسکو بالکل جدا کر دے اسکی ملک اس میں باقی

نہ رہے۔ (بہار شریعت حصہ دہم ص.80)

مذکورہ فقہی عبارات سے واضح ہے کہ جو مکان عارضی طور پر نماز کے لیے متعین ہو وہ مسجد شرعی نہیں کہ اس میں ملک عبد باقی ہے پس جب وہ مسجد شرعی نہیں تو مالک کی اجازت سے اسکو مدرسہ وغیرہ دینی کام میں استعمال کر سکتے ہیں اور جو جگہ مسجد کی ہے چاہیے کہ اس میں مسجد کی تعمیر کریں تا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

کرایہ کے مکان اور بیچے جانے والے مکان کی زکوۃ کا شرعی حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کہ جو مکان کرائے پر دے رکھا ہے کیا اس پر زکاۃ ہے؟ اور جو مکان بیچنے کی نیت سے ہے کیا اس پر زکاۃ ہے؟ بینوا تو جروا۔سائل: نوری۔

الجواب بعون الملک الوھاب: زکوۃ صرف تین چیزوں میں واجب ہوتی ہے:

(1) ثمن پر خلقی ہو جیسے سونا، چاندی یا اصطلاحی ہو جیسے روپے پیسے

(2)مال تجارت

(3)چرائی کے جانورانکے علاوہ باقی کسی چیز پر زکوۃ واجب نہیں۔۔۔ایساہی فتاوی رضویہ ج4ص428رضااکیڈمی، بہارشریعت ج5ص18 پر ہے

لہٰذاصورت مسئولہ میں کرایہ پر دیے ہوئے مکان کی زکوۃ واجب نہیں کہ یہ ان تین چیزوں میں سے نہیں جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

حضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کرایہ پر اٹھانے کے لیے دیگیں ہوں ان کی زکوۃ نہیں یوں ہی کرایہ کے مکان کی۔

(بہارشریعت ج5ص35)

ہاں اگراسکی آمدنی بقدرنصاب ہوجائے اورحولان حول بھی ہوجائے تو زکوۃ واجب ہوگی اور جومکان بیچنے کی نیت سے خریداگیاہے اگراسکی مالیت بقدرنصاب ہواورحولان حول ہوجائے تواس پربھی زکوۃ ہے کہ یہ مال تجارت میں شامل ہےاورمال تجارت ان تین چیزوں میں سےجس پرزکوۃ واجب ہوتی ہےکماسبق آنفا۔ایساہی فتاوی یورپ ص291 پر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

باپ اور بیٹے کا دوسگی بھنوں سے نکاح کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اور اسکا سگا باپ پاس کے کسی گاؤں میں دوسگی بہنیں ہیں اور زید اور اسکا باپ انھیں دونوں بہنوں سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو کیا دونوں کا نکاح ہو جائے گا؟ حوالہ کتب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ المستفتی: سائل عابد حسین۔

الجواب بعون الملک الوهاب: صورت مسئولہ میں دونوں کا نکاح جائز ہے اگر دوسرا کوئی مانع نہیں۔ جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: سوال: زید اور عمر جوکہ باپ اور بیٹے ہیں ان دونوں کا دوسگی بہنوں سے نکاح کرنا کیسا ہے۔ الجواب: اگر فقط اتنی بات ہے کہ دونوں بہنوں میں ایک زید کے نکاح میں آئے گی اور دوسری عمرو کے نکاح میں اور کوئی دوسری وجہ نہ ہو جس سے حرمت ہوتی تو نکاح دونوں جائز ہیں کما قال اللہ تعالی واحل لکم ماوراء ذالکم۔ (فتاوی امجدیہ جلد دوم ص 61)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

امام تراویح کے لیے بطور اعانت امام صاحب کا روپیئے کا اعلان کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ امام مسجد نے جمعہ کی تقریر میں تمام مصلیان سے گذارش کے طور پر امام تراویح کی اعانت و مدد کیلیے کہا اور کچھ یوں بھی کہا کہ کیا اہل مسجد میں سے بیس لوگ ایسے نہیں ہیں جو یہ اعلان کر دیں کہ ایک ہزار روپیہ امام تراویح کیلیے میری جانب سے اور امام مسجد نے عوام کو آمادہ کرنے کیلیے اپنی طرف سے سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ امام تراویح کیلیے ایک ہزار روپیہ میری طرف سے۔ الحاصل یہ کہ اب انتظامیہ کے بعض حضرات یہ بول رہے ہیں کہ اس طرح اعلان نہیں کرنا چاہیے تھا یہ غلط ہے اس میں اہل محلہ اور انتظامیہ کی بے عزتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ کہ امام اپنے اعلان کے طریقے میں درست ہے یا نہیں؟ یا کہ انتظامیہ کا کہنا درست ہے؟ المستفتی: محمد علیم جامعی خطیب و امام نوری مسجد شہر بارہ بنکی یو پی۔

الجواب بعون الملک الوهاب: صورت مسئولہ میں لوجہ اللہ بطور اعانت امام صاحب کا یہ اعلان درست ہے۔ حدیث پاک میں ہے: انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی۔ بیشک اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ (صحیح البخاری باب کیف کان بدوالوحی ج1 ص2)

اورمذکورہ عمل عوام اہلسنت کو نیکی پر ابھارنے کے لیے ہے اوربلکہ یہ سب نیک کام پر ابھارنا اور نیکی پر مدد کرنا ہے جس کا حکم خود قرآن مقدس سے ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: **وتعاونوا علی البر والتقوی۔** اورتم نیکی اور پرہیزگاری پر مدد کرو۔ (القرآن)

اورہم لوجہ اللہ اپنے مال کو جب دینگے تو اللہ تعالی اسے دوگنا فرمائے گا۔ جیساکہ رب عزوجل فرماتا ہے: **وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئك ھم المضعفون۔** (القرآن) جوفزونی تم دوکہ لوگوں کے مال میں زیادت ہووہ خدا کے نزدیک نہ بڑھے گی اورجو صدقہ دوخدا کی رضا چاہتے تو انہیں لوگوں کے دونے ہیں۔

الحاصل امام صاحب کے مذکورہ اعلان میں شرعا کوئی خامی نظر نہیں آرہی ہے لہذا انتظامیہ کمیٹی کو ایسا نہیں کہنا چاہیے کہ بے عزتی ہوگئ، اوریہ سب ایک فعل حسن ہے اس لیے امام صاحب کو بھی سخت لہجے میں ایسا نہیں کہنا چاہیے کہ کیا بیس لوگ ایسے نہیں جو اعلان کردیں کہ ایک ہزار روپیہ میری جانب سے کہ نہ اعلان کرنے پر جس سے کسی کو اپنی بےعزتی کا تصور ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

منھ پر اے سی (AC) کی ھوا لگنے سے روزہ کا شرعی حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گاڑی کے اندر جو AC ہوتی ہے اس کی ہوا سیدھی گاڑی چلانے والے کے چہرے پر جاتی ہے اور ناک میں بھی جاتی ہے۔ کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: منہ یا بدن پر اے سی یا کولر وغیرہ کی ہوا لگنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔ فقہائے کرام بیان فرماتے ہیں کہ خارج کی چیز دماغ یا جوف معدہ میں داخل ہونے سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹتا ہے اور وہ خارج کی چیز جو صائم کے معدہ میں داخل ہوتی ہے تین طرح کی ہے:

(1) ایک وہ کہ انسان کا اس سے کلی طور احتراز ممکن نہیں جیسے ہوا۔

(2) دوم وہ کہ کبھی کبھار انسان کا اس سے سابقہ ہوتا ہے جیسے بلا قصد وارادہ دھواں وغبار کا داخل ہونا کہ کلی طور پر انسان کا اس سے احتراز ممکن نہیں۔

(3) سوم وہ کہ بالکلیہ اس سے احتراز ممکن ہے جیسے جماع، طعام، شراب اور بالقصد دھواں یا غبار کا داخل کرنا۔

اے سی، کولر، پنکھا وغیرہ کی سرد ہوا بدن پر لگنے سے یا سانس کے ذریعہ جسم میں پہونچنے سے راحت ملتی ہے نہ یہ کھانے کی چیز ہے نہ پینے کی

اور نہ اس پر کھانے پینے کا اطلاق صحیح ہے اور نہ ہی یہ مثل دھواں وغبار ہے اس لیے یہ قسم اول میں داخل اور قسم اول و دوم مفطر ومفسد صوم نہیں رہا ثالث تو وہ مفسد صوم ہے۔

جیسا کہ علامہ شامی فرماتے ہیں: قوله: (أنه لو أدخل حلقه الدخان افطر)أي بأي صورة كان الإدخال، حتى لو تبخر ببخور وآواه إلى نفسه واشتمه ذاكرا لصومه أفطر لإمكان التحرز عنه۔ (ردالمحتار۔ج2ص395)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مکھّی یا دُھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکّی پیسنے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچا، اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دھواں پہنچایا تو فاسد ہوگیا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو، یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ خوشبو سُلگتی تھی، اُس نے منہ قریب کرکے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔

(بہار شریعت حصہ پنجم ص 985 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا جس سے بدن چمکے

سوال: دیکھا گیا ہے کہ لوگ اتنی باریک لنگی پہن کر نماز پڑھتے ہیں کہ بدن جھلکتا ہے تو ایسے لوگوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور باریک دوپٹہ اوڑھ کر عورتوں کی نماز ہوگی یا نہیں ۔غلام عبد القادر ممبئی ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اس قدر باریک لنگی پہن کر نماز پڑھی جس سے بدن کی رنگت ظاہر ہو تو نماز قطعا نہ ہوئی اس لیے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک چھپانا فرض ہے ۔جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے :
الثوب الرقیق الذی یصف ماتحته لاتجوز الصلوۃ فیه کذافی التبیین۔ (عالمگیری ج1ص58)

عورتوں کو منہ ہتھیلی اور پاؤں کے تلوؤں کے علاوہ پورے بدن کا چھپانا ضروری ہے لہذا اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر عورتوں کی نماز نہیں ہوگی کہ جس سے بال کا رنگ جھلکے ۔

فتاوی عالمگیری میں ہے : بدن الحرۃ عورۃ الا وجھھا و کفیھاو قدمیھا، وشعر المراۃ ماعلی راسھا عورۃ واما المسترسل ففیه روایتان الاصح انه عورۃ کذافی الخلاصة وھو الصحیح وبه اخذ الفقیه ابو اللیث وعلیه الفتوی کذافی معراج

الدرایۃ۔(عالمگیری ج1 ص158 الفصل الاول)

حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اتنا باریک دوپٹا، جس سے بال کی سیاہی چمکے، عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی، نہ ہوگی، جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے، جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔ (بہارشریعت حصہ سوم ص43)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سجدہ میں ناک دبانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سجدہ کی حالت میں ناک زمین پر دباناواجب ہے اگرناک زمین پر ہڈی تک نہ دبایاتو کیا حکم ہے۔سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: حالت سجدہ میں ناک زمین پرلگا کرہڈی تک دباناواجب ہے پس اگرکسی نے اس طرح سجدہ کیاکہ اس کی ناک زمین پرنہ لگی یازمین پرتولگی مگرناک ہڈی تک نہ دبی تونمازمکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: ناک کی ہڈی زمین پرلگناواجب ہے بہتیروں کی ناک زمین سے لگتی

ہی نہیں اور اگر لگی تو وہی ناک کی نوک یہاں تک تو ترک واجب گناہ اور عادت کے سبب فسق ہی ہوا۔

(فتاوی رضویہ جلد اول ص556 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ قدس، سرہ فرماتے ہیں: اگر پیشانی خوب نہ دبی، تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی، کمانی دار گدّے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا نماز نہ ہوگی، ریل کے بعض درجوں میں بعض گاڑیوں میں اسی قسم کے گدّے ہوتے ہیں اس گدّے سے اتر کر نماز پڑھنی چاہیے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص71)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

اس کی امامت کا حکم جس کی عورت کھیت میں کام کرتی ہو

سوال: مفتیان کرام خاص توجہ فرمائیں کہ اس کی امامت کا کیا حکم جسکے گھر کی عورتیں باہر نکلتی ہیں اور کھیت میں کام کرتی ہیں باحوالہ جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔ سائل: (حافظ) عقیل احمد گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں

اگر باہر نکلنے اورکھیت وغیرہ میں کام کرنے میں اسکے گھر کی عورتوں کے کپڑے خلاف شرع ہوتے ہوں اور احتمال فتنہ ہو اور شوہر یا گھر کا ذمہ دار مطلع ہوکر باوصف قدرت بندوبست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اور اسکی امامت مکروہ ہے اور اگر ایسا نہیں تو اسکے پیچھے نماز میں حرج نہیں ۔جیسا کہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: اگر باہر نکلنے میں اس کے کپڑے خلاف شرع ہوتے ہیں مثلا باریک کہ بدن چمکے یا اوچھےکہ ستر عورت نہ کریں جیسے اونچی کرتی پیٹ کھلا ہو ا یا بےطوری سے اوڑھے پہنے جیسے دوپٹہ سر سے ڈھلکا، یا کچھ حصہ بالوں کا کھلا، یا زرق برق پوشاک جس پرنگاہ پڑے اور احتمال فتنہ ہو یا اسکی چال ڈھال بول چال میں آثار بدوضعی پائی جائے اور شوہران باتوں پرمطلع ہوکر باوصف قدرت بندوبست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اور اسکے پیچھے نماز مکروہ۔

فان الدیوث من لایغار علی امرأته اومحرمه کما فی الدرالمختار وھوفاسق واجب التعزیر فی الدر لواقرعلی نفسه بالدیاثة او عرف بها لایقتل مالم یستحل ویبالغ فی تعزیرہ الخ والفاسق تکرہ الصلاۃ خلفه۔

دیوث ہروہ شخص ہے جس کو اپنی بیوی اور محرم پرغیرت نہ آئی ہو(اس کے پاس غیرمرد کے آنے سے) جیسا کہ درمختار میں ہے ایسا شخص فاسق ہے اوراس پرتعزیر واجب ہے ۔درمختار میں ہے اگر کوئی اپنی ذات کے بارے

میں دیوث ہونے کا اقرار کرتا ہے یا اس فعل قبیح میں معروف ہوا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا جب تک وہ دیوثت کو حلال نہ جانے لیکن تعزیر میں مبالغہ کیا جائے گا الخ اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (ترجمہ)

اور اگر ان شناعتوں سے پاک ہے تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں۔

فان المرأة نفسها لا تفسق بمجرد کونها برزة تخالط الرجال حتی انها تصلح مزکیة معدلة للشهود فلا شنعته بذلك علی زوجها فی الهندية يقبل تعديل المرأة لزوجها وغيره اذا كانت امرأة برزة تخالط الناس وتعاملهم كذا فی المحيط السرخسی۔

کیونکہ عورت بذاتہا بے پردہ رہنے اور مردوں سے اختلاط کی وجہ سے فاسق نہیں ہوتی حتی کہ وہ گواہوں کی تعدیل اور تزکیہ کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس بنا پر اس کے خاوند پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ہندیہ میں ہے کہ اس عورت کی خاوند وغیرہ کے بارے میں تعدیل قبول کی جائے گی جب وہ ایسی ہو کہ با پردہ باہر آئے اور مردوں سے اختلاط اور معاملات کرے، محیط سرخی میں اسی طرح ہے (ترجمہ) (فتاوی رضویہ جلد سوم ص 175 رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

قاری کی نماز غیر قاری کے پیچھے

سوال: اس بارے میں کیا حکم ہے کہ اگر قاری غیر قاری کے پیچھے نماز ادا کرے تو نماز ہوگی کہ نہیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: جو شخص مایجوز بہ الصلوۃ قراءت کرلیتا ہو اسکی نماز ایسے شخص کے پیچھے نہیں ہوگی جو مایجوز بہ الصلوۃ قراءت پر قادر نہ ہو اور یہی شخص عندالشرع غیر قاری اورامی ہے۔ عالمگیری میں ہے: لایصح اقتداء القاری بالامی کذافی فتاوی قاضی خاں۔

(ج1ص80)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

عمامہ کی مقدار کیا ھے

سوال: حضور آگاہ فرمائیں کہ عمامہ کی کم سے کم مقدار کیا ہے۔بینوا توجروا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: عمامہ کی کم سے کم مقدار پانچ ہاتھ ہے اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ ہے۔جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: عمامہ اقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں۔امام ابن

الحاج مکی سات ہاتھ یا اس کے قریب کہتے ہیں۔ اور حفظ فقیر میں کلمات علما سے ہے کہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ۔ اور شیخ عبد الحق کے رسالہ لباس میں اکتیس ہاتھ تک لکھا ہے۔ اور یہ امر عادت پر ہے جہاں علما وعوام کی جیسی عادت ہو اور اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہو اس قدر اختیار کریں۔

فقد نص العلماء ان الخروج عن العادة شهرة مكروه۔

(فتاوی رضویہ کتاب الحظر والاباحۃ جلد نہم)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کیا عالم کے علاوہ عمامہ باندھنا سنت ہے

سوال: مندرجہ ذیل مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں کہ عالم اور جاہل ہر ایک کے لیے عمامہ باندھنا سنت ہے۔ سائل: حامد رضا مہاراشٹرا۔

الجواب بعون الملک الوہاب: صورت مسئولہ میں مسلمان عالم ہو یا غیر عالم دونوں کے لیے عمامہ باندھنا سنت ہے کہ حکم عام ہے۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ حدیث نقل فرماتے ہیں: بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ

تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔

ترمذی نے رکانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔ (بہار شریعت ج16 ص35)

آگے فرماتے ہیں کہ عمامہ باندھنا سنت ہے۔ (ایضاص47)

نوٹ: عمامہ شریف کے متعلق کامل تفصیل فتاوی رضویہ جلد سوم رضا اکیڈمی ممبئی اور مترجم جلد ششم میں ملاحظہ فرمائیں۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مسلک اعلی حضرت بولنا اور لکھنا کیسا ہے

سوال: کیا مسلک اعلی حضرت بولنا اور لکھنا جائز ہے اور کیا یہ پانچواں مسلک ہے جیسا کہ کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ پانچواں مسلک ہے جسکی بنیاد پر وہ مسلک اعلی حضرت لکھنے اور بولنے کو ناجائز بتاتے ہیں۔ سائل: عبدالرحیم سلطان پور۔

الجواب بعون الملک الوھاب: مسلک اعلیٰ حضرت بولنا اور لکھنا جائز ہے اس میں شرعا کوئی خرابی نہیں اور فی زمانہ مسلک حق اور مذہب اہلسنت کی پہچان ہے اور یہ پانچواں مسلک نہیں اور نہ ہی اس سے پانچواں مسلک گمان ہوتا ہے اس لیے کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی چاروں اماموں کے مجموعہ کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحریرات بالخصوص فتاوی رضویہ شریف کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ یہ پانچواں مسلک نہیں بلکہ مسلک حق اور مذہب اہلسنت کی سچی ترجمان ہے۔

نوٹ: مزید تفصیل کے لیے اس موضوع سے متعلق ہمارے علمائے اہلسنت کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جمعہ کے دن مسجد میں رد بدمذہباں کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں جمعہ کے دن رد دیوبندی وغیرہ کرنا کیسا ہے کہ جمعہ کے دن لوگ کثیر تعداد میں ہوتے ہیں باحوالہ جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ سائل: راحت علی

گورکھپور۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بدمذہبوں اور بد دینوں کارد کرنا انکی برائی بیان کرنا فرض ہے اور جمعہ کے دن انکے اقوال کفریہ اور عقائد باطلہ سے آگاہ کرنے کا بہت ہی سنہرا موقع ہے اس لیے کہ جمعہ کے دن عام وخاص ہر کوئی موجود ہوتا ہے۔سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: اور وہابیہ کی برائی بیان کرنا فرض ہے، یونہی جھوٹے مدعیان خلافت اور اس نام سے شکم پروران پر آفت کی شناعت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ضرور ہے اور مسجد کہ مجمع مسلمانان ہو ان بیانوں کا بہتر موقع ہے اور اس میں مسجد کی کچھ توہین نہیں کہ مساجد ذکر اللہ کے لیے بنائی گئی ہیں اور نہی عن المنکر اور بیان شناعت گمراہاں اعظم طرق ذکر اللہ واجل احکام شریعۃ اللہ سے ہے۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے مسجد کریم مدینہ طیبہ میں منبر بچھاتے کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر مشرکین کا رد فرماتے۔

(فتاوی رضویہ جلد سوم ص 251 رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مال تجارت کی زکوۃ اصل قیمت سے ہوگی یا بازار بھاؤ کی قیمت سے

سوال: زید نے ایک زمین تجارت کی نیت سے خریدی جسکی قیمت دولاکھ تھی اب جبکہ سال پوارا ہوگیا ہے تو اسکی قیمت دولاکھ پچاس ہزار ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید زکوۃ دولاکھ کے اعتبار سے دے یا ڈھائی لاکھ کے اعتبار سے۔سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ سال تمام پر اس زمین کی جتنی قیمت ہے اسی اعتبار سے زکوۃ نکالنی ہے نہ کہ اس اعتبار سے جو اسکی اصل قیمت ہے۔سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: سال تمام پر بازار کے بھاؤ سے جو قیمت ہو اسکا لحاظ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ ج4 ص413 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ)

فتاوی ہندیہ میں ہے: وتعتبر القیمۃ عند حولان الحول بعد ان تکون قیمتھا فی ابتداء الحول ماتی درھم من الدراھم الغالب علیھا الفضۃ کذا فی المضمرات۔) ج1 ص179 الفصل الثانی فی العروض (ایسا ہی بہار شریعت ج5 ص35 میں بھی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مسجد میں ایک سے زائد معتکف اور زکاۃ کی رقم صرف کرنے کا حکم

سوال: علمائے ذوی الاحترام مفتیان کرام اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں کہ ایک مسجد میں ایک سے زائد یعنی پچاس ساٹھ لوگ معتکف ہو سکتے ہیں اور ان پر زکوۃ وفطرہ کی رقم سحری وافطاری کے لیے حیلہ کر کے خرچ کر سکتے ہیں۔ سائل: قمر الزماں امجدی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اعتکاف اللہ عزوجل کی عبادت ہے اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے تو اسکی ادائیگی کے لیے ایک سے زائد مسلمان بیٹھیں تب بھی سنت رسول ہی ادا ہوگی اور عبادت عبادت ہی رہے گی۔ ہاں رمضان شریف کے عشرہ اخیر میں اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ بستی میں سے ایک شخص بھی بیٹھ گیا تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ سب گنہگار ہونگے۔

اور انکے سحر وافطار کے لیے زکوۃ کی رقم کا حیلہ کرنا جائز نہیں کہ یہ بلا ضرورت شرعیہ ہے کیونکہ اعتکاف سنت بستی کے ایک ہی شخص سے ادا ہو جاتی ہے لہذا اس سے بچیں کہ اس میں فقراء ومساکین کی حق تلفی ہے اور دوسرے حلال مال کے ذریعہ سے ہی افطار وسحری کا انتظام کریں۔

ایسا ہی مرکز تربیت افتاء شمارہ نمبر 18 ص 30 پر ہے

واللّٰہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

پاگل بغیر احرام میقات سے گزرے توکیادم لازم ہوگا

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ ایک پاگل شخص بغیر احرام کے میقات کراس کر کے مکہ میں داخل ہوا۔ کیا اس پر دم لازم ہوگا؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اگرواقعی میں ایسا فعل مجنون و پاگل شخص سے واقع ہو جائے تو اس پر دم لازم نہیں کہ پاگل و مجنون شخص شرع کا مکلف نہیں ہے جب تک کہ ہوش میں نہ آجائے۔

حدیث شریف میں ہے: رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوہ حتی یعقل۔ (مشکوۃ شریف ج1 ص284)

تین لوگوں سے قلم کو اٹھالیا گیا ہے سونے والا جب تک کہ بیدار نہ ہو جائے بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو جائے مجنون و پاگل جب تک کہ عقل والا نہ ہو جائے

واللّٰہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم
حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مردو عورت کا اپنے سر کا بال پیچھے سے نکال کر آگے لگانا کیسا

سوال: السلام علیکم ۔مفتی صاحب پلیز رہنمائی فرمائیں؛ کیا عورت یا مرد اپنے ہی سر کے بال پیچھے سے نکلوا کر آگے آپریشن کے ذریعہ لگوا سکتے ہیں مع حوالہ بتائیں۔سائلہ ثنا فاطمہ اڑیسہ۔

الجواب بعون الملک الوهاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیکم السلام ورحمت اللہ۔صورت مسئولہ میں ایسا کرنا جائز نہیں کہ یہ جزءانسانی سے فائدہ حاصل کرنا ہے اوراجزاءانسانی سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں کہ یہ احترام انسانیت کے خلاف ہے ۔جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے : الانتفاع باجزاءالآدمی لم یجزقیل للنجاسة وقیل للکرامة هوالصحیح کذافی جواهر الاخلاطی۔
(عالمگیری ج5ص354 زکریا بکڈ پو یوپی انڈیا)

اسی میں دوسری جگہ ہے :وصل الشعربشعرالآدمی حرام سواء کان شعرها اوشعرغیرها کذافی الاختیارشرح المختار
یعنی آدمیوں کے بال سے بال جوڑنا حرام ہے خواہ وہ بال اسی عورت کے

ہوں یا دوسری عورت کے۔ (ایضاص.358)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

دوطلاق وکرکٹ کھیلنے والے کی امامت کاحکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے بیوی کو ۲ طلاق دیا اب کیا وہ بغیر نکاح کے اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ میں ایک مسجد میں امامت کرتا ہوں اور کبھی کبھی میچ کھیل لیتا ہوں ٹورنامنٹ بھی کھیل لیتا ہوں تو کیا امامت کے لائق ہوں تحریر فرما کرشکریہ کاموقع عنایت فرمائیں۔سائل: عبدالرحمن امجدی شراوستی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

(1)اگرعورت مدخول بہاہے اورشوہرنے اس سے پہلے طلاق نہیں دیاتھااورمذکورہ دونوں طلاق کے الفاظ صریح سے تھے توعدت کے اندررجعت اوربعدعدت نکاح کاحکم ہوگا۔قرآن عظیم میں ہے الطلاق مرتان فامساك بمعروف اوتسريح باحسان (البقرة229)

اورعورت اگرغیر مدخول بہاتھی توایک ہی طلاق سے بائنہ ہوجائے گی پھرتجدیدنکاح کاحکم ہوگااوراگرالفاظ طلاق بائن کے تھے توعدت کے اندراوربعدعدت شوہرسے نکاح کاحکم ہوگااوراس بارے میں مدخول بہاوغیرمدخول بہاکافرق نہیں۔

جیساکہ فتاوی عالمگیری میں ہے: اذا کان الطلاق بائنادون الثلث فله ان یتزوجهافی العدة وبعدانقضائهاولافرق فی ذالك بین کون المطلقةمدخولابهااوغیرمدخول بها۔

(فتاوی عالمگیری جلداول ص.473زکریابکڈپوانڈیا)

(2)حضرت علامہ بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ سے اسی کے متعلق سوال ہوا۔

سوال: کرکٹ جوآجکل ہندوپاک میں رائج ہے اسکاکھیلنااوردیکھنا کیسا ہے ؟ نیزانکی اقتدامیں نماز درست ہے یانہیں اورانکاامامت کرنادرست ہے یانہیں۔جواب: کھیل کی غرض سے جوافعال کئے جائیں شریعت میں حرام وناجائزہیں۔حدیث شریف میں ہے۔کل لهوالمسلم حرام الامن ثلث۔بالخصوص آجکل کاکرکٹ کاکھیل جوبےشماربرائیوں کاذریعہ ہے اس کھیل کے عادیوں کے پیچھے نمازضرورمکروہ ہے،چاہے کھیلنے والے ہوں یادیکھنے والے ہوں۔ (فتاوی بحرالعلوم جلدپنجم ص.579)

اورآپ نےٹورنامنٹ کاذکرکیاہےجس میں ہارجیت ہوتی ہےاوریہ جواہے۔

بحرالعلوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کیرم بورڈ اگر صرف کھیل تک ہی ہوتب بھی حرام ہے اور اگر اسکے ساتھ پیسے کی ہار جیت ہوتو یہ جوا ہے۔(ایضا جلداول ص. 407)

پس جب آپ امام ہیں تو آپ پرلازم ہے کہ اس طرح کے کھیل کو دسے اجتناب کریں اگرآپ اس پرعمل پیرا ہوتے ہیں تولائق امامت ہیں

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

روزے کی حالت میں مشت زنی کیا انزال ہوگیا توروزہ رہا یا گیا

سوال: کسی نے روزے کی حالت میں مشت زنی کیا انزال ہوگیا تو روزہ رہایا گیا؟ ایسے کے بارے میں کیا حکم ہے۔اگر روزہ گیا تو کفارہ کیا ہے ۔مطیع الرحمن۔

الجواب بعون الملک الوھاب: مشت زنی شرعی اعتبار سے گناہ اور ناجائز اور طبی اعتبار سے نقصان دہ ہے لہذا عام حالات میں اس سے احتراز کرنا لازم وضروری ہے۔فی ردالمحتار کتاب الحدود ج4 ص 27 قولہ الاستمناء حرام ای بالکف اذا کان

لاستجلاب الشهوة اما اذا غلبت الشهوة وليس له زوجة ولا امة ففعل ذلك لتسكينها فالرجاء انه لا وبال عليه كما قاله ابو الليث ويجب لو خاف الزنا۔

صورت مسئولہ میں ایسے مذکورہ شخص پر توبہ لازم اور صرف قضا ضروری ہے کفارہ نہیں۔ (بہار شریعت حصہ پنجم مسئلہ نمبر 3)

واللّٰہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

زکوۃ سے فقیر کا قرضہ ادا کردینا

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کسی پر قرض ہو اور ہم اس کا قرض زکاۃ کے پیسوں سے اتارے اور اسے کہے نہیں تو کیا زکاۃ ادا ہو جائے گی؟ مثلا زید پر قرض ہے۔ اور بکر چاہتا ہے کہ وہ زید کا قرضہ زکاۃ کے پیسوں سے ادا کر دے اور بکر زید سے کہہ کر جاتا ہے کہ میں قرض خواہ کو قرض کے پیسے ادا کر دیتا ہوں اور دل میں نیت زکاۃ کی رکھے تو کیا زکاۃ ادا ہو جائے گی؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں زید جوکہ قرضدار ہے اگر اسکی اجازت وحکم سے بکر زکوۃ کی رقم سے اسکا قرضہ

ادا کرتا ہے تو بکر کی زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فقیر پر دَین ہے اس کے کہنے سے مالِ زکاۃ سے وہ دَین ادا کیا گیا زکاۃ ادا ہوگئی اور اگر اُس کے حکم سے نہ ہو تو زکاۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مرگیا، تو یہ دَین اگر مالِ زکاۃ سے ادا کریں زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص 930 مکتبۃ المدینہ)

(در مختار کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج3 ص342)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عشر ادا کرنے کے بعد بیچے ہوئے غلہ کی رقم پر زکوۃ کا حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پیداوار پر عشر ادا کرنے کے بعد پیداوار کو مارکیٹ میں بیچا گیا۔ تو کیا پیداوار کو بیچ کر جو پیسے ملے اس پر پھر سے زکاۃ نکالنی ہوگی؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں جس پیداوار کو فروخت کرکے روپیہ بنالیا گیا اور اسکی قیمت مقدار نصاب کو پہونچتی ہے اور حولان حول بھی ہوگیا تو اس پر زکوۃ واجب ہے اور اگر اسکی

قیمت نصاب تک نہیں پہونچتی اور پہلے سے اسکے پاس کچھ روپیہ ہے جسکو ملا کر مقدار نصاب ہو جاتا ہے تو اس صورت میں بھی زکوۃ واجب ہوگی۔جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:واما ثمن الطعام المعشور وثمن العبد الذی ادی صدقة فطرہ فانه یضم اجماعا۔ (فتاوی ہندیہ ج1ص175

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عورت اعتکاف میں مخصوص کمرے میں چل پھر سکتی ہے؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔عورت جس جگہ اعتکاف میں بیٹھے گی کیا اس کمرے میں گھوم پھر سکتی ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت نے اعتکاف کے لیے جس کمرے کو خاص کرلیا ہے وہ کمرہ اسکے لیے ایسے ہے جیسے مرد کے لیے مسجد جماعت تو مرد کے لیے مسجد جماعت کے حدود میں جیسے آنا، جانا، چلنا، پھرنا جائز ہے اس سے اسکا اعتکاف فاسد نہیں ہوتا ایسے ہی عورت بھی مسجد بیت کے حدود میں رہ سکتی ہے بغیر حاجت شرعی وطبعی کے نکلے گی تو اسکا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔جیسا کہ شیخ نظام وجماعت علمائے ہند رحمھم

اللہ نے فرمایا: اذا اعتکفت فی مسجد بیتها، فتلك البقعة فی حقها کمسجد الجماعة فی حق الرجل لا تخرج منه الا لحاجة الانسان۔ یعنی جب عورت گھر کی مسجد (نماز کی مخصوص جگہ) میں اعتکاف کرے تو وہ جگہ اس عورت کے حق میں ایسے ہے جیسے مرد کے حق میں مسجد جماعت بغیر انسانی ضرورت کے وہ اس مخصوص کمرے سے نہیں نکلے گی۔ (فتاوی ہندیہ ج1 ص211)

اور علامہ شامی بدائع کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: لو صعد ای المعتکف المنارة لم یفسد بلا خلاف لانها منه لانه یمنع فیها من کل ما یمنع فیه من البول ونحوه فاشبه زاویة من زوایا المسجد۔ اگر معتکف منارہ پر چڑھا تو بالاتفاق اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا کیونکہ منارہ مسجد کا حصہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس میں ہر وہ عمل مثلا بول وغیرہ منع ہے جو مسجد میں منع ہے تو یہ مسجد کے دیگر گوشوں کی طرح ایک گوشہ ٹھہرا۔ (ردالمحتار باب الاعتکاف ج2 ص.446 مطبع کراچی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

محتاج والدین کو زکاۃ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اہلسنت اس مسلئہ میں کہ اولاد (بیٹی ہو یا بیٹا) اپنے مجبور والدین کو زکوۃ دے سکتے ہیں. اور اپنے سگے بھائی بہن کو دے سکتے ہیں؟ سائل؛ محمد شاہد میسور۔

الجواب بعون الملک الوھاب: زکوۃ اور اسی طرح دیگر صدقہ واجبہ کو اپنی اصل وفرع یعنی ماں باپ دادا دادی وغیرہ اور بیٹا بیٹی پوتا پوتی وغیرہ کو نہیں دیا جاسکتا ہے ۔ جیسا کہ فتاوی قاضی خاں مع عالمگیری جلد اول ص 267 پر ہے: لایجوز دفع الزکاۃ الی اولادہ واولاد اولادہ من قبل الذکور والاناث وان سفلوا ولاالی والدیہ واجدادہ وجداتہ وان علوا من قبل الآباء والامھات۔

اسی کی ترجمانی صدرالشریعہ علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں: اپنی اصل یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہم کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ یوہیں صدقۂ فطر ونذر وکفّارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقۂ نفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص 930 مکتبۃ المدینہ)

اور والدین کی محتاجی ومجبوری کی صورت میں حیلہ کرکے دینا بھی مکروہ ہے۔ جیسا کہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کر کے زکاۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انھیں دے یہ مکروہ ہے یوہیں حیلہ کرکے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔ (ایضاص.931)

لہٰذا ایسی صورت میں اولاد کو چاہیے کہ اپنی جیب خاص سے انکی خدمت کریں اور رضاء مولی حاصل کریں۔ رہا بھائی بہن تو اولا انہیں کو دینا افضل ہے۔جیسا کہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔ (ایضاص936)(فتاوی ہندیہ ج1 ص190)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

دوا کے ٹیسٹ آنے سے روزہ کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔زید نے سحری سے پہلے منہ میں ایک دوائی لگائی تھی لیکن سحری میں اس نے برش نہیں کیا اور صرف کلی کر کے پانی پی کر روزہ رکھا۔ابھی اس کے منہ میں دوائی کا ٹیسٹ آرہا ہے تو کیا اسکا روزہ ہو جائے گا؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں روزہ ہو جائے گا اس لیے کہ فقط ذائقہ اور ٹیسٹ محسوس ہونے سے روزہ نہیں جاتا

جب تک کہ کوئی چیز حلق میں نہ چلی جائے ۔جیسا کہ محقق علی الاطلاق امام بن ہمام قدس سرہ فرماتے ہیں: الذوق لیس بافطار بل یحتمل ان یصیر ایاہ اذقد یسبق شئ منه الی الحلق فان من حام حول الحمی یوشك ان یقع فیه (ملخص چکھنا افطار نہیں بلکہ اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ کہیں کوئی شئ حلق میں چلی جائے (یعنی افطار کا سبب ہے) کیونکہ جو محفوظ جگہ کے قریب جاتا ہے قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے ۔

(فتح القدیر باب مایوجب القضاء والکفارۃ. جلد 2 ص 268)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بوسہ لینے سے انزال ہونے کی صورت میں روزہ کی قضاء

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ زید اپنے گرل فرینڈ سے روزہ کے حالت میں ملاقات کی اسی دوران دونوں میں شیطان کا غلبہ ہوا، زید اپنی فرینڈ) (ہندہ) کو بوسہ لیا، دونوں طرف سے بوس وکنار ہوا اسی درمیان شہوت کے وجہ سے زید کو احتلام ہو گیا، اب اس کا روزہ رہا کہ ٹوٹ گیا اگر ٹوٹ گیا تو قضا وکفارہ دونوں ہوگا۔ علمائے کرام جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہو گی ۔سائل

ابھی میرے پاس مسجد میں بیٹھا ہوا ہے۔سائل جمیل برکاتی۔

الجواب بعون الملک الوهاب: صورت مسئولہ میں روزہ فاسد ہو کر صرف قضالازم آئے گی۔ جیسا کہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: لپٹانے یا بوسہ لینے یا ہاتھ لگانے کی حالت میں اگر انزال ہو تو روزہ فاسد ہو کر قضالازم آئے گی اوران افعال کے ختم کے بعد شہوت ہنوز باقی رہی اوراس حالت میں کہ یہ عورت کے جسم سے جدا ہے منی اتری اور بشہوت نکل گئی تو اگر چہ غسل واجب ہوگا مگر روزہ نہ جائے گا کہ یہ انزال ان افعال سے نہ ہوا بلکہ مجرد تصور ہوا۔ملخصا) فتاوی رضویہ جلد چہارم مفسدات صوم(

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابل جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یاران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چُوسے یا عورت کا بدن چُھوا اگر چہ کوئی کپڑا حائل ہو،مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔اوران سب صورتوں میں انزال بھی ہوگیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہوگیا ان سب صورتوں میں صرف قضالازم ہے،کفارہ نہیں۔ملخصا (بہارشریعت حصہ پنجم ص. 992 مکتبہ المدینہ)(درمختار.ج3 ص439۔ 431 باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

وہابی دیوبندی سے بیع وشراء کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ وہابی، دیوبندی، قادیانی وغیرہم سے خرید وفروخت کا کیا حکم ہے مثلا انکی دکان سے چائے وغیرہ خریدنا حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔المستفتی الیاس رضا حشمتی ممبئی۔

الجواب بعون الملک الوہاب: وہابی، دیوبندی قادیانی وغیرہم اپنے عقائدکفریہ کی بناء پرکافر ومرتداسلام سے خارج ہیں اورمرتد سے کسی قسم کامعاملہ شرعامنع ہے ہاں اگرضرورت وحالت مجبوری ہوتو بغیرتعلقات ومودت وموانست کے اسکی جازت ہے؛ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔معاملہ ہرکافرسے ہروقت جائزمگر مرتدین۔

(فتاوی رضویہ جلد ششم ص110 رضااکیڈمی ممبئی)

اورامام ربانی مجدالف ثانی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: ومہما امکن درہیچ امر بایشاں رجوع نہ بایدواگرفرضابضرورت افتد دررنگ قضاوحاجت انسانی بکراہت واضطراب قضاءحاجت بایشاں بایدنمود۔

جہاں تک ممکن ہوانکی طرف کسی معاملہ میں رجوع نہ کریں اورضرورت ومجبوری کی حالت میں قضاء حاجت کی طرح بکراہت ان سے ضرورت پوری کی جائے۔ (مکتوبات مجددالف ثانی جلداول ص169)

مفتی طیب داناپوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: علمائے اہلسنت بھی فتوی دیتے ہیں کہ مرتدین ومبتدعین کے ساتھ جہاں تک ہوسکے دنیوی تعلقات بھی نہ رکھو لیکن اگر ایسا کرنے کی تمہیں ضرورت ومجبوری ہے تو تم اسکے بارے میں گنہگار نہیں البتہ ان دنیوی تعلقات کی بناء پر مرتدین ومبتدعین سے موانست ومودت ہرگز جائز نہیں۔ (تجانب اھل السنۃ ص389)

اور بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں: کفار کی دو قسمیں ہیں۔ مرتد اور غیر مرتد۔ آخر تک جتنے نام آپنے لکھے ہیں (وہابی دیوبندی چکڑالوی وغیرہم) عام طور پر مرتد ہیں ان سے کسی قسم کا معاملہ شرعا منع ہے۔

(فتاوی بحر العلوم جلد چہارم ص210)

اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

يَتَوَقَّفُ مِنْهُ عِنْدَ الْإِمَامِ وَيَنْفُذُ عِنْدَهُمَا كُلُّ مَا كَانَ مُبَادَلَةَ مَالٍ بِمَالٍ أَوْ عَقْدِ تَبَرُّعٍ كَ (الْمُبَايَعَةِ) وَالصَّرْفِ وَالسَّلَمِ (وَالْعِتْقِ وَالتَّدْبِيرِ وَالْكِتَابَةِ وَالْهِبَةِ) وَالرَّهْنِ (وَالْإِجَارَةِ) وَالصُّلْحِ عَنْ إقْرَارٍ، وَقَبْضِ الدَّيْنِ۔

(رد المحتار علی الدر المختار ج4 ص250)

یعنی مرتد سے اس کا نفاذ موقوف ہوگا امام صاحب کے نزدیک جبکہ صاحبین کے نزدیک ہر وہ معاملہ جس میں مال کے بدلے مال ہو یا عقد تطوع، ان میں نفاذ ہوگا جیسے مبایعت اور بیع الصرف، بیع السلم، غلام آزاد کرنا، مدبر

بنانا، مکاتبت کرنا، ہبہ کرنا،، رہن، اجارہ، اقرار سے صلح اور قرض پر قبضہ کرنا۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

وہابی کو مسجد میں بلانے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک سنی مسجد میں کچھ وہابی نماز ادا کرنے آتے ہیں تو زید نے ان کو کہا اب مت آنا ورنہ بہت مارے جاؤ گے لیکن بکر اور دیگر حمایتی ان سے جا کر بولے کہ تم آنا تو ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی محمد ندیم رضا پیلی بھیت شریف۔

الجواب بعون الملک الوہاب: وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بناء پر کافر ومرتد اسلام سے خارج ہیں لہذا صورت مسئولہ میں انکو مسجد میں بلانے والے گنہگار مستحق عذاب نار ہیں ان پر لازم وضروری ہے کہ ایسے بدعقیدہ کو مسجد سے فورا دور کریں اور توبہ واستغفار کریں اور اپنی نماز کو خراب ہونے سے بچائیں۔

سیدی اعلی حضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: غیر مقلدین زمانہ بحکم فقہا وتصریحات عامہ کتب فقہ کافر تھے ہی، جس کا روشن بیان رسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ ورسالہ السیوف ورسالہ النھی الاکید وغیرہا میں ہے اور تجربہ نے ثابت کردیا کہ وہ ضرور منکران ضروریات دین ہیں اوران کے منکروں کے حامی وہمراہ، تو یقینا قطعا اجماعا ان کے کفروارتداد میں شک نہیں، اور کافر کی نماز باطل، تو وہ جس صف میں کھڑے ہوں گے اتنی جگہ خالی ہوگی اور صف قطع ہوگی اور قطع صف حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله۔ جو صف کو ملائے اللہ اپنی رحمت سے اسے ملائے اور جو صف قطع کرے اللہ اپنی رحمت سے اسے جدا کرے۔

تو جتنے اہلسنت ان کی شرکت پر راضی ہوں گے یا باوصف قدرت منع نہ کریں گے سب گنہگار و مستحق وعید عذاب ہوں گے اور نماز میں بھی نقص آئے گا کہ قطع صف مکروہ تحریمی ہے اور اگر صرف ایک ہی صف ہو اور اس کے کنارہ پر غیر مقلد کھڑا ہو تو اس صورت میں اگرچہ فی الحال قطع صف نہیں مگر اس کا احتمال واندیشہ ہے کہ ممکن کہ کوئی مسلمان بعد کو آئے اور اس غیر مقلد کے برابر یا دوسری صف میں کھڑا ہو تو قطع ہو جائے گا اور جس طرح فعل حرام حرام ہے یونہی وہ کام کرنا جس سے فعل حرام کا سامان مہیا اور اس کا اندیشہ حاصل ہو وہ بھی ممنوع ہے ولہذا حدود اللہ میں فقط وقوع کو منع نہ فرمایا بلکہ ان کے قرب

سے بھی ممانعت ہوئی کہ تلك حدود الله فلا تقربوھا ۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص 355)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جمعہ کے دونوں خطبے فرض ہیں یا صرف ایک

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ خطبہ جمعہ کا ایک فرض ہے دوسرا سنت، یا دونوں فرض ہیں، بینوا توجروا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: خطبہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک صرف بقدر الحمد فرض ہے اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک ذکر طویل جسے عرف میں خطبہ کہیں تو نفس فرض اگرچہ اولٰی بلکہ اس کے بعض سے ادا ہو جاتا ہے مگر جب کوئی مطلق مامور بہ ہو تو قاعدہ شرع یہ نہیں کہ اس کے ایک حصے کو جو ادنی درجہ کا اطلاق مطلق کا ہو مامور بہ ٹھرائیں باقی کو خارج بلکہ جس قدر واقع ہو سب اُسی مطلق کا فرد ہے تو سب اسی صفت سے متصف ہوگا جیسے فرض قراءت نماز میں ایک آیت سے ادا ہو جاتا ہے اب یہ نہ کہیں گے کہ الحمد شریف کی پہلی آیت فرض تھی باقی اُس کا غیر بلکہ الحمد اور

سورت بلکہ سارا قرآن مجید اگر ایک رکعت میں ختم کرے سب زیر فرض داخل ہوں گے کہ فاقرأ واماتیسر من القراٰن۔ پس قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اُتنا پڑھو۔ت) کافرد ہے۔

ولہذا اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر سُورت ملانا بھول گیا اور وہاں یاد آیا تو حکم ہے رکوع کو چھوڑے اور قیام کی طرف عود کرکے سورت پڑھے اور رکوع میں جائے حالانکہ واجب کے لیے فرض کا چھوڑنا جائز نہیں ولہذا اگر پہلی التحیات بھول کر پورا کھڑا ہوگیا اب عود کی اجازت نہیں مگر سُورت کے لیے خود شرع نے عود کا حکم دیا کہ جتنا قرآن مجید پڑھا جائے گا سب فرض ہی میں واقع ہوگا تو یہ واجب کی طرف عود نہیں بلکہ فرض کی طرف، ولہذا اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا نماز نہ ہوگی کہ پہلا رکوع عود الی الفرض کے سبب زائل ہوگیا تو جس طرح الحمد اور سورت دونوں سے فرض ہی ادا ہوتا ہے یوں ہی دونوں خطبوں سے بھی کہ سب مطلق فاسعوا الٰی ذکر اللہ) اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔ت) کے تحت داخل ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

وارثی سلسلہ جاری ہے یا نہیں

سوال: علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہےکہ وارثی سلسلہ ابھی چل رہا ہے کہ بند ہوگیا۔ اور اس میں اس وقت بیعت ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ جواب جلدی عطا کیجیے عین نوازش ہوگی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: مشہور یہ ہے کہ حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نےکسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا اگر یہ صحیح ہے تو سلسلۂ وارثیہ میں بیعت ہونا جائز نہیں۔ حوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص 412.

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

رمضان میں شیطان قید ہونے کے کیا معنی ہیں

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رمضان شریف میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ سائل کا کہنا ہیکہ پھر اس ماہ میں شیطان کسی شخص پر حاضر کیسے ہو جاتا ہے کسی پر سوار ہو کر پھر اسے پریشان کیوں کرتا ہے قید ہونے کا کیا مطلب ہے ؟ برائے کرم علمائے ذی فہم سے گزارش ہیکہ جواب عنایت فرمائیں: ایم این ایم۔

الجواب بعون الملک الوھاب: حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں تو اسکا مطلب ہے کہ اللہ تعالی دلوں سے برے خطرات وخیالات کو دور فرما دیتا ہے۔ ایسا ہی شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اشعۃ اللمعات کے جلد دوم میں فرمایا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بیع وفا واز خود زائد رقم دینے کا حکم

سوال: السلام علیکم ایک مسئلہ حل فرمائیں زید نے بکر کو کچھ بھی سامان سو روپے میں اس شرط پر بیچا کہ وہ دو ماہ میں ایک سوبیس روپیہ بیس روپیہ کی زیادتی کے ساتھ واپس دی کر اپنا سامان لے لیگا اگر مذکورہ عرصہ میں نہیں دے سکا تو وہ سامان بکر کا پرمانینٹ طور پر ہو جائیگا تو کیا مذکورہ شرط کے ساتھ بکر کا بیس روپیہ منافعہ لینا جائز ہوگا؟ سائل: ممتاز عالم رضوی چھتیس گڑھ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صورت مسئولہ میں مذکورہ بیع، بیع بالوفاء ہے اور عندالتحقیق یہ بیع نہیں بلکہ رہن ہے مشتری کو اس شئ سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہاں اگر یہ شرط بیع ہونے کے بعد لگائی گئی یا قبل بیع ہوئی تھی لیکن وقت بیع

اسکا انکار کر دیا گیا تو یہ بیع بیع قطعی ہو گی مشتری فائدہ حاصل کرے گا اور شرط یہ وعدہ کہلائے گا۔

جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ زید نے ایک چیز عمرو کے ہاتھ بیچی اور سال دو سال یا کم بیش باہم ایک مدت طے کر لی کہ اس مدت میں اگر زید زرثمن واپس کر دے تو عمرو شئ مبیع واپس کر دے گا اور اگر اسکی مدت میں زید زرثمن نہ دے گا تو بیع قطعی ہو جائے گی اس صورت میں اکثر تو یہ کرتے ہیں کہ وہ چیز قبضہ مشتری میں دے دیتے ہیں مشتری اس سے نفع حاصل کرتا رہتا ہے بذریعہ سکونت یا کرایہ یا زراعت وغیرہ یہ حرام ہے کہ صحیح مذہب و معتمد مذہب میں بیع وفا بیع نہیں۔

آگے فرماتے ہیں: اگر مشتری کا قبضہ ہو گیا ہے تو وہ رہن ہے مشتری کو اس سے نفع لینا حرام ہے اور بائع ہر وقت روپیہ دے کر جائداد واپس لے سکتا ہے اگرچہ میعاد گزر گئی ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص. 7۔6 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

اور بکر کا یہ منافعہ لینا جائز نہیں کہ مبیع کی واپسی میں اسکو اسکی رقم مل جائے گی لہذا یہ زیادتی بلاعوض ہو گی جو کہ ناجائز ہے ہاں اگر خود خوشی سے زائد دے تو یہ جائز و احسان ہے۔

جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر قرض دینے میں یہ شرط ہوئی (یعنی زیادتی) تو بیشک سود و حرام قطعی و گناہ کبیرہ ہے اور قرض دینے والا مطلقاً ملعون اور لینے والا بھی اسی کے عون ہے۔

اور چند سطور کے بعد فرماتے ہیں: دس روپیہ کا نوٹ قرض لیا کہ اسکے عوض دس ہی روپیہ کا نوٹ ادا کیا جائے گا پھر عمرو کے دل میں آیا کہ نوٹ کے بدلے دس اور دو روپے اپنی طرف سے احسانا بڑھا کر بارہ روپے دے تو یہ جائز و احسان ہے۔ (ایضا ص.72)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

ھند سے حجاز مقدس جانے پر 28 ھی روزہ ھوئے اسکا شرعی حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہِ ذیل میں کہ زید ہندوستان میں ماہ رمضان المبارک کے 14 روزے مکمل کرنے کے بعد عمرہ کے لیے حجاز مقدس گیا؛ وہاں اس کے رہتے ہوئے اتفاقا انتیس رمضان المبارک کو رویت ہلال ہوگئی اور عید کا دن آگیا، جبکہ اس روز ہندوستان میں رمضان کی انتیس تاریخ تھی؛ اور پھر ہندوستان میں مکمل تیس کے بعد رویت ہلال ہوئی، اب سوال یہ ہے کہ زید حجاز مقدس میں عید کی نماز ادا کرے گا یا نہیں؟ وہاں عید کرنے کی صورت میں زید کے اٹھائیس ہی روزے ہوئے؛

لہذا بقیہ روزوں کی قضا ہے یا نہیں؟ اگر قضا ہے تو کتنے روزوں کی؟ ایک یا دو؟ قرآن وسنت کے حوالے سے جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔
المستفتی غزالی صدیقی راجکوٹ؛ گجرات۔

الجواب بعون الملک الوهاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صورت مسئولہ میں جب حجاز مقدس میں چاند کا ثبوت شرعی ہوگیا ہے تو شخص مذکور پر عامۃ المسلمین کی موافقت ضروری ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے: **الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون والاضحی یوم تضحون** یعنی روزہ اس دن کا ہے جس دن عام مسلمان روزہ رکھتے ہیں اور عید وقربانی اس دن ہے جس دن عام مسلمان عید وقربانی کرتے ہیں۔

اس مضمون کی حدیث سنن بیہقی، ابوداؤد، ابن ماجہ ص. 120 وغیرہم کتب احادیث میں موجود ہے۔

اوران احادیث کا مفاد یہی ہے کہ تنہا شخص اپنے آپکو علیحدہ نہ کرے بلکہ اجتماعیت میں شامل کردے۔

چنانچہ علامہ امام ابن ہمام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **ان الصوم المفروض یوم یصوم الناس والفطر المفروض یوم یفطر الناس اعنی بقیة العموم۔** (فتح القدیر جلد دوم ص.249)

یعنی روزہ رکھنا اس دن فرض ہے جس دن عامۃ المسلمین روزہ رکھتے

ہیں اورعید اس دن واجب ہے جس دن عامۃ المسلمین عید کرتے ہیں یعنی عامۃ المسلمین کی قید ملحوظ خاطر ہے۔

لیکن جب حجاز مقدس میں چاند 29 کا ہوا ہے اور شخص مذکور کا روزہ 28 ہی ہوا ہے تو ایسی صورت میں اس پر ایک روزہ کی قضا لازم ہے کیونکہ رمضان المبارک کے ایک مہینہ کا روزہ ہر مکلف پر فرض ہے اور اسلامی مہینہ انتیس کا ہوتا ہے یا تیس کا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔**قال الشھر تسع وعشرون لیلۃ فلاتصوموا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین۔** (بخاری،مسلم)

سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے پس جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو۔اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا،شعبان کے تیس دن پورے کرکے روزہ شروع کردئے، اٹھائیس ہی روزہ رکھے تھے کہ عید کا چاند ہوگیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر تیس دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ رکھیں۔(بہار شریعت حصہ پنجم چاند دیکھنے کا بیان مسئلہ نمبر 24)(ہندیہ،الباب الثانی فی رویۃ الھلال جلد اول ص.199)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کفار کی تعظیم کا شرعی حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہندوؤں کا رتھ یاترا مسلم محلوں سے ہو کر نکلتا ہے کچھ مسلم لوگ مل کر ان کے لیے چائے پانی کا انتظام کر تے ہیں ان کے مہاراج سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ مسلمانوں کا اسطرح کا عمل کرنا کیسا ہے برائے کرم جلد جواب عنایت فرمائیں۔ مجاہد الاسلام گجرات۔

الجواب بعون الملک الوہاب: مسلمانوں کو ان سے دور رہنا چاہیے اور ان سے مذہبی نفرت لازم وضروری ہے اور مسلمانوں کا ایسا عمل جائز نہیں کہ اس میں کفار ومشرکین کی تعظیم ہے اور انکی تعظیم حرام ہے۔

جیسا کہ حضور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام رواه الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن بسر وابن عساکر وابن عدی عن ام المؤمنین الصدیقة وابو نعیم فی الحلیة والحسن بن سفیان فی مسنده عن معاذ بن جبل والسجزی فی الابانة عن ابن عمر وکابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهم اجمعین والبیهقی فی شعب الایمان عن ابراهیم بن میسرة مرسلا۔

جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی بیشک اس نے دین اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔

بدمذہب کی توقیر پر یہ حکم ہے مشرک کی تعظیم پر کیا ہوگا۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: نھی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یصافح المشرکون او یکنو او یرحب بھم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی مشرک سے ہاتھ ملائیں یا اسے کنیت سے ذکر کریں یا اس کے آتے وقت مرحبا کہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ششم کتاب السیر ص.10)

اور فقہ حنفی کی معتمد کتاب تبیین الحقائق جلد اول کے ص. 134 پر ہے: قدوجب علیھم اھانتہ شرعا۔ یعنی از روئے شرع فاسق معلن کی توہین واجب ہے تعظیم جائز نہیں لہذا جب فاسق مسلمان کی تعظیم جائز نہیں تو کفار ومشرکین کی تو بدرجہ اولی تعظیم ناجائز وحرام ہے۔

اور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ کفار سے نفرت کے تعلق سے ارشاد فرماتے ہیں: ہنود مشرک بت پرست ہیں اور شرک بدترین اصناف کفر سے ہے۔ تو ہنود ہی سے مذہبی منافرت اشد وآکد ہے۔ اور ہنود سے بھی سخت تر منافرت کے مستحق وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ مرتدین ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم کتاب الحظر والاباحۃ)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کو مطلقا کافروں سے اجتناب چاہیے نہ کہ ان کفار سے اتنا خلط کہ انکی دعوت میں شرکت ہو۔

(فتاوی امجدیہ جلد چہارم ص.148)

پس صورت مسئولہ میں جن مسلمانوں نے ایسا کیا ان پر عندالشرع توبہ لازم ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کافرہ سے شادی کرنے کا حکم

سوال: مفتی صاحب قبلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسئلہ میں کہ شادی شدہ کافر عورت مسلمان ہو جائے اور کسی مسلم سے نکاح کرنا چاہے، تو کیا عدت کے بغیر کر سکتی ہے؟ براہ کرم جواب جلد عنایت فرمائیں۔ سائل: محمد احمد رضوی مبارک پور. یوپی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ اسکے شوہر پر اسلام کو پیش کیا جائے اگر وہ قبول کر لے تو بدستور دونوں کا نکاح برقرار رہے گا اور اگر انکار یا سکوت کرے تو دونوں کے درمیان جدائی کا حکم دیا جائے گا اور یہ جدائی طلاق بائن شمار ہوگی پھر اگر رخصتی ہو چکی ہے تو عورت عدت گذار کر کسی بھی صاحب ایمان سے شادی کرنے کی مجاز ہوگی اور قبل رخصتی عدت کی حاجت نہیں۔

جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ درمختار اور بحر الرائق کے حوالے سے اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہیں: عورت مسلمان ہوئی اور شوہر پر اسلام پیش کیا گیا اس نے اسلام لانے سے انکار یا سکوت کیا تو تفریق کی جائے گی اور یہ تفریق طلاق قرار دی جائے گی یعنی اگر بعد میں مسلمان ہوا اور اسی عورت سے نکاح کیا تو اب دو ہی طلاق کا مالک رہے گا کہ منجملہ تین طلاقوں کے ایک پہلی ہو چکی اور یہ طلاق بائن ہے اگرچہ دخول ہو چکا ہو یعنی پھر اگر مسلمان ہو رجعت کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا بلکہ جدید نکاح کرنا ہوگا اور دخول ہو چکا ہو تو عورت پر عدت واجب ہے اور عدت کا نفقہ شوہر سے لے گی اور پورا مہر شوہر سے لے سکتی ہے اور قبل دخول ہو تو نصف مہر واجب ہوا اور عدت نہیں۔

(بہار شریعت حصہ ہفتم ص.45)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

حرام و ناجائز میں فرق

سوال: حرام اور ناجائز میں کیا فرق ہے کرم فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب: حرام خاص اور ناجائز عام ہے یعنی حرام ناجائز ضرور ہوتا ہے لیکن ہر ناجائز حرام نہیں ہوتا۔ جیسا کہ

فتاوی امجدیہ کے حاشیہ میں استاذی الکریم مفتی آل مصطفی مصباحی حفظہ اللہ تعالی ارشادفرماتے ہیں: حرام کا ثبوت صرف اس دلیل سے ہوگا جس کا ثبوت واثبات دونوں قطعی ہواور طلب کف جازم ہوجبکہ ناجائز کا ثبوت تین طرح کی دلیلوں سے ہوتا ہے۔

(1) ثبوت قطعی، اثبات ظنی اور طلب کف جازم

(2) ثبوت ظنی، اثبات قطعی اور طلب کف جازم

(3) ثبوت واثبات دونوں ظنی اور طلب کف جازم

اس سے ظاہر ہے کہ حرام ناجائز ضرور ہوتا ہے لیکن ہر ناجائز حرام نہیں ہوتا ہے۔

(فتاوی امجدیہ جلد چہارم ص. 154 حاشیہ نمبر 1)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مقتدی پورا تشہد نہ پڑھ پائے اور امام سلام پھیر دے اسکا حکم؟

سوال: السلام علیکم ورحمۃ للہ وبرکاتہ۔ جب ہم امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اورالتحیات میں بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت امام صاحب سلام پھیر دیتے ہیں جس وقت ہماری التحیات پوری نہیں ہوتی ہے۔تو سوال یہ

ہے کہ امام کے ساتھ ہمیں سلام پھیر دینا چاہیے یا اپنی التحیات پوری کرنی چاہیے ۔لہذا تحقیقی جواب عنایت فرمائیں ۔سائل: غلام محی الدین۔

الجواب بعون الملک الوھاب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔صورت مسئولہ میں مقتدی پرواجب ہے کہ التحیات پوری کرنے کے بعد ہی سلام پھیرے اس لیے کہ جب امام کے ساتھ واجب کا تعارض ہوتو واجب کوترک نہ کیا جائے گا بلکہ اسکو ادا کرکے پھرامام کی متابعت کی جائے گی اوراگرسنت میں تعارض ہوتو اسکوترک کرکے امام کی متابعت کرے جیسے کہ درود ابراہیمی نہ پڑھ پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو یہ بھی سلام پھیر دے۔

جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو چیز فرض وواجب ہیں مقتدی پرواجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کرے بشرطیکہ کسی واجب کا تعارض نہ پڑے اوراگرتعارض ہوتو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس کوادا کرکے متابعت کرے مثلاامام تشہد پڑھ کرکھڑا ہوگیااورمقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی پرواجب ہے کہ پورا کرکے کھڑا ہواورسنت میں متابعت سنت ہے بشرطیکہ تعارض نہ ہواوراگرتعارض ہوتو اسکوترک کرے اورامام کی متابعت کرے مثلارکوع یا سجدہ میں اس نے تین بارتسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے سرا ٹھالیا تو یہ بھی اٹھالے۔ (بہارشریعت حصہ سوم واجبات نماز کا بیان مسئلہ نمبر 59) (ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ جلد دوم ص.202)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

جبراجماع کرنے پرروزہ کی قضاء وکفارہ کاحکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔میاں بیوی دونوں روزہ سے تھے ۔شوہر نے زبردستی بیوی سے ہمبستری کی بیوی کے منع کرنے کے باوجود بھی۔کیا دونوں پرکفارہ لازم ہوگا؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اگراکراہ شرعی متحقق ہے یعنی قتل یاکسی عضوکے تلف یاضرب شدید کی صحیح دھمکی دی گئی ہے توصرف مرد پرکفارہ لازم ہوگاعورت پرنہیں اگرچہ اثناء جماع عورت اپنی خوشی سے مشغول رہی ہواوراگراکراہ شرعی متحقق نہیں تودونوں پرکفارہ لازم ہوگا۔

جیساکہ حضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبورکیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی تو کفّارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔مجبوری سے مراد اکراہِ شرعی ہے،جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضربِ شدید کی صحیح دھمکی

دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہنا مانوں گا تو جو کہتا ہے، کر گزرے گا۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص995 مکتبۃ المدینہ)

(الجوہرۃ النیرۃ کتاب الصوم صفحہ نمبر 180-181)

عورت نے نابالغ یا مجنون سے وطی کرائی یا مرد کو وطی کرنے پر مجبور کیا تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔

(بہار شریعت حصہ پنجم ص997 مکتبۃ المدینہ) (عالمگیری ج1 ص.205)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سوتیلی دادی کو زکوۃ دینے اور بلند آواز سے تعوذ پڑھنے کا شرعی حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(1) سوتیلی دادی کو زکاۃ دینا کیسا؟

(2) سری نماز میں جہر سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا تو کیا سجدہ سہو واجب ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوہاب:

(1) صورت مسئولہ میں اگر سوتیلی دادی فقیرہ یا مسکینہ ہے تو اسکو زکوۃ دے

سکتے ہیں جیسا کہ سوتیلی ماں یا باپ کو زکوۃ دیا جاسکتا ہے۔

حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے، اُسے زکاۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔

(بہارشریعت حصہ پنجم ص 931 مکتبۃ المدینہ) (ردالمحتارج 3 ص 344)

(2) ثناء تعوذ وغیرہ آہستہ پڑھنا سنن نماز سے ہے۔ جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ثناء وتعوذ وتسمیہ اور آمین کہنا اور ان سب کا آہستہ ہونا۔

(بہارشریعت ح 3 ص 525 مکتبۃ المدینہ)

لہذا صورت مسئولہ میں بلند آواز سے تعوذ پڑھنا خلاف سنت ہوا لیکن سجدہ سہو واجب نہیں۔

حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ثنا و دُعا وتشہد بلند آواز سے پڑھا تو خلاف سنت ہوا مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔(بہارشریعت حصہ چہارم ص.718 مکتبۃ المدینہ) (ردالمحتارج 2 ص 658 باب سجود السھو)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بلاقصد دھواں وغبار کے دخول سے روزہ نہیں جاتا

سوال: کیا حکم ہے اس مسئلہ میں کہ جولوگ گرد وغبار کا کام کرتے ہیں مثلا جھاڑو لگانا صاف صفائی کرنا یامٹی وغیرہ گرانا اسی طرح لوہا کا کام کرنے والے ویلڈنگ کا کام کرتے ہیں جس سے دھواں انکے منہ میں جاتا ہے تو کیا ان سب صورتوں میں روزہ فاسد ہوجاتا ہے یا نہیں ۔سائل: شاہد رضا ممبئی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں کام کرنے والے کے منہ اورناک میں جوگردوغبار یادھواں خود بخود چلا جاتا ہے اس سے روزہ دار کاروزہ فاسد نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس سے کلی طور پر بچنا ممکن نہیں ہے۔

جیسا کہ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام قدس سرہ فرماتے ہیں: قولہ فاشبہ الغبار والدخان اذا دخلا فی الحلق فانہ لایستطاع الاحتراز عن دخولھما لدخولھما من الانف اذا طبق الفم وصار ایضا کبلل یبقی فی فیہ بعد المضمضۃ۔

مصنف کا قول مکھی کا داخل ہونا غبار اور دھوئیں کی طرح ہے کیونکہ جب وہ حلق میں داخل ہوجائیں توان کے دخول سے بچنا ممکن نہیں ہوتا، منہ اگر بند بھی ہوتو وہ ناک کے ذریعے داخل ہوجائیں گے اور یہ اس تری کی مانند بھی ہے جوکُلی کے بعد منہ میں رہ جاتی ہے۔

(فتح القدیر باب مایوجب القضاء والکفارۃ جلد دوم ص 258)

علامہ شرنبلالی فرماتے ہیں: لایفسد الصوم لودخل حلقه دخان بلاصنعه او غبارولو غبار الطاحون او ذباب او اثر طعم الادوية وهو ذا كر لصومه۔

ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا جب حلق میں بلاقصد دُھواں داخل ہوجائے یا غبارخواہ وہ آٹے کی چکی کا ہو یا مکھی یا دوائیوں کے ذائقے کا اثر منہ میں داخل ہوجائے اگرچہ روزہ دار کو روزہ دار ہونا یاد ہو۔

(نور الایضاح مالایفسد الصوم ص 64)

اور شیخ نظام اور جماعت علمائے ہند علیھم الرحمہ کا ارشاد ہے: لودخل حلقه غبار الطاحونة اوطعم الادوية اوغبار الهرس واشباهه، او الدخان او ماسطح من غبار التراب بالريح او بحوافر الدواب واشباه ذلك لم يفطره۔

اگر روزہ دار کے حلق میں چکی کا غبار، ادویات کا ذائقہ، گھوڑے کے دوڑنے یا اس کی ہم مثل کی غبار، دھواں، ہوا کے ذریعے اڑنے والی، چوپایوں اور اس کے ہم مثل کی وجہ سے اڑنے والی غبار چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی ہندیہ ج1 ص 203)

علامہ طحطاوی قدس سرہ فرماتے ہیں: قوله اودخل حلقه غبار الخ به عرف حكم من صناعته الغربلة والاشياء التي يلزمها

الغبار وهو عدم الصوم وفی سکب الانهرعن المؤلف ولووجدبدامن تعاطی مایدخل الخ ویدل علیه التعلیل بعدم امکان التحرز ۱۲ھ

سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی اور حاشیہ در میں کہا ہے اور یہ عبارت پہلی کتاب کی ہے قولہ یا غبار روزہ دار کے حلق میں داخل ہوگئی الخ اس سے ان لوگوں کا حکم معلوم ہوگیا جو گیہوں چھانتے یا ایسے کام کرتے ہیں جن کے ساتھ غبار لازمی ہے اور وہ ہے روزہ کا نہ ہونا، سکب الانہر میں مؤلف سے ہے اگر ایسے کام سے بچنے کا چارہ ہو جس سے دخول غبار ہوتا ہے اب اگر ایسا عمل کیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، دلیل یہ علت ہے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اھ

(طحطاوی علی مراقی الفلاح باب بیان مالا یفسد الصوم ص362)

سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں فرماتے ہیں: متون وشروح و فتاوی عامہ کتب مذہب میں جن پر مدارِ مذہب ہے علی الاطلاق تصریحات روشن ہیں کہ دُھواں یا غبار حلق یا دماغ میں آپ چلا جائے کہ روزہ دار نے بالقصد اسے داخل نہ کیا ہو تو روزہ نہ جائے گا اگر چہ اس وقت روزہ ہونا یاد تھا۔ (فتاوی رضویہ مترجم ج10 ص.496 لاہور)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

روزہ دار کو انسولین اور ڈرپ لگوانے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ اگر روزہ دار شخص حالت روزہ میں انسولین لے یا ڈرپ لگوائے تو اسکا روزہ ٹوٹے گا یا نہیں۔ المستفتی مقصود رضا بنگال۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں انسولین بوسطہ انجکشن لینے اور ڈرپ لگوانے سے روزہ نہیں فاسد ہوتا ہے کہ روزہ اسی صورت میں فاسد ہوتا ہے جو کوئی چیز منافذ یعنی قدرتی راستہ سے جوف دماغ یا جوف معدہ میں داخل ہو نہ کہ مسام یا رگوں کے ذریعہ بدن میں کوئی چیز داخل ہو۔

جیسا کہ علامہ شامی قدس سرہ فرماتے ہیں: **المفطر انما ھو الداخل من المنافذ۔** (ردالمحتار علی الدرالمختار جلد دوم ص 395)

اور محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام فرماتے ہیں: **والمفطر الداخل من المنافذ کالمدخل والمخرج لا من المنافذ۔**

(فتح القدیر جلد دوم ص 257 باب مایوجب القضاء والکفارۃ)

مذکورہ دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز منافذ جیسے مدخل یعنی ناک منہ کان وغیرہ اور مخرج یعنی پاخانہ کے مقام وغیرہ کے ذریعہ داخل ہو اس سے

روزہ فاسد ہوتا ہے نہ کہ اس سے جو مسام کے ذریعہ داخل ہو۔
اور شیخ نظام اور جماعت علمائے ہند کا ارشاد ہے: وما یدخل من مسام البدن من الدھن لایفطر۔ جو تیل مسامات کے ذریعہ بدن میں داخل ہو وہ مفسد صوم نہیں۔ (فتاوی ہندیہ ج1 ص203)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

روزہ کی حالت میں لالی (لپسٹک) لگانے کا حکم

سوال: کیا عورت روزہ رکھ کر لالی لگا سکتی ہے جسکو لپسٹک کہا جاتا ہے اور کیا لپسٹک لگانا جائز ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر لالی و لپسٹک (lip stick) میں حرام اشیاء کی آمیزش ہے تو مسلمہ عورت کو اسکا استعمال ناجائز وحرام ہے اور اگر ظن غالب ہے اور اسکے فارمولہ وغیرہ سے ظاہر ہے کہ اس میں ناپاک وحرام اشیاء کی ملاوٹ نہیں تو اسکا لگانا اور استعمال کرنا جائز ہے کہ یہ زینت ہے اور زینت عورت کے لیے روا ہے۔
فتاوی ہندیہ میں ہے: قال محمد وبہ ناخذ مالك نعرف شیأ

حراما بعینه وهو قول ابی حنیفه واصحابه رضی الله تعالی عنهم۔ امام محمد نے ارشاد فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں (یعنی وہ چیز جائز ہے) جب تک کسی معین چیز کے حرام ہونے کی شناخت نہ ہو امام بوحنیفہ اوران کے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کا یہی مذہب ہے۔

(فتاوی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر۔ج5ص342)

اور اگرلالی کا کوئی ذرہ زبان وتھوک کے ساتھ حلق میں نہ گیا ہوتو روزہ فاسد نہیں ہوگا ورنہ روزہ فاسد ہوجائے گا اور جسکی عادت ہو بار بار ہونٹ پر زبان پھیرنے کی تو حالت روزہ اس عورت کو لالی لگانا سخت ممنوع ومکروہ ہے کہ بلاضروت صحیحہ صائم یا صائمہ کا کوئی چیز چکھنا مکروہ ہے نیز اسطرح سے اسکے اجزاء کا حلق میں جانے کا قوی اندیشہ ہے اور یہ فساد صوم کے درپے ہونا ہے۔ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ درمختار کے حوالہ سے فرماتے ہیں: کرہ له ذوق شئ۔کہ روزہ دار کو بلاضرورت صحیحہ کوئی چیز چکھنا مکروہ ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد چہارم ص614 رضا اکیڈمی ممبئی)

اورعلامہ ابن نجیم مصری حنفی قدس سرہ فرماتے ہیں: کرہ ذوق شئ و مضغه بلا عذر لما فیه من تعریض الصوم للفساد ولا یفسد صومه لعدم الفطر صورۃ ومعنی قید بقوله بلا عذر لان الذوق بعذر لا یکرہ (ملخصا)

بلا عذر کسی شئ کا چکھنا اور چبانا مکروہ ہے کیونکہ یہ فساد صوم کے درپے ہونا ہے،

اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ صورۃ ومعنی افطار نہیں پایا گیا "بلا عذر" کی قید اس لیے لگائی کہ عذر کی صورت میں چکھنا مکروہ نہیں۔

(بحر الرائق باب مایفسد الصوم جلد دوم ص. 279-280)

ایسا ہی مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یکرہ للصائم ص 371 پر بھی ہے۔۔۔اور علامہ امام ابن ہمام فرماتے ہیں: الذوق لیس بافطار بل یحتمل ان یصیر ایاہ اذقد یسبق شئ منہ الی الحلق فان من حام حول الحمی یوشك ان یقع فیہ۔

چکھنا افطار نہیں بلکہ اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ کہیں کوئی شئے حلق میں چلی جائے (یعنی افطار کا سبب ہے) کیونکہ جو محفوظ جگہ کے قریب جاتا ہے قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔

(فتح القدیر باب مایوجب القضاء والکفارۃ ج 2 ص 268)

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں: L منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔

(بہار شریعت حصہ پنجم ص 990 مکتبۃ المدینہ)

(عالمگیری کتاب الصوم باب الرابع ج 1 ص 203)

نیز رقم طراز ہیں کہ ڈورا بٹا اسے تر کرنے کے لیے منہ پر گزارا پھر دوبارہ، سہ بارہ۔ یوہیں کیا روزہ نہ جائے گا مگر جبکہ ڈورے سے کچھ رطوبت جُدا ہو کر منہ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (بہار شریعت ج 1 حصہ

پنجم ص 991_990 مکتبۃ المدینہ) (الجوہرۃ النیرۃ کتاب الصوم ص 181)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

اپنی بہن جو سید کی نکاح میں ہے اسکو زکوۃ دینے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اسکی ہمشیرہ محتاج و مجبور ہے لیکن وہ ایک سید کے نکاح میں ہے تو کیا زید اپنی اس غریب بہن کو زکوۃ دے سکتا ہے یا نہیں بینوا و توجروا۔ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں زید اپنی اس غریب بہن کو زکوۃ دے سکتا ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: زید اپنی اس ہمشیرہ کو جو سید کے نکاح میں ہے زکوۃ دے سکتا ہے اسکی اولاد کو نہیں۔ بلکہ اپنے قریبی رشتہ دار کو دینا افضل ہے کہ یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ (فتاوی امجدیہ جلد اول ص 390)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

موقوفہ جائداد کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے

سوال: علمائے دین ومفتیان شرع متین کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص وقف کی ہوئی جائداد غصب کرنا چاہتا ہے تو مسلمانوں کو اسکے لیے کیا کرنا چاہیے؟ بینوا توجرا۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور اس کی حفاظت کریں۔

جیسا کہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: صورت مذکورہ میں ضرور مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف و دفع ظلم ظالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا یا جو کچھ محنت کرینگے مستحق اجر ہوں گے۔ قال تعالی: لا یصیبھم نصب ولا مخمصۃ (الی قولہ تعالی) الا کتب لھم بہ عمل صالح۔
ان کو مشقت اور مشکل نہ پہنچے گی (الی قولہ تعالی) مگر ان کے لیے نیک عمل لکھے جائیں گے۔ (فتاوی رضویہ جلد ششم غیر مترجم ص350)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

جومسجدکمزورنہ ہواسکوشہیدکرکےآرسی سی بنانے کاحکم

سوال: ایک جگہ لوگ پیسہ وغیرہ چندہ کرکے بنی بنائی مسجد کوشہید کرنا چاہتے ہیں اوراسکی جگہ آرسی۔سی مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں تواس بارے میں کیا حکم ہے جبکہ اس مسجد کی حالت بالکل ٹھیک بوسیدہ وخستہ نہیں ہے۔

بینوا توجراو۔عبدالمنان گونڈہ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اس مسجد کوشہید کرکے پہلے سے زیادہ مضبوط اور مستحکم بناسکتے ہیں اگرچہ وہ مسجد ابھی ٹھیک حالت میں ہے بس شرط یہ ہے کہ اپنے مال سے بنائیں مسجد کے روپیے سے نہیں۔

درمختار مع ردالمحتارمیں ہے: اراد اھل المحلة نقض المسجد وبنائه احکم من الاول ان البانی من اھل المحلة لھم ذالك اھ

اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے صدرالشریعہ قدس سرہ ارشادفرماتے ہیں کہ اہل محلہ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد کوتوڑکرپہلے سے عمدہ ومستحکم بنائیں توبناسکتے ہیں بشرطیکہ اپنے مال سے بنائیں مسجد کے روپئے سے تعمیر نہ کریں۔

والله اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

دوسرے فلور کو مسجد بنانے کا شرعی حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ ۱۰ فلور کی ایک بلڈنگ ہے جس میں دوسرے فلور پر مسجد بنائی گئی ہے۔کیا مسجد شرعی مسجد ہے اور کیا مسجد کے اوپر اور نیچے کے فلور میں بھی احکام مسجد لاگو ہونگے؟ سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں وہ فلور جس کو عبادت کے لیے مختص کیا گیا ہے وہ مسجد شرعی نہیں بلکہ وہ مسجد بیت کے حکم میں ہے کیونکہ مسجد شرعی کے لیے ضروری ہے کہ تمام جانب یعنی اوپر نیچے وغیرہ سے بندے کا حق بلکل منقطع ہو جائے۔

جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری قدس سرہ فرماتے ہیں: شرط کونہ مسجدا ان یکون سفلہ وعلوہ مسجدالینقطع حق العبد عنہ بقولہ تعالی وان المسجدالله بخلاف مااذاکان السرداب العلوموقوفالمصالح المسجد کسرداب بیت المقدس ھذاھوظاھر الروایۃ۔

اس کے مسجد ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کے نیچے اور اوپر والا حصہ بھی مسجد ہو۔تاکہ حق عبد اس سے منقطع ہو جائے اللہ تعالی کے اس ارشاد کی بنیاد پر کہ مسجدیں اللہ تعالی کی ہیں بخلاف اس کے کہ جب تہ خانہ یا بالاخانہ مصالح مسجد کیلیے موقوف ہوں جیسا کہ بیت المقدس کا تہ خانہ ہے یہی ظاہر الروایہ میں ہے۔ (بحر الرائق ج5 ص251 کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد)

اورعلامہ برہان الدین مرغینانی قدس سرہ فرماتے ہیں: من جعل مسجدا تحته سرداب اوفوقه بيت وجعل باب المسجد الى الطريق وعزله عن ملكه فله ان يبيعه وان مات يورث عنه لانه لم يخلص الله تعالى لبقاء حق العبد متعلقا به ولو كان السرداب لمصالح المسجد جاز۔

جس شخص نے مسجد بنائی جس کے نیچے تہ خانہ اور اوپر مکان ہے اس نے مسجد کا دروازہ راستے کی طرف بنایا اور اس کو اپنی ملک سے نکال دیا تو وہ اس کو بیچنے کا اختیار رکھتا ہے اگر وہ مرجائے تو اس کی میراث قرار پائے گا کیونکہ وہ خالص اللہ تعالی کے لیے نہیں ہوا اس سبب سے کہ حق عبد اس کے ساتھ منسلک رہا اور اگر وہ تہ خانہ مصالح مسجد کیلیے ہو تو جائز ہے۔(الہدایۃ کتاب الوقف ج2 ص624)

ایسا ہی فتح القدیر، شامی، درمختار، عالمگیری، فتاوی رضویہ شریف ششم بہار شریعت میں بھی ہے۔

اور جب وہ مسجد شرعی نہیں تو اس پر مسجد شرعی کے احکام بھی نافذ نہ ہونگے۔

شرح وقایہ میں ہے : البول فوق بیت فیه مسجد ای مکان اعد للصلاۃ وجعل له محراب وانما قلنا هذا لانه لم یعط له حکم المسجد۔
یعنی اس گھر کے اوپر پیشاب کرنا جائز ہے جس کو نماز کے لیے متعین کیا گیا اور اس میں محراب بھی بنایا گیا اس لیے کہ اس مکان اور گھر کو مسجد شرعی کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ (شرح وقایہ ج1 ص169)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

کیا بعد عید گلے ملنا ضروری ہے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عید کی نماز کے بعد گلے ملنا ضروری ہے کیا نہ ملنے پر کچھ گرفت ہے زید کسی سے گلے ملنا نہیں چاہتا صرف اس لیے کہ کوئی دیوبندی وہابی یا سڑا ہوا صلح کلی سامنے سے اچانک ملنے نہ لگ جائے کیا زید کی کچھ گرفت ہوگی؟ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: از الحلقۃ العلمیہ گروپ

الجواب بعون الملک الوھاب: بعد نماز عید معانقہ (گلے ملنا) بہتر ہے ضروری و واجب نہیں کہ اسکے ترک پر گرفت ہو البتہ اپنے سنی صحیح العقیدہ دوست و احباب ورشتہ دار سے بعد عید گلے ملنا چاہیے کہ اظہار

محبت ومسرت ہے ہاں جسکے بارے میں یقینی طور سے معلوم ہے کہ وہ بد دین وبدمذہب ہے تو خاص اس سے نہ ملے۔

سیدی اعلی حضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: کپڑوں کے اوپر سے معانقہ بطور بروکرامت واظہار محبت۔بے فساد نیت ومواد شہوت، بالاجماع جائز جس کے جواز پر احادیث کثیرہ وروایات شہیرہ ناطق۔

(فتاوی رضویہ جلد 8 مترجم رسالہ وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

اور حضور صدر الشریعہ علامہ حکیم امجد علی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں: بعد نمازِ عید مصافحہ ومعانقہ کرنا جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہارِ مسرّت ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم نماز عید کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

سفید سونا پہننا کیسا

سوال: سفید سونا پہننا جائز ہے سائل: عبدالرشید ممبئی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: مردوں کے لیے سونا پہننا حرام اور ناجائز ہے اس سے اجتناب کرنا لازمی ہے سونا چاہے سفید رنگ کا ہو یا سنہرے رنگ کا ہو۔حدیث شریف میں ہے: عن ابی موسی

الاشعری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حرم لباس الحریر والذھب علی ذکور امتی واحل لاناثھم۔ (ترمذی شریف ص ۳۰۲، ج ۱)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بے شک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام ہے اور انکی عورتوں کے لیے حلال ہے۔

اور حضور صدرالشریعہ علامہ حکیم امجد علی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں: مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔ تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پر تلے میں چاندی لگائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔

(بہار شریعت ۔ح 16 مسئلہ 1 انگوٹھی اور زیور کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

بوسیدہ قرآن شریف ودیگر دینی کتابوں کی حفاظت کا شرعی طریقہ

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ قبرستان میں کواں کھود کر اس میں دینی کتابیں مثلاً قرآن پاک اور دیگر احادیث کی کتابیں ڈالنا کیسا؟

سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: قرآن شریف اور احادیث وغیرہ کی کتابیں جو کہ بوسیدہ ہوجائیں پڑھے جانے کے قابل نہ ہوں اور انکے ضائع ہونے یا بے ادبی ہونے کا خوف ہو تو اسکا طریقہ فقہائے کرام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر حفاظت کی جگہ دفن کریں جہاں پاؤں نہ پڑے اور دفنانے کے لیے لحد کھودے کیونکہ اگر سیدھی کھودے گا تو بعد میں مٹی ڈالنے کی ضرورت ہوگی جس سے قرآنی آیات و اسماء مبارکہ کی بے ادبی ہوگی ہاں اگر اوپر سے سقف نما بنادیں پھر مٹی ڈالیں تو یہ بھی درست ہے۔

جیسا کہ فقہاء کرام رضی اللہ عنہم نے ارشاد فرمایا: المصحف اذا صار خلقالایقرؤمنه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنه اولی من وضعه موضعا یخاف ان یقع علیه النجاسة اونحوذلك ویلحد له لانه لو شق ودفن یحتاج الی اهالة التراب علیه فی ذلك نوع تحقیرالااذاجعل فوقه سقف بحیث لایصل التراب الیه فهو حسن ایضا کذا فی الغرائب۔المصحف اذا صارخلقا وتعذرت القراء ة منه

لایحرق بالنار اشار الشیبانی الی هذا فی السیر الکبیر وبه ناخذ کما فی الذخیرۃ۔

جب مصحف بوسیدہ ہوجائے اور اسے نہ پڑھا جاسکے اور یہ اندیشہ ہو کہ کہیں گر کر بکھر جائے گا اور بے ادبی ہونے لگے گی تو اسے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ دفن کردیا جائے اور اسے دفن کرنا زیادہ بہتر ہے بنسبت کسی ایسی جگہ رکھ دینے کے جہاں اس پر گندگی پڑے اور آلودہ ہوجائے اور لاعلمی میں پاؤں کے نیچے روندا جانے لگے ۔ نیز اس کی تدفین کے لیے صندوقچی قبر کی بجائے بغلی قبر بنائی جائے اس لیے کہ اگر صندوق نما قبر بنائی گئی تو دفن کرنے کے لیے اس پر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی اور یہ عمل ایک لحاظ سے بے ادبی والا ہے ۔ ہاں اگر مصحف شریف کو قبر میں رکھ کر او پر چھت بنادی جائے تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے اور نہ اس تک مٹی پہنچے تو بھی اچھی تدبیر ہے اسی طرح فتاوی الغرائب میں مذکور ہے۔

جب مصحف پرانا اور بوسیدہ ہوجائے اور وہ پڑھے جانے کے لائق نہ رہے تب بھی اسے آگ میں نہ جلایا جائے، چنانچہ امام محمد شیبانی نے سیر کبیر میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے لہذا اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، کتاب ذخیرہ میں اس طرح مذکور ہے۔ (فتاوی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس ج5 ص323)

ایسا ہی بہار شریعت حصہ 16 ص.118 پر بھی ہے۔

اور سیدی سرکار اعلی حضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: مصحف کریم کا

احراق جائز نہیں نص علیہ فی الدر المختار بلکہ حفاظت کی جگہ دفن کیا جائے جہاں پاؤں نہ پڑیں، اور اگر تھوڑے اوراق ہوں تو اولی یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو ان کی تعویذ تقسیم کر دئے جائیں۔

(فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر)

لہذا مذکورہ بالا طریقہ سے قرآن شریف و دیگر دینی کتابوں کی حفاظت کی جائے سوال میں جس طریقہ کا ذکر ہے وہ فقہا کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

باندی سے بغیر نکاح وطی کا حکم

سوال: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ حضور علیہ السلام کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ماریہ قبطیہ کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے جبکہ ماریہ قبطیہ آپ علیہ السلام کی باندی تھیں۔ تو سائل نے سوال کیا ہے کہ اس دور میں باندی سے بغیر نکاح کے تعلقات قائم کرنا جائز تھا۔ رہنمائی فرمائیں جزاک اللہ خیرا۔

سائل: ساحل ملک گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد تھیں اور باندی سے بغیر نکاح وطی کرنے کا جواز خود قرآن پاک کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: وَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُواْ فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (النساء 4، 3)

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے) پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کرسکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں۔

دوسری جگہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ (النساء، 4 : 25)

اور تم میں سے جو کوئی (اتنی) استطاعت نہ رکھتا ہو کہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکے تو ان مسلمان کنیزوں سے نکاح کر لے جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

وضو کے لیے گرم پانی کا استعمال

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ دھوپ کے گرم پانی سے مطلق وضو مکروہ ہے یا پھر ٹھنڈی کے موسم میں مکروہ ہے۔ رہنمائی فرمائیں۔ سائل: محمد راشد مکی۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اس بارے میں تفصیل ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ دھوپ کے گرم پانی کا سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن سے جسم پر پہنچانا، گرم وقت میں اور گرم علاقہ میں بلاٹھنڈا کیے ممنوع ومکروہ ہے۔

جیسا کہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: دھوپ کا گرم پانی مطلقا مگر گرم ملک گرم موسم میں جو پانی سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ سے گرم ہو جائے وہ جب تک ٹھنڈ نہ ہولے بدن کو کسی طرح پہنچانا نہ چاہیے وضو سے غسل سے نہ پینے سے یہاں تک کہ جو کپڑا اس سے بھیگا ہو جب تک سرد نہ ہو جائے پہننا مناسب نہیں کہ اس پانی کے بدن کو پہنچنے سے معاذ اللہ احتمال برص ہے اختلافات اس میں بکثرت ہیں اور ہم نے اپنی کتاب منتہی الآمال فے الاوفاق والاعمال میں ہر اختلاف سے قول اصح وارجح چنا اور مختصر الفاظ میں اسے ذکر کیا اسی کی نقل بس ہے۔

وھو ھذا قط (ای الدارقطنی) عن عامر والعقیلی عن انس

مرفوعا قط والشافعی عن عمر الفاروق موقوفا لاتغتسلوا بالماء انشمس فانه یورث البرص

قط وابو نعیم عن ام المؤمنین انہا سخنت للنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ماء فی الشمس فقال لاتفعلی یاحیمراء فانه یورث البرص

وقیدہ العلماء بقیود ان یکون فی قطر ووقت حارین وقد تشمس فی منطبع صابر تحت المطرقة کحدید ونحاس علی الاصح الا النقدین علی المعتمد دون الخزف والجلود والا حجار والخشب ولا للشمس فی الحیاض والبرك قطعا وان یستعمل فی البدن ولو شربالا فی الثواب الا اذا لبسه رطبا اومع العرق وان یستعمل حارا فلو برد لاباس علی الاصح وقیل لافرق علی الصحیح ووجه ورد فالاول الاوجه قیل وان لایکون الاناء منکشفا والراجح ولو فالحاصل منع ایصال الماء المشمس فی اناء منطبع من غیر النقدین الی البدن فی وقت وبلد حارین مالم یبرد

دارقطنی نے عامر سے اور عقیلی نے انس سے مرفوعا روایت کی، دارقطنی اور شافعی نے عمر فاروق سے موقوفا روایت کی کہ تم آفتاب سے گرم شدہ پانی سے غسل نہ کرو کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے، دارقطنی اور ابو نعیم نے ام المؤمنین سے روایت

کی کہ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کیلیے آفتاب سے پانی گرم کیا تو آپ نے فرمایا: آیندہ ایسا نہ کرنا اے حمیراء کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔ اور علماء نے اس میں کچھ قیود لگائی ہیں مثلا یہ کہ گرم پانی گرم علاقہ میں ہو، گرم وقت میں ہو، یہ کہ پانی کسی دھات کے بنے ہوئے برتن میں جیسے پانی لوہے تانبے کے برتن میں گرم ہوا ہو اصح قول کے مطابق مگر سونے چاندی کے برتن میں گرم نہ کیا گیا ہو معتمد قول کے مطابق مٹی کھال پتھر اور لکڑی کے برتنوں کو دھوپ میں رکھ کر گرم نہ کیا گیا ہو۔ حوض اور گڑھے میں سورج کا گرم شدہ پانی قطعا نہ ہو، یہ پانی بدن میں استعمال ہوا ہو، اگر چہ پی لیا تو بھی یہی خطرہ ہے، کپڑے دھوئے تو حرج نہیں، ہاں اگر کپڑا دھو کر تر ہی پہن لیا تو خطرہ ہے، یا کپڑا پہنا اور جسم پر پسینہ تھا، یہ پانی گرم استعمال کیا جائے اگر ٹھنڈا ہونے کے بعد استعمال کیا تو حرج نہیں، اصح قول یہی ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ فرق نہیں، اور یہی صحیح ہے، اس کی توجیہ بھی ہے اور اس پر رد ہے، تو اول کی وجہ زیادہ درست ہے، ایک قول یہ ہے کہ برتن کھلا ہوا نہ ہو، اور راجح **ولو کان الاناء منکشفا** ہے (یعنی اگر چہ برتن کھلا ہو)

تو خلاصہ یہ ہے کہ دھوپ کے گرم پانی کا سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن سے جسم پر پہنچانا، گرم وقت میں اور گرم علاقہ میں بلا ٹھنڈا کیے ممنوع ہے۔ (فتاوی رضویہ شریف ج1 ص412 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

عقیقہ کا گوشت

پکا کر کافر کو دینا کیسا

سوال: عقیقہ کا گوشت پکا کر کافر کو کھلانا کیسا ہے۔ سائل: محمد ناظم اختر۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مستفسرہ میں ایسا کرنا جائز نہیں کہ طیب چیز طیب لوگوں کے لیے ہے۔ جیسا کہ سیدی اعلی حضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے۔

والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت یعنی طیب چیزیں طیب لوگوں کے لیے اور طیب لوگ طیب چیزوں کے لیے۔

(فتاوی رضویہ ج 8 ص۔ 467 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

حضو صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہاں کے کفار حربی ہیں اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں۔ (فتاوی امجدیہ۔ ج 3 ص 318)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

دو بیویوں میں تقسیم ترکہ

اورعقدثانی سے بیوہ کا استحقاق میراث سے ختم نہیں ہوتا

سوال: ایک شخص نے دونکاح کیے اولاد نہیں ہے۔اس شخص کا انتقال ہوگیا ہے۔دو بیبیوں میں ایک نے دوسرا نکاح کرلیا ہے۔اب مرحوم کی ملکیت میں سے یہ دونوں عورتوں کو کتنا کتنا حصہ ملیگا۔ایک نے جو دوسرا نکاح کرلیا ہے اس کو حصہ ملیگا یا نہیں۔اس کا جواب ارجنٹ ہے برائے کرم تفصیل سے آسان جواب جلد عنایت فرمائیں۔ سائل: ذاکرراج پورا۔

الجواب بعون الملک الوهاب: بعد تقدیم ما تقدم شخص مذکور کی متروکہ جائداد کے کل چار حصے کئے جائینگے اور ان میں ایک حصہ دونوں بیویوں کو دیا جائے گا کہ وہ آپس میں نصف نصف تقسیم کرلیں اور باقی تین حصے شخص مذکور کے دیگر ورثہ کو ملے گا۔

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید: **وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ** اور اگر تمہاری اولاد نہ ہوتو تمہارے ترکہ میں سے عورتوں کے لیے چوتھائی حصہ ہے۔

اور وہ بیوہ جس نے عقد ثانی کرلیا ہے اسکو اپنے مرحوم شوہر کا ترکہ ملے گا کہ عقد ثانی سے میراث کا استحقاق ختم نہیں ہوتا۔جیسا کہ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: عقد ثانی سے میراث کا استحقاق نہیں جاتا ہے شوہری حق باقی رہے گا اور زید کی زوجہ زید کی میراث کی مستحق ہے۔

(ماہنامہ اشرفیہ 2005ص 8، اگست)

والله اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

دیوبندی کے نابالغ بچہ کی نماز جنازہ

سوال: السلام علیکم. کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے ایک پانچ دن کے بچے کی نماز جنازہ پڑھائی جبکہ مذکورہ بچہ دیوبندی کا ہے۔ جب زید سے پوچھا گیا کہ تم نے دیوبندی کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی تو زید کہتا ہے وہ بچہ دیوبندی نہیں اور دلیل دیتا ہے کہ کل مولود یولد علی فطرة الاسلام کے تحت وہ بچہ دیوبندی نہیں اسی لیے میں نے نماز پڑھائی تو زید کا قول صحیح ہے کہ نہیں اور ایسے بچے کا جنازہ پڑھانا کیسا ہے اور ایسے بچے کا کیا حکم ہے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: سگ بارگاہ سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ۔ وسیم ساحل۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں اگر اس نا سمجھ بچہ کے ماں یا باپ سنی صحیح العقیدہ ہیں تو وہ بچہ اپنے سنی باپ یا سنیہ ماں کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جائے گا فان الولد یتبع خیر

الابوین اوراس صورت میں اسکی نماز ہ پڑھنا جائز ہے۔ایسا ہی فتاوی رضویہ
شریف ج6 ص51 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی میں ہے۔

اوراگر اسکے والدین کفری عقائد رکھتے ہیں تو از روے حکم شرع اس
ناسمجھ بچے کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا جائز نہیں کہ ناسمجھ بچہ اپنے والدین کے
تابع ہے البتہ یہ تبعیت دنیاوی ہے نہ کہ اخروی۔

علامہ شامی قدس سرہ فرماتے ہیں:"انه قبل البلوغ تبع
لابويه فى الدين مالم يصف الاسلام اه قال : فافادان
التبعية لاتنقطع الابالبلوغ اوبالاسلام بنفسه وبه صرح
فى البحر والمنح من باب الجنائزاه"۔ بچہ قبل بلوغ دین میں
اپنے والدین کا تابع ہے جب کہ خود مسلمان نہ ہوا ہو، شامی نے کہا :
افادہ فرمایا کہ یہ تبعیت بالغ ہونے یا خود اسلام لانے ہی سے ختم ہوتی
ہے، اسی کی تصریح بحر الرائق اور منح الغفار باب الجنائز میں بھی ہے اھ
(ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر.ج 4ص371 زکریا بکڈپو)

تنویر الابصار والدر میں ہے : صبى سبى مع احد ابويه
لايصلى عليه لانه تبع له :اى فى احكام الدنيالاالعقبى،
لما مرانهم خدم اهل الجنة۔

کوئی بچہ اپنے حربی والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ (دارالحرب
سے) گرفتار کر کے (دارالاسلام میں) لایا گیا (اور مرگیا) تو اس کی نماز جنازہ

نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ وہ (کافر حربی کے) تابع ہے یعنی احکام دنیا میں نہ کہ عقبی میں جیسا کہ گزرا وہ جنتیوں کے خادم ہیں۔

(درمع شامی باب صلوۃ الجنازۃ ج2 ص.132 زکریا بکڈ پو)

امام اہلسنت کنز الکرامت سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ناسمجھ بچے کو بہ تبعیت والدین یا دار کافر کہنے کے ہرگز ہرگز یہ معنی نہیں کہ وہ حقیقۃ کافر ہے کہ یہ تو بداہۃ باطل۔ وصف کفر یقینا اس سے قائم نہیں، بلکہ اسلام فطری سے متصف ہے کما قدمنا یہ اطلاق صرف ازروئے حکم ہے یعنی شرعا اس پر وہ احکام ہیں جو اس کے باپ یا اہل دار پر ہیں وہ بھی نہ مطلقا بلکہ صرف دنیوی، مثلا وہ اپنے کافر مورث کا ترکہ پائے گا نہ مسلم کا، کافر وارث کو اس کا ترکہ ملے گا نہ مسلم کو، کافرہ سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے نہ مسلمہ سے، وہ مرجائے تو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں گے، مسلمانوں کی طرح غسل وکفن نہ دیں گے، مقابر مسلمین میں دفن نہ کریں گے۔ الی غیر ذلك من الاحکام الدنیویۃ.   (فتاوی رضویہ جلد 28 ص.454-453)

الحاصل: دیوبندی وغیرہ کے ناسمجھ بچے کو احکام دنیا کے اعتبار سے کافر کہا جاتا ہے لہذا صورت مسئولہ میں زید کا (کل مولود الخ) والی حدیث کو دلیل میں پیش کرنا اور اسکی نماز جنازہ پڑھانا درست نہیں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

حالت نشہ میں بیع کا حکم

سوال: نشہ میں بیع درست ہے یا نہیں جبکہ خریدنے والا نشے میں ہو؟ مثلاً زید نے کوئی شے جس کو وہ کسٹمر کو ۴۵ میں بیچتا ہے نشے میں آئے ہوئے شخص کو ۵۵ میں بیچی۔تو کیا یہ بیچنا جائز ہوا؟ کیا یہ اس کے نشے کا فائدہ اٹھانا نہیں ہوا؟ سائل: ساحل ملک احمد آباد گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں بیع درست ہے کہ نشہ کی حالت میں عقل باقی رہتی اور وہ شریعت کے احکام کا مکلف ہوتا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: حکمه انه ان کان سکره بطریق محرم لا یبطل تکلیفه فتلزمه الاحکام و تصح عباراته من الطلاق والعتاق،والبیع والاقرار، وتزویج الصغار من کفو،والاقراض،لان العقل قائم۔

یعنی نشہ میں رہنے والے شخص کا حکم ہے کہ اگر اسکا نشہ حرام طریقہ سے ہے تو اسکا مکلف ہونا باطل نہ ہوگا اور اس پر احکام لازم ہونگے اور اسکی باتیں یعنی طلاق عتاق اور بیع واقرار اور کفو میں بچوں کی شادی کرنا اور قرضہ دینا وقرضہ لینا صحیح ہے اس لیے کہ عقل قائم ہے

(ردالمحتار۔ج4ص444 کتاب الطلاق زکریا بکڈ پو)

اورفتاوی قاضی خاں میں ہے: خلع السكران جائز و كذلك سائر تصرفاته إلا الردة والإقرار بالحدود والإشهاد على شهادة نفسه۔ (خانیۃ مع الھندیۃ۔ج1ص536)

اورالاشباہ میں ہے: وقدمنا فى الفوائد أنه من محرم كالصاحى إلا فى ثلث الردة والإقرار بالحدود الخالصة والإشهاد على شهادة نفسه۔ (الاشباہ والنظائرج3ص37)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنہ، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

نابالغ بچوں کے تحائف کااستعمال

سوال: حضوراس بارے میں کیاحکم ہے کہ نابالغ بچوں کوخوشی کے موقعہ یعنی ختنہ کی تقریب عقیقہ کی تقریب رسم بسم اللہ خوانی وغیرہ کے موقع پرتحفہ تحائف دیے جاتے ہیں تو والدین بھی اسکواستعمال کرسکتے ہیں یانہیں۔

سائل: ریحان قادری۔

الجواب بعون الملک الوھاب: فقہاء کرام نے اس بارے میں تفصیل فرمائی ہے چنانچہ حضورصدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ حکیم امجد

علی علیہ الرحمہ یوں ارشاد فرماتے ہیں: نابالغ کو مٹھائی اور پھل وغیرہ کھانے کی چیزیں ہبہ کی جائیں ان میں سے والدین کھاسکتے ہیں یہ اُس وقت ہے کہ قرینہ سے معلوم ہو کہ خاص اِس بچہ کو ہی دینا نہیں بلکہ والدین کو دینا مقصود ہے مگر اُن کی عزت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ چیز حقیر معلوم ہوتی ہے اُن کو دیتے ہوئے لحاظ معلوم ہوتا ہے بچہ کا نام لے دیتے ہیں اور اگر قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ خاص اسی بچہ کو دینا مقصود ہے تو والدین نہیں کھاسکتے مثلاً کوئی چیز کھا رہا ہے کسی کا بچہ وہاں پہنچ گیا ذرا سی اُٹھا کر بچہ کو دیدی یہاں معلوم ہو رہا ہے کہ والدین کو دینا مقصود نہیں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز کھانے کی نہ ہو وہ نابالغ کو دی جائے تو والدین کو بغیر حاجت استعمال درست نہیں۔

ختنہ کی تقریب میں رشتہ داروں کے یہاں سے جوڑے وغیرہ آتے ہیں سہرے پر روپے دیے جاتے ہیں اور جوڑے بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے جن چیزوں کی نسبت معلوم ہو کہ بچہ کے لیے ہیں۔ مثلاً چھوٹے کپڑے جو بچہ کے مناسب ہیں یہ اُسی بچہ کے لیے ہیں ورنہ والدین کے لیے ہیں اگر باپ کے اقربا نے ہدیہ کیا ہے تو باپ کے لیے ہیں ماں کے رشتہ داروں نے ہدیہ کیا ہے تو ماں کے لیے ہیں مگر یہاں وستان کا یہ عرف ہے کہ باپ کے کنُبہ کے لوگ بھی زنانہ جوڑا بھیجتے ہیں جو ماں کے لیے ہوتا ہے اور ننہال سے بھی مردانہ جوڑا بھیجا جاتا ہے جس کا صاف یہی مقصد ہے کہ مرد کے لیے مردانہ جوڑا ہے اور عورت کے لیے زنانہ اگرچہ کہیں سے آیا ہو،

دیگر تقریبات مثلاً بسم اللہ کے موقع پر اور شادی کے موقع پر طرح طرح کے ہدایا آتے ہیں اور وہ چیزیں کس کے لیے ہیں اس کے متعلق جو عرف ہو اُس پر عمل کیا جائے اور اگر بھیجنے والے نے تصریح کر دی ہے تو یہ سب سے بڑھ کر ہے چنانچہ تقریبات میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ نام بنام سارے گھر کے لیے جوڑے بھیجے جاتے ہیں بلکہ ملازمین کے لیے بھی جوڑے آتے ہیں اس صورت میں جس کے لیے جو آیا ہے وہی لے سکتا ہے دوسرا نہیں لے سکتا۔

(بہار شریعت حصہ 14 ص 73۔74 ہبہ کا بیان قادری کتاب گھر)

(درمختار مع ردالمحتار۔ج 8 ص 500۔501 زکریا بکڈپو)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

دفاعی فنڈ میں زکوۃ کا شرعی حکم

سوال: ومسلم کی جہاں لڑائی ہو تو غیر مسلموں کے دفاع کے لیے اور ان سے حفاظت کے لیے سامان وغیرہ خریدنے کے لیے مقدمہ لڑنے کے لیے زکوۃ کی رقم چندہ کی جائے اور اس میں خرچ کی جائے تو کیا اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ بینوا توجرو

الجواب وبعون الملک الوہاب: اس میں زکوۃ

دینا جائز نہیں اور نہ اس سے زکوۃ ادا ہوگی۔فتاوی عالمگیری میں ہے:لا یجوز ان یبنی الزکاۃ المسجدو کذا الحج والجهاد وکل مالا تملیك فیه کذا فی التبیین۔ ہاں اگر ضرورت ہوتو حیلہ کر کے ایسی رقم کو دفاع کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد 4 ص 470 میں ہے۔
(رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مجبوروں کے لیے مکان خریدنا اور مقدمہ میں زکوۃ کی رقم صرف کرنے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مکان کسی غریب یا مسکین یا یتیموں کے لیے خریدا جائے تو اسکی خریداری میں زکوۃ کا روپیہ دینا درست ہے یا نہیں اور اس مکان کو یتیم خانہ کا نام دیا جائے نیز یہ بھی بتائیں کہ مقدمہ وغیرہ میں مال زکوۃ صرف کر سکتے ہیں۔

سائل: عبدالرزاق سعدی

الجواب بعون الملک الوهاب: اسی طرح کے ایک

سوال کے جواب میں سیدی اعلی حضرت قدس سرہ ارشادفرماتے ہیں: یتیم خانہ کی خریداری میں روپیہ لگادینے سے زکوۃ ہرگز ادانہ ہوگی۔لانہ ان کان وقفاوالزکوۃ تملیك فلا یجتمعان نہ کسی غنی کو صرف مقدمہ کے لیے دینے سے ادا ہوسکے اگرچہ وہ مقدمہ مذہبی دینی ہوفان الغنی لیس بمصرف نہ کسی فقیر نہ مسکین کے دینی خواہ دنیوی مقدمہ میں وکیلوں، مختاروں کو دینے یا اور خرچوں میں اٹھانے سے ادا ممکن،جب فقیر کو دے کر اس کے قبضے کے بعد اس سے لے کر صرف نہ کیا جائے فان الصدقة لا تحصل الا بتملیك مصرفها ولا تتم الا بقبضة۔

پس اگر اس قسم کے معاملات میں اٹھانا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص شرعا مصرف زکوۃ ہے اسے بہ نیت زکوۃ دے کر اس کا قبضہ کرادیں پھر وہ اپنی طرف سے اپنے آپ خواہ اسے دے کر خریداری یتیم خانہ خواہ کسی دینی مقدمہ امور خیر میں لگادے۔

(فتاوی رضویہ۔ج4ص572_473مطبوعہ رضااکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابوالنعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دارالعلوم حشمت الرضاپیلی بھیت شریف یوپی

مسجد کے روپیہ کو قرضہ میں دینا

سوال: کیا مسجد کے روپیہ کو قرض کے طور پر دے سکتے ہیں یا متولی خود بطور قرض استعمال کرسکتا ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب: متولی مسجد کی رقم کو نہ قرض دے سکتا ہے نہ بطور قرض خود صرف کرسکتا ہے ۔ جیسا کہ سیدی سرکار اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: متولی کو روا نہیں کہ مال وقف کسی کو قرض دے یا بطور قرض اپنے تصرف میں لائے۔

(فتاوی رضویہ جلد 6 ص 51 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مسجد کے گیٹ پر اپنا نام لکھنا

سوال: ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جسکی تعمیر چندہ کے رقم سے ہوئی اور شروع سے لیکر اب تک چندہ ہی ہوتا ہے تو کیا کوئی شخص مسجد کے گیٹ پر اپنا نام لکھوا سکتا ہے ایک شخص ہے وہ نام لکھتا ہے جبکہ وہ بھی سب کی طرح چندہ دیتا ہے اور بہت سارے لوگوں کو اس پر شکایت بھی ہے۔

سائل: عبد النبی کرناٹک۔

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں

اپنے نام کا گیٹ لکھ کر مسلمانوں میں انتشار واختلاف کا بازار گرم کرنا درست نہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ۔قرآن مجید میں ہے :(ان المسجدللہ) بیشک مسجدیں اللہ ہی کی ہیں ۔

واللہ اعلم بالصواب

ازقلم: ابو النعمان عطامحمد مشاہدی عفی عنه، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یو پی

نعت میں تو، تیرا وغیرہ کا استعمال

سوال: نعت شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کبھی تو یا تیرا لفظ استعمال کیا جاتا ہے ۔کیا یہ جائز ہے؟ سائل: ساحل ملک گجرات ۔

الجواب بعون الملک الوھاب: نعت شریف میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے ضمائر ُتو ُاور ُتیرا ُاور ان کی اضافی صورتوں کا استعمال بلا شبہ کیا جا سکتا ہے ۔اس لیے کہ تو، تیرا ،تم وغیرہ لغتاً اگر چہ ضمیر مخاطب اور کلمہ خطاب ہے جو ادنی کی طرف کیا جاتا ہے لیکن یہ معاملہ صرف نثر تک ہی محدود ہے نظم میں معاملہ اس کے خلاف ہے ۔

جیسا کہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے رکن مجلس شوری و معروف ادیب ڈاکٹر شکیل اعظمی صاحب ُتو ُ، ُتم ُاور ُتیرا ُوغیرہ ضمائر کی تحقیق کرتے ہوئے اس

طرح رقم طراز ہیں: تو،تم، تیرا وغیرہ اگرچہ لغۃً ضمیر مخاطب اور کلمۂ خطاب ہے جو ادنی کی طرف کیا جاتا ہے۔ فارسی میں 'تو' اور 'شما' عربی میں 'انت'، 'انتم'، 'لک'، 'بک' وغیرہ ایک ہی انداز سے استعمال ہوتے ہیں خواہ مخاطب ادنی اور کمتر درجے کا ہو یا اعلی اور برتر درجے کا۔ لیکن اردو میں تو، تیرا، تم جیسے کلماتِ خطاب و ضمائر ادنی اور کمتر درجے کے لیے مستعمل ہیں لیکن یہ معاملہ صرف نثر تک ہی محدود ہے، نظم میں معاملہ اس سے مختلف ہے۔

چنانچہ قواعدِ اردو از مولوی عبد الحق میں صاف درج ہے کہ نظم میں اکثر مخاطب کے لیے 'تو' لکھتے ہیں یہاں تک کہ بڑے بڑے لوگوں اور بادشاہوں کو بھی اس طرح مخاطب کیا جاتا ہے۔

بعد شاہانِ سلف کے، تجھے یوں تفضیل
جیسے قرآن پسِ توریت و زبور و انجیل

(ذوق دہلوی)

دعا پر کروں ختم اب یہ قصیدہ
کہاں تک کہوں، 'تو' چنیں و چناں ہے (میر)

اگرچہ لغوی اعتبار سے تو اور تیرا کے الفاظ کمتر درجے والوں کے لیے وضع کیے گئے ہیں لیکن اہل زبان پیار و محبت کے لیے بھی ان کا استعمال کرتے ہیں اور کسی بھی زبان میں اہمیت اہل زبان کے محاورات اور استعمالات ہی کو حاصل ہوتی ہے اس لیے نعت پاک میں ان کا استعمال قطعاً درست ہے اور

اس میں کسی طرح کی بے ادبی اور شرعی قباحت نہیں ۔

(ماہنامہ اشرفیہ ستمبر ۲۰۰۰ مبارکپور ص ۴۸/۴۹)

عشق ومحبت اور ادب واحترام کے پیکر جمیل سیدی سرکار اعلی حضرت اور آپ کے شہزادے حضور مفتی اعظم قدس سرہما بارگاہ رسالت کے ایسے نعت گو شاعر ہیں کہ شاید و باید کہیں جنکی مثال ونظیر ملے ۔ان صاحبان علم وحکمت وحقیقت ومعرفت کے شعر میں شرعی وادبی اور احتیاط کے وہ جلوے اور جواہر مضمر ہیں جو دوسروں کے یہاں شاذونادر ہی پائے جاتے ہوں ۔فن نعت گوئی کے ایسے ممتاز ومنفرد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی نعتیہ کلام میں "تو، تیرا،تم" وغیرہ جیسے ضمائر کا خوب استعمال فرمایا ہے ۔

چنانچہ سیدی سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے مشہور ومعروف نعتیہ دیوان" حدائق بخشش " میں جو پہلی نعت درج کی ہے اس کی ردیف ہی "تیرا" ہے ۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحہ 'تیرا'
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا 'تیرا'
'تو' جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا 'تیرا'
'تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کر صدقہ تیرا

حضور مفتیٔ اعظم علامہ مصطفی رضا خان نوری بریلوی اپنے نعتیہ کلام میں ارشاد فرماتے ہیں: ضیا بخشی تری سرکار کی عالم پہ روشن ہے مہ و خورشید صدقہ پارے ہیں پیارے ترے در کا تو ہے رحمت، باب رحمت تیرا دروازہ ہوا سایۂ فضل خدا سایہ تری دیوار کا اور اردو ادب کے استاذ اور معروف و مشہور و مستند شعراء مثلا میر تقی میر، حفیظ جالندھری، الطاف حسن حالی، داغ دہلوی، ڈاکٹر اقبال وغیرہم نے بھی ضمائر تو، تیرا، تم وغیرہ کا استعمال فرمایا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ نعت پاک میں تو، تیرا، تم وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں مگر نعت کے جملہ لوازمات و ادب و احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس طرح کہ مفہوم معنی کسی بھی طرح سے متغیر نہ ہوں اور آج جب کہ زبان و ادب کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے پس نعت گو شعرا کو چاہیے کہ اپنے نعتیہ کلام میں ضمائر تعظیمی ہی استعمال کریں تو بہتر ہے ھذا عندی۔

واللہ اعلم بالصواب

از قلم: ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ، دار العلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی

مناجات

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطاء کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل، شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دارو گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و سخا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر

سیدِ بے سایہ کے ظلّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمئ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
اُن تبسّم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندہِ بیجا رُلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجے کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تارک راہِ پُل صراط

آفتابِ ہاشمی، نورالہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سَلِّم کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سَر اُٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نوٹ

’’الانسان مرکب من الخطاء والنسیان‘‘ خطاء کا واقع ہونا انسان سے بعید نہیں بلکہ غلطیاں انسان ہی سے سرزد ہوتی ہیں لہذا ارباب علم و دانش کی بارگاہ میں فقیر عرض گزار ہے کہ اگر کہیں کوئی شرعی خامی یا کتابت میں غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع کریں تا کہ جلد از جلد اسکی اصلاح کر دی جائے

رابطہ:

gmail.com@sahilmalek1995

7052702164

فقیر ابو النعمان عطا محمد مشاہدی عفی عنہ

حشمت الرضا پیلی بھیت شریف یوپی